عملیات و تعویذات

اور اُس کے

شرعی احکام

عملیات، تعویذات،
سحر، جادو،
آسیب کی حقیقت
اور اُسکی شرعی حیثیت
اور تعویذات لینے دینے پر
ضروری ہدایات
نیز اس بارے میں
ہونے والی بداعتقادیاں،
کوتاہیاں اور ان کی ضروری
اصلاحات تفصیل کے ساتھ
تحریر کی گئی ہیں،

حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ مولانا شاہ
محمد اشرف علی تھانوی رح

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان © 540513

اجمالی فہرست احکام العملیات والتعویذات

رائے عالی

عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی مدظلہ العالی ناظم جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

حکیم الامت حضرت مولانا ومقتدانا الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بزمانہ طالبعلمی اکابر امت نے اس کا اندازہ لگایا تھا کہ آگے چل کر مسند ارشاد پر متمکن ہو کر مرجع خلائق ہوں گے اور ہر عام وخاص ان کے فیوض وبرکات سے متمتع ہوں گے۔ چنانچہ حضرت اقدس کے کارہائے نمایاں نے اساطین امت کے اس خیال کی تصدیق کی، کہنے والے نے سچ کہا ہے۔ ”قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید“

خداوند قدوس نے حضرت والا کو تجدید اور احیاء سنت کے جس اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا تھا اس کی اس دور میں نظیر نہیں۔

آج بھی مخلوق حضرت کی تصنیفات وارشادات عالیہ اور مواعظ حسنہ سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ حضرت کے علوم ومعارف کے سلسلہ میں مختلف عنوان سے ہندوپاک میں کام ہو رہا ہے، لیکن بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اللہ پاک نے محض اپنے فضل سے عزیزی مولوی مفتی محمد زید سلمہ، مدرس جامعہ عربیہ ہتورا کو جس نرالے انداز سے کام کی توفیق عطا فرمائی، اس جامعیت کے ساتھ ابھی تک کام نہیں ہوا تھا اس سلسلہ کی ایک درجن سے زائد ان کی تصانیف ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ اس کو قبولیت تامہ عطا فرمائے اور مزید توفیق نصیب فرمائے۔

احقر صدیق احمد غفرلہٗ

خادم جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی)

عرضِ مرتب

احکام العملیات والتعویذات

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کو کثیف بھی بنایا ہے اور لطیف بھی جس طرح وہ ظاہری اور مادی اسباب سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوتا ہے اپنی لطافت طبع کے سبب معنوی اسباب اور باطنی تدابیر سے بھی متاثر ہوتا ہے۔ اور یہ معنوی اسباب اگرچہ مخفی غیر محسوس غیر مشاہد ہوتے ہیں لیکن ان کی قوت ایسی ہوتی ہے کہ مشیت خداوندی سے آدمی اس قوت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی قسم کے معنوی اسباب اور باطنی قوت کو عملیات اور سحر سے تعبیر کرتے ہیں جو کبھی جھاڑ پھونک کی شکل میں ہوتی ہے۔ کبھی تعویذ گنڈے اور کبھی دوسری شکل میں۔

قرآن مجید میں بھی سحر جادو اور اس قوت سے غیر معمولی طور پر متاثر ہونے، شوہر بیوی کے درمیان تفریق نیز حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر سحر کیئے جانے کا ذکر موجود ہے۔ اس سلسلے میں خود آپ کا فرمان ہے: العین حق کہ نظر لگ جانا حق ہے۔ پھر آپ سے اس کا علاج اور بچھو کے کاٹنے پر دم کرنا بھی کتب حدیث میں منقول ہے۔

الغرض۔ باطنی قوت کے ذریعہ بھی انسان میں قسم قسم کے تصرفات

کا ہوجانا مشیت خداوندی سے ممکن ہے۔ اور یہ باطنی قوت شیطانی بھی ہوتی ہے رحمانی بھی، جائز بھی، ناجائز بھی۔ اور جائز کو بھی اگر ناجائز اغراض و مقاصد میں استعمال کیا جائے تو وہ بھی ناجائز ہو جاتی ہے۔ شریعت میں اس کے مفصل احکام بیان کیئے گئے ہیں جن سے واقفیت ضروری ہے۔

بدقسمتی سے اس پرفتن دور میں تمام معاملات کی طرح اس بارہ میں افراط و تفریط ہوتی چلی آئی ہے۔ ایک طبقہ نے تو اس کو ایسا شجر ممنوع قرار دیا کہ اس کو مطلقاً بدعت و شرک قرار دیا۔ جائز عملیات جائز اغراض کے واسطے بھی ان کے نزدیک قطعی ناجائز ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف دوسرا طبقہ اس میں ایسا غرق ہوا کہ حلال و حرام کا بھی امتیاز باقی نہ رکھا۔ اور اس درجہ اس کو مؤثر سمجھ لیا کہ گویا عملیات و تعویذات سے مشیتِ خداوندی کے بغیر بھی سب کچھ ہو سکتا ہے اور بزرگوں کے تعویذ کے بعد گویا کامیابی یقینی ہے۔ اسکے بعد نہ اللہ سے دعاء و انابت کی ضرورت اور نہ اصلاح حال کی طرف توجہ۔ بزرگوں کی بزرگی بھی اسی وقت تک ہے جب تک کہ ان کا کام ہوتا رہے۔ اس کے بغیر ان کی بزرگی بھی غیر مقبول غیر مسلم لوگوں کے نزدیک بزرگوں سے حاصل کرنے کی اگر کوئی چیز ہے تو صرف تعویذ اور دعاء۔

اور کتنے ہیں جنھوں نے بزرگی و تقدس کے لباس میں لوگوں کے ایمان و مال میں ڈاکہ ڈالنا شروع کر دیا اور جاہل قوم ہے جو بدعقیدگی کی وجہ سے جال میں پھنستی ہی جا رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ اس زمانہ کا بہت بڑا فتنہ ہے جو بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ ضرورت تھی کسی ایسے رسالے کی جس میں اس فن سے متعلق صحیح صورت حال سے امت کو روشناش کرایا جائے۔ یہ رسالہ اسی ضرورت کے

پیش نظر مرتب کیا گیا ہے۔ جو اصلاً حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح کے افادات کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ میں عملیات وتعویذات، سحر وجادو، آسیب کی حقیقت اور اس کی شرعی حیثیت، جواز وعدم جواز کے حدود وقیود اور شرائط، تعویذ لینے دینے کے آداب اور ضروری ہدایات نیز اس بارہ میں ہونے والی بداعتقادیاں، کوتاہیاں اور ان کی ضروری اصلاحات تفصیل کے ساتھ تحریر کی گئی ہیں۔

بغرض افادہ وہ عملیات وتعویذات بھی جمع کر دیئے گئے ہیں جو اعمالِ قرآنی کے علاوہ حضرت تھانویؒ کی دوسری کتابوں میں ضمناً ذکر کیے گئے ہیں جن کی تعداد بھی خاصی ہے۔

یہ رسالہ اپنے موضوع کے اعتبار سے انشاء اللہ کافی ووافی ہوگا۔ اللہ پاک زائد سے زائد امت مسلمہ کو مستفید ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔

العبد محمد زید عفرلہ

جامعہ عربیہ ھتورا باندہ

۲۷ر محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

عملیات وتعویذات کاپی نمبرا

عرض ناشر

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

حکیم الامت حضرت تھانوی رح کی تقریر و تحریر، مکتوبات وارشادات کو موضوع وار منتخب ومرتب کرنے اور ان کو عناوین سے مزین کر کے پیش کرنے کا جو بیڑہ برادر معظم مفتی محمد زید صاحب نے اٹھایا تھا! الحمدللہ اب وہ آخری مراحل میں ہے۔ اب تک اس موضوع وار سلسلۂ انتخاب کی جو کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) العلم والعلماء (۲) استاد وشاگرد کے حقوق اور تعلیم وتربیت کے طریقے (۳) علوم وفنون اور نصاب تعلیم (۴) تسہیل التعلیم اور اصلاح عوام (۵) فقہ حنفی کے اصول (۶) آداب افتاء واستفتاء (۷) اجتہاد وتقلید کا آخری فیصلہ (۸) اصول مناظرہ (۹) آداب تقریر وتصنیف (۱۰) اسلامی شادی (۱۱) حقوق معاشرت زوجین کے حقوق اور معاشرتی مسائل (۱۲) اصلاح خواتین (۱۳) تربیت اولاد (۱۴) احکام پردہ (عقل ونقل کی روشنی میں) (۱۵) اسلامی تہذیب (۱۶) دعوت وتبلیغ کے اصول واحکام (۱۷) مذہب وسیاست (۱۸) غیر اسلامی حکومت کے شرعی احکام (۱۹) سیاست کے شرعی احکام (۲۰) عملیات وتعویذات اور اس کے شرعی احکام (۲۱) احکام شب برأت (۲۲) سود، رشوت، قرض کے شرعی احکام (۲۳) آداب خط وکتابت (۲۴) اشرفی دائمی جنتری۔

یہ محض اللہ کا فضل وکرم ہے اور بزرگوں کی دعاؤں کا ثمرہ ہی ہے کہ اتنا بڑا کام جو ایک اکیڈمی اور ایک کمیٹی کے کرنے کا تھا وہ بڑی خوش اسلوبی سے انجام پارہا ہے اور اللہ پاک کی طرف سے مقبول خاص و عام بھی ہے فللہ الحمد۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس بلند پایہ کام میں تعاون سے نوازیں تاکہ کتابیں بروقت شائع ہوسکیں۔ تعاون کی آخری صورت یہی ہے کہ ان کتابوں کو خود خریدیں، دوسروں کو ترغیب دیں۔ مدارس عربیہ کے نادار طلبہ میں تقسیم کرائیں، عام مسلمانوں میں بھی عام کریں؛ بطور ایصال ثواب کتابوں کو شائع کرائیں۔ انشاء اللہ آپ کا یہ عمل امت کے بگڑے ماحول میں اصلاح کی ایک کوشش ہوگی اور آپ کے لیے صدقہ جاریہ بھی۔ اللہ پاک توفیق سے نوازیں۔ فقط

اقبال احمد کانپوری معین المدرسین دارالعلوم دیوبند

یکم جمادی الاول ۱۴۱۵ھ

فہرست مضامین احکام العملیات والتعویذات

عنوانات	صفحات

عنوانات	صفحات

باب ا

عملیات و تعویذات شریعت کی روشنی میں۔

امراض و پریشانیاں دور کرنے کے تین طریقے

امراض و پریشانیاں دور ہونے کی کل تین تدبیریں ہیں۔ دوا، دعا، تعویذ پہلی دو تو ضرور کرو، اور تیسری کبھی کبھی بعض امراض میں کر لو تو مضائقہ نہیں۔ یہ نہ کرو کہ دوا اور تعویذ پر اکتفا کر لو اور دعا کو بالکل چھوڑ دو[1]

جس طرح بیماری کا علاج دوا دارو سے ہوتا ہے اسی طرح بعض موقع پر جھاڑ پھونک سے بھی فائدہ ہو جاتا ہے[2]

الغرض اصل کام تو یہ ہے کہ صبر و استقلال کے ساتھ دوا اور دعا کرو۔ اور کبھی کبھی جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے جو حدود شریعت کے اندر ہوں کر لو۔ کوئی مضائقہ نہیں[3]

تعویذ گنڈوں کے بارے میں " النقی فی احکام الرقی " ایک رسالہ لکھ دیا ہے

---

[1] الصبر ملحقہ فضائل صبر و شکر ص۵۲ [2] بہشتی زیور ص۹۳ [3] الصبر ص۵۳۔

بقدر ضرورت اس میں اس کے احکام ہیں اس کو ضرور دیکھ لو (رسالہ کا پورا خلاصہ اس رسالہ میں شامل ہے)۱؎

عملیات وتعویذات کی شرعی حیثیت

عملیات وتعویذات اگر صحیح اور جائز ہوں تب بھی (ان کی حیثیت) دنیاوی اسباب اور طبّی (یعنی علاج ومعالجہ کی) تدبیر کی طرح ہے۲؎

طبّی دواؤں کی طرح یہ بھی (ایک دوا اور علاج) ہے۔ مؤثر حقیقی نہیں نہ اس پر اثر مرتب ہونے کا اللہ ورسول کی طرف سے حتمی وعدہ ہوا ہے اور نہ اللہ کے نام اور کلام کا یہ اصلی اثر ہے۳؎

(حاصل یہ کہ) جھاڑ پھونک (عملیات وتعویذات) دوسرے جائز کاموں کی طرح (ایک جائز کام) ہے اگر اس میں کوئی مفسدہ شامل ہو جائے یا جواز کی شرط نہ پائی جائے تو ناجائز اور معصیت ہے۴؎

مباح کا حکم

مباحات (یعنی جائز کام) دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ دین کے لیے نافع ہیں جیسے صحت کی حفاظت۵؎ کی غرض سے چلنا پھرنا، ورزش کرنا، یا نافع نہیں ہیں۔ اگر وہ دین میں نافع ہے تو وہ مامور بہ (اور پسندیدہ) ہے گو واجب نہ ہو مگر جب اچھی

۱؎ الصبر صفحہ ۵ ۔ ۲؎ انّ المتقدمین ـ جوّز والرقیۃ بالاجرۃ ولو بالقرآن کما ذکرہ الطحاوی لانہا لیست عبادۃ محضۃ بل من التداوی شامی باب الاجارۃ الفاسدۃ ، ۳؎ التبلیغ ص ۲۶ ، ۴؎ التقی فی احکام الرقی ص ۲۶ ، ص ۳۰ ، ۵؎ " ص ۲۳ ۔

نیت سے کیا جائے تو وہ مستحب ضرور ہو جاتا ہے اور اس میں ثواب بھی ملتا ہے۔ اور اگر وہ دین میں نافع نہیں تو فضول ہے۔ اور فضولیات کے ترک کر دینے کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے گو ان کو حرام نہ کہا جائے مگر کراہت سے خالی نہیں [1]

عملیات تعویذات اور علاج کا فرق

تعویذ اور علاج میں میرے نزدیک تو کوئی فرق نہیں دونوں ہی دنیوی فن ہیں

عوام اس میں فرق سمجھتے ہیں کہ تعویذ کرنے والے کی بزرگی کے معتقد ہوتے ہیں اور کسی ڈاکٹر، طبیب کو بزرگ نہیں سمجھتے۔

عوام کی وجہ فرق یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ڈاکٹر کے علاج کو دنیوی کام سمجھتے ہیں اور عامل کے علاج کو دینی کام خیال کرتے ہیں۔ اور عوام کا یہ خیال اس وجہ سے ہے کہ عملیات کا تعلق امور قدسیہ سے ہے۔ یہ سب جہالت اور حقیقت سے بے خبری ہے [2]

عملیات فی نفسہ جائز ہیں اگر ان میں کوئی شرعی مفسدہ نہ ہو

اگر جواز کے شرائط پائے جائیں اور مفاسد نہ پائے جائیں تو عملیات بلا تکلف جائز ہیں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و [3] فعلاً و تقریراً (یعنی اپنے قول

---

[1] التبلیغ صفحہ ۱۵ / ۱۷ ما علیہ الصبر۔ [2] ملفوظات حکیم الامت صفحہ ۱۴۵ قسط ۵۔ [3] عن علی رضی اللہ عنہ قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلة یصلی فوضع یده علی الارض فلدغته عقرب فناولها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنعله فقتلها ـــ ثم دعا بملح وماء فجعله فی اناء ثم جعل یصبه علی اصبعه

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

وعمل سے] اس کی اجازت دی ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین نے اس کا استعمال فرمایا ہے[1]

جھاڑ پھونک کا ثبوت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی خواب گاہ میں تشریف لے جاتے تو اپنے ہاتھوں میں کچھ دم کرتے اور پڑھتے روایت کیا اس کو بخاری ومسلم وترمذی وابو داؤد ومالک نے[2]

فائدہ :۔ اگرچہ اہل طریق بزرگان دین کے نزدیک یہ مقصود نہیں مگر مخلوق کو نفع پہنچانے کی غرض سے جو شخص اس کی درخواست کرتا ہے اس کی دل شکنی نہیں کرتے۔ اس حدیث سے اس کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے نفس کیلئے بھی (جھاڑ پھونک کرنے میں) کچھ حرج نہیں۔ اور راز اس میں یہ ہے کہ اس میں ایک قسم کا افتقار وانکسار اور اظہار عبدیت واحتیاج ہے یا آپ نے بیان جواز کے لیے کیا ہو[3]

حیث لدغته ويمسحها ويعوذها بالمعوذتين (رواه بیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص۳۹) ترجمہ :۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے آپ نے اپنے ہاتھ کو زمین پر رکھا تو بچھو نے آپ کو ڈس لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جوتے سے مار ڈالا۔ پھر نمک اور پانی منگا کر ایک برتن میں کیا اور جس جگہ بچھو نے ڈنک مارا تھا اس جگہ پانی ڈالتے جاتے اور پوچھتے جاتے اور معوذتین (سورۃ فلق سورۃ ناس پڑھ کر) دم فرماتے جاتے۔

---

[1] اختلف فی الاستشفاء بالقرآن بان يقرأ على المريض او الملدوغ الفاتحة او يكتب فی ورق ويعلق عليه او فی طست ويسقى الى قوله وعلى الجواز عمل الناس اليوم۔ شامی (التقی ص۲۳)۔

[2] التقی فی احکام الرقی ص۲۳) [3] التیسیر ص۱۱۱ ۔ [3] التکشف عن مہمات التصوف ص۵۶۶۔

جھاڑ پھونک احادیث کی روشنی میں

شفاء امراض کے وہ عملیات جو احادیث پاک میں وارد ہیں

اسمائے الٰہیہ اور ادعیہ ماثورہ (یعنی وہ دعائیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان) سے جھاڑ پھونک بھی جائز ہے۔ عام امراض کے واسطے (حدیث میں) یہ علاج وارد ہے:

۱۔ مریض پر داہنا ہاتھ پھیرا جائے اور یہ پڑھے:

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ هُوَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دم کرنا۔ (مسلم)

۳۔ تکلیف کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنا مسلم شریف کی روایت میں آیا ہے۔ بسم اللہ تین بار اور اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔ (مسلم)

۴۔ یہ دعا بھی مسلم شریف کی روایت میں آئی ہے، یعنی پڑھ کر دم کرے:

بِسْمِ اللّٰهِ اُرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اُرْقِيْكَ۔

(مسلم)

۵:- یہ دعا بھی ابو داؤد اور ترمذی میں آئی ہے:

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ ...

سات مرتبہ:-

۶:- بخار اور دوسرے امراض کے لیئے یہ دعا، ترمذی شریف میں ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ - (ترمذی)

۷:- بخار کے لیے یہ آیت بھی لکھی جاتی ہے:

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ -

اور جاڑا بخار (ملیریا) کے لیے یہ آیت

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِيهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ:-

تنبیہ اگر تعویذ میں کوئی آیت لکھنا ہو تو با وضو لکھنا چاہیے۔ اور دوسرا بھی با وضو ہاتھ میں لے۔ البتہ جس کاغذ پر وہ آیت لکھی ہے اگر وہ دوسرے کاغذ میں لپیٹ دیا جائے تو بے وضو اس کو ہاتھ میں لینا درست ہے ———— اسی طرح اگر طشتری (پلیٹ) وغیرہ میں آیت لکھی جائے اس کا بھی یہی حکم ہے[1]

---

[1] احکام المرمن۔ زوال السنۃ عن اعمال السنۃ ص۵۸:-

ہر قسم کی بیماری اور بلا سے حفاظت کے لیئے

بعض دعاؤں کی یہ برکت ہے کہ بیماری لگنے اور بلا پہنچنے کا خوف نہیں رہتا۔
(چنانچہ) حضرت عمر اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی غم یا مرض میں مبتلا شخص کو دیکھ کر

یہ دعا پڑھے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً ؕ

سو وہ بیماری ہرگز اس شخص کو نہ پہنچے گی خواہ کیسی ہی ہو ترمذی (جزء الاعمال ص۳۳)

سحر جادو وغیرہ سے حفاظت کی اہم دعا۔

بعض دعائیں ایسی ہیں کہ سحر (جادو) وغیرہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہیں۔
حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چند کلمات کو اگر میں نہ کہتا رہتا تو یہود (سحر و جادو سے) مجھ کو گدھا بنا دیتے۔ کسی نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں انہوں نے یہ تبلائے۔

اَعُوْذُ بِوَجْہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ اَعْظَمَ مِنْہُ وَبِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَّبِاَسْمَاءِ اللّٰہِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ ۔

(روایت کیا اس کو مالک نے جزء الاعمال ص۳۳)

(یہ دعا کم از کم صبح و شام پابندی سے تین تین مرتبہ پڑھ کر دم کر لیا کریں انشاءاللہ مکمل حفاظت رہے گی)۔

بے ہوش کو ہوش میں لانے کیلئے بابرکت پانی استعمال کرنے کا ثبوت

عن جابر قال مرضت فاتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی وابوبکر وھما ماشیٰن فوجد انی قد اغمی علیّ فتوضا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صب وضوءہ علی فافقت الحدیث اخرجہ الخمسۃ الاّ النسائی [1]

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا، میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عیادت کے لیے پیادہ تشریف لائے اور مجھ کو بے ہوش پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو (کا بچا ہوا) پانی مجھ پر ڈالدیا میں ہوش میں آگیا۔ (روایت کیا اسکو بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤ نے)۔

فائدہ اکثر اہل محبت وعقیدت کا معمول ہے کہ مقبولان الہٰی (اللہ کے نیک بندوں) کے ملبوسات یا ان کی استعمال کی ہوئی چیزوں سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ اس حدیث میں صراحۃً اس کا اثبات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضو کا پانی ان پر ڈالا جس کی برکت سے وہ ہوش میں آگئے۔ [2]

---

[1] تیسیر کلکتہ ص ۳۹ ، [2] التکشف عن مہمات التصوف ص ۵۲۲ - حدیث نمبر ۳۰

عہد صحابہ میں شفاء امراض کیلئے اشیاء متبرکہ

کو دھوکر پانی پلانے کا ثبوت

عن عثمان بن عبد اللّٰہ بن وھب قال فارسلنی اھلی الیٰ ام سلمۃ بقدح من ماء وکان اذا اصاب الانسان عَیْنٌ اَوْ شَیْءٌ بعث الیھا مخضبۃ لھا فاخرجت من شعر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکانت تمسکہ فی جلجل من فضۃ مخضخضۃ لہٗ فشرب منہ قال فاطلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمراء۔

(رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ عثمان بن عبداللہ بن وہب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے گھر والوں نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پیالہ پانی دے کر بھیجا۔ اور یہ دستور تھا کہ جب کسی انسان کو نظر وغیرہ کی تکلیف ہوتی تو حضرت ام سلمہ کے پاس پانی کا پیالہ بھیج دیتا ان کے پاس حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال تھے جن کو انہوں نے چاندی کی نلکی میں رکھ رکھا تھا۔ پانی میں ان بالوں کو ہلا دیا کرتی تھیں اور وہ پانی بیمار کو پلا دیا جاتا تھا۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے جھانک کر جو نلکی کو دیکھا تو اس میں چند سرخ بال تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ ایک صحابیہ کے پاس نلکی میں بال رکھے ہوئے تھے جس کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جاتا تھا کہ بیماروں کی شفاء کے لیے اس کا دھویا ہوا پانی پلایا جاتا تھا (وعظ المحبور النور الصدور ص ۱۹۴ میلاد النبی)۔

دوسری دلیل

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہا اخرجت حبۃ طیالسیۃ کسروانیۃ لہا لبنۃ دیباج، وفرجیہا مکفوفین بالدیباج وقالت ہذہ جبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت عند عائشۃ فلما قبضت قبضتہا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہا ونحن نغسلہا للمرضیٰ نستشفی بہا (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک طیلسانی کسروی جبہ نکالا۔ جس کے گریبان اور دونوں چاک پر ریشم کی سنجاف لگی ہوئی تھی اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ (کرتہ کی طرح کا لباس) ہے جو حضرت عائشہ کے پاس تھا۔ ان کی وفات کے بعد میں نے اسے لے لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہنا کرتے تھے ہم اس کو پانی میں دھو کر وہ پانی بیماروں کو شفاء حاصل کرنے کے لیے پلا دیتے ہیں۔

ہ وعظ الحبور ملحقہ میلاد النبی ص ۱۹۵۔

آسیب جنات کے پریشان کرنے اور انکے دفع کرنے کا ثبوت

عن ابی ایوب انه کان له سهوة فیها تمر وکانت تجیٔ الغول فتاخذ منه فشکیٰ ذٰلک الی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اذهب فاذا رایتها فقل بسم الله اجیبی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فاخذها الیٰ، الحدیث اخرجه الترمذی ؛[1]

ترجمہ : حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک بخاری میں کھجور بھرے رکھے تھے اور خبیث جنات آکر اس میں سے لے جاتے۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ۔ اگر اب کی کسی کو دیکھو تو یوں کہہ دینا "بِسْمِ اللّٰهِ اَجِیْبِیْ رسول اللّٰه" یعنی اللہ کے نام سے مدد لیتا ہوں رسول اللہ کا بلایا ہوا چل۔

رلوی کہتے ہیں کہ انھوں نے یہی کہہ کر اس کو پکڑ لیا، (روایت کیا اس کو ترمذی نے)۔

---

[1] تیسیر کلکتہ صہ ۴۵۰۔

فائدہ (عملیات و عزائم (جھاڑ پھونک) کی رسم اکثر بزرگوں کے پاس جو اہل جماعت خاص مقاصد کے لیے نقش یا تعویذ یا جھاڑ پھونک کرانے آجاتے ہیں۔ مثلاً آسیب اتروانے کے واسطے اسی طرح اور کسی مطلب کیلیے تو وہ حضرات اپنے حسن اخلاق سے اس کو رد نہیں کرتے۔ کچھ اللہ کے نام سے مدد حاصل کر کے تدبیر کر دیتے ہیں۔

اس حدیث میں آسیب کو مغلوب کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصوص کلمات کی تعلیم فرمائی ہے۔ پس اس رسم (اور عادت) کو خلاف سنت نہ کہا جائے گا۔

اسی طرح دوسری حدیث میں رقیہ (جھاڑ پھونک) اور تعویذ کا لٹکانا وارد ہے۔

تنبیہ اس حدیث سے وجود غل (یعنی آسیب خبیث جنات کا پایا جانا) ثابت ہوتا ہے اور دوسرے نصوص میں بھی وجود جن کی تصریح ہے اور غول کی حقیقت بھی یہی (جن) ہے۔ اور دوسری ایک حدیث میں..... **لاغول** سے غول (یعنی جن) کی نفی فرمائی گئی ہے۔ اس سے مراد نفس غول کی نفی نہیں بلکہ اہل جاہلیت جس درجہ میں ان کی قدرت اور نقصان پہنچانے کے معتقد تھے مقصود اس کی نفی فرمانا ہے۔ ھٰذا ما عندی[1]

---

[1] التکشف عن مہمات التصوف صفحہ ۵۲۰۔

قضاء حاجات کے لئے صلوٰۃ الحاجہ اور اس کا طریقہ

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے یا کسی آدمی سے، اس کو چاہیئے کہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے مثلاً سورۂ فاتحہ ہی پڑھ لے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف۔ پھر یہ دعا پڑھے :

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْكَرِيْمُ. سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ. وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ [1]

سوال :- قرآن شریف، یا درود شریف یا ذکر فراخی رزق یا قضاء حاجت کے لیئے پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب :- درست ہے جیسا کہ حدیث میں سورۂ واقعہ کی یہی خاصیت وارد ہوئی ہے جو جواز کی صریح دلیل ہے [2]

---

[1] جزء الاعمال ص ۲۹ ، [2] امداد الفتاوٰی ص ۸۹

فاقہ سے حفاظت کے لیے

سورۂ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا۔ (چنانچہ) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھا کرے اس کو فاقہ کبھی نہیں پہنچے گا۔[۱]

نماز میں سورۂ واقعہ فاقہ سے بچنے کے لئے پڑھنا

سوال:۔ دو رکعت نماز میں سورۂ واقعہ پڑھتا ہوں اور اس میں نیت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو بخشے اور اس کے ضمن میں یہ نیت بھی ہوتی ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ رات کو سورۂ واقعہ ایک دفعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہیں رہے گا۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ دونوں نیتیں کیسی ہیں ؟

الجواب:۔ کچھ حرج نہیں۔ فاقہ کے دفع کا ارادہ اس لیے کرنا کہ رزق میں اطمینان ہونے سے دین میں اعانت ہوگی۔ یہ دین ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خاصیت بیان فرمانا اس کے پسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔[۲]

---

[۱] بیہقی، جزء الاعمال ص۳۲۔ [۲] تربیت السالک ص۱۲۶۶ ج۲۔

جن دعاؤں یا دواؤں اور عملیات کی خاصیت

حدیث یا بزرگوں کے کلام میں منقول ہے اس کا اثر یقینی ہے یا غیر یقینی

سوال نمبر ۴۶ : حدیث میں دعا آئی ہے :

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اس دعا کو میں بچپن سے اکثر صبح و شام پڑھا کرتا ہوں۔ اور اکثر بلاؤں اور مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہوں لیکن بعض دفعہ شاذ و نادر کچھ تکلیف مثلاً چوٹ وغیرہ دعا پڑھنے کے بعد بھی پہنچ جاتی ہے تو طبیعت کچھ متزلزل سی ہوتی ہے اور (شک ہونے لگتا ہے) اس وجہ سے کہ حدیث شریف میں اس دعا کی پڑھنے والے کے متعلق عدم مضرت (یعنی نقصان نہ پہنچے) کا وعدہ آیا ہے۔

کچھ دن قبل آپ کا ایک رسالہ دیکھنے میں آیا اس میں لکھا تھا کہ دعاؤں اور دواؤں، تعویذ وغیرہ کی تاثیر قطعی ضروری نہیں کہ ان کا اثر نہ ہونے سے بدظنی کی جائے۔

اب عرض یہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کے متعلق ایسا ہی خیال کیا جائے یا نہیں۔ اگر ارشادِ نبوی پر خیال کریں تو دل دہل جاتا ہے۔ وعدہ نبوی غلط نہیں ہو سکتا ہے۔

الجواب

حدیث میں عدم مضرت (یعنی نقصان نہ پہنچنے) کے معنی یہ ہیں کہ فی نفسہ یہ دعا کا یہ اثر ہے (اور قاعدہ ہے کہ) موثر کی تاثیر ہمیشہ مقید ہوتی ہے کسی مانع کے نہ پائے جانے کے ساتھ۔ پس کسی ایسے مانع کی وجہ سے ترتب نہ ہونا (یعنی اس کا اثر ظاہر نہ ہونا) نہ اس کے مقتضی ہونے میں خلل ڈالتا ہے اور نہ مخبر صادق (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی خبر میں کوئی شبہ پیدا کرتا ہے۔

اور میں نے جو لکھا ہے (کہ دعاؤں دواؤں کی تاثیر قطعی ضروری نہیں وہ) عاملین کی (خود ساختہ) دعاؤں کے متعلق لکھا ہے نہ کہ ادعیہ نبویہ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے متعلق)۔

(البتہ حدیث میں جن دواؤں کے متعلق آیا ہے اس میں ممکن ہے کہ اثر نہ ہو لیکن) حدیث میں آئی ہوئی دواؤں پر دعاؤں کا قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ (دواؤں کی) خبر تو مخلوق سے منقول ہے بخلاف دعاؤں کی خبر کے متعلق کہ وہ وحی کی طرف مستند ہیں۔ [1]

---

[1] امداد الفتاوی ص ۳۶۹/۴۔

تمام قسم کے عملیات وتعویذات کا ثبوت

کہاں سے اور کس طرح ہے

فرمایا کہ عملیات سب قریب قریب اجتہادی ہیں روایات سے ثابت نہیں جیساکہ عوام کا خیال ہے بلکہ عاملین نے مضمون کی مناسبت سے ہر کام کے لیئے مناسب آیات وغیرہ تجویز کرلی ہیں ۔[1]

چیونٹی چیونٹے دفع کرنیکا عمل

فرمایا کہ مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میرے گھر میں چیونٹے بہت کثرت سے پھیل گئے میں نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک سوراخ میں سے آرہے ہیں۔ میں نے اس سوراخ پر یہ آیت لکھ کر رکھ دی :

یَا اَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۔

بس وہیں سوراخ میں سارے چینٹے سمٹ کر رہ گئے۔

ہمارے حضرت نے فرمایا کہ بس عملیات اسی طرح شروع ہوئے ہیں کہ جو آیت جس موقع کے مناسب ہوئی وہی لکھ کر دے دی بس اس سے اثر ہونا شروع ہوگیا ۔[2]

اور عاملین کے یہاں جو خاص ترکیبیں عمل کرنے کی ہیں اس کے متعلق فرمایا کہ یہ سب الہامی نہیں ہیں ۔ زیادہ تر کچھ قیاسات ہیں، کچھ مناسبات ہیں، کچھ تجربے ہیں ۔ مثلاً بچہ صحیح سالم پیدا ہونے کے لیے ایک مشہور عمل سورۃ والشمس کا ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے "القول الجمیل" میں نقل فرمایا ہے۔ یہ

---

[1] اشرف التنبیہ حکایت ۲۱۲/۲۴۲ مطبوعہ دہلی۔ [2] الاضافات الیومیہ ۲۵۵

بہت مفید عمل ہے جیسا کہ بارہا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ لیکن یہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ سورہ والشمس کو بچہ کے صحیح سالم ہونے سے کیا مناسبت ہے۔ ایک مدت کے بعد سمجھ میں آیا کہ اس صورت میں جو یہ آیت ہے وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا کہ قسم ہے نفس کی اور اس کی جس نے اس کو ٹھیک بنایا۔ پس اتنے جزو سے مناسبت ہے۔ اور ایسی ایسی مناسبتیں تو ہر آدمی بہت سے تجویز کر سکتا ہے۔

چنانچہ میں بھی خود بہت سی چیزیں اس قسم کی مناسبتوں کی بنا پر تجویز کر لیتا ہوں اور اکثر اثر بھی ہوتا ہے۔ مثلاً ایک بی بی صاحبہ (جن کا مجھ سے پردہ نہیں تھا) وہ مانگ نکال رہی تھیں اور کوشش کے باوجود وہ سیدھی نہ نکلتی تھی۔ میں نے محض مناسبت سے انہیں یہ بتلایا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھ کر مانگ نکال لو چنانچہ پہلی ہی مرتبہ میں سیدھی مانگ نکل آئی۔

میں نے اور عملیات میں بھی اپنی طرف سے ایسی ہی مناسبتوں کی بنا پر کچھ نہ کچھ تصرف کر رکھا ہے۔ مثلاً ولادت کی آسانی کے لیے ان آیتوں کا تعویذ مشہور ہے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ میں نے اس میں اتنا اور بڑھا دیا خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ کیونکہ یہ آیت تو خاص اسی باب میں ہے اور وہ پہلی آیتیں اس باب میں نہیں۔ ان میں تو زمین و آسمان کا ذکر ہے صرف وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ کی مناسبت سے یہ تعویذ لکھا جاتا ہے جو زمین کے متعلق ہے۔ جنین (ماں کے پیٹ کے بچہ) نہیں اور ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ خاص جنین ہی کے متعلق ہے۔

اور فرمایا کہ میں نے عملیات میں اس قسم کے سب قیدوں کو حذف کر دیا ہے کہ پیر کا دن ہو، دوپہر کا وقت ہو کیونکہ میرا یہ خیال ہے کہ یہ نجوم کا شعبہ ہے اس لیے ناجائز سمجھ کر چھوڑ دیا (الافاضات الیومیہ ص ۳۰۸/۲ ص ۳۵۵/۲)

باب ۱۲

قرآن سے عملیات کرنے اور اس پر اجرت لینے کا ثبوت

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں تھے اور اسی حدیث میں مار گزیدہ (سانپ کے ڈسے ہوئے شخص) کا قصہ ہے اور اس میں یہ ہے کہ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے اس مارگزیدہ (سانپ کے ڈسے ہوئے شخص) کو صرف سورۂ فاتحہ سے جھاڑا تھا اور وہ اچھا ہو گیا۔ اور معاوضہ میں جو سو بکریاں ٹھیریں تھیں وہ ہم نے وصول کر لیں۔ پھر ہم نے آپس میں کہا کہ ابھی ان بکریوں کے بارے میں کوئی نئی بات تصرف وغیرہ مت کرنا یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرعی حکم دریافت کر لیں۔ سو جب ہم حاضر ہوئے ہم نے آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے تعجب سے فرمایا تم کو کیسے خبر ہو گئی کہ سورہ فاتحہ سے جھاڑ پھونک بھی ہوتی ہے۔ پھر ان کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ان بکریوں کو تقسیم کر لو اور میرا حصہ بھی لگانا۔ (یہ اس لیے فرمایا کہ اس کے حلال ہونے میں شبہ نہ رہے)[۱]

فائدہ:۔ بعض تعویذوں میں نذرانہ ٹھہر لینا یا لے لینا بعض بزرگوں کا معمول ہے اس کا جائز ہونا اور بزرگی کے منافی نہ ہونا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ وہ عمل خلاف شرع نہ ہو۔ اور اس میں کسی قسم کا دھوکہ نہ ہو۔ البتہ خود تعویذ گنڈوں کا مشغلہ غیر منتہی کے لیے عوام کے ہجوم اور لوگوں کے عام رجوع کی وجہ سے اس کے باطن کے لیے مضر ہے[۲]

[۱، ۲] التکشف عن مہمات التصوف ص ۹۳

قرآن مجید کو تعویذ گنڈوں میں استعمال کرنا

فرمایا اصل تو یہ ہے کہ اللہ میاں کا کلام تعویذ گنڈوں کے لیئے تھوڑا ہی ہے وہ تو عمل کرنے کے لیے ہے گو تعویذ گنڈوں میں اثر ہوتا ہے مگر وہ ایسا ہے۔ جیسے دوشالے (قیمتی چادر شال) سے کوئی کھانا پکالے۔ سو کام تو چل جائے گا مگر اس کے لیے وہ ہے نہیں۔ اور ایسا کرنا دوشالے کی ناقدری ہے۔ ایسے ہی یہاں سمجھو ہاں کبھی کسی وقت کر لے تو اس کا مضائقہ بھی نہیں۔ یہ نہیں کہ مشغلہ ہی یہی کر لے۔ کہ سب چیز کا تعویذ ہی ہو ٭

بعض لوگ قرآن مجید کو ناجائز اغراض میں بطور عملیات کے استعمال کرتے ہیں اور غضب تو یہ ہے کہ ـــــــــــ بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ صاحب ہم کوئی عمل تو نہیں کرتے قرآن کی آیتیں پڑھتے ہیں۔

پہلی بات تو یہی ہے کہ اگر جائز اغراض میں بھی عملیات کے طور پر غلو کے ساتھ قرآن کا استعمال ہو یعنی نہ علم سے غرض نہ عمل سے اور واجب قرآن کی آیتیں ڈھونڈی جائیں تو اسی غرض سے کہ اس سے دنیا کا فلاں کام ہو جاتا ہے اور اس سے فلاں مطلب نکلتا ہے۔ جیسے بعض روساء کے یہاں صرف اسی غرض سے (یعنی برکت وغیرہ کے لیے) قرآن رکھا رہتا ہے اور بعض لوگوں کے یہاں نہایت (چھوٹے) قرآن پاک کا (تعویذ بنا ہوا رکھا رہتا ہے جب کوئی بیمار ہوا اس کے گلے میں ڈال دیا (یہ سب اگرچہ جائز ہیں لیکن چونکہ غلو کے ساتھ ہیں اس لیے غیر مرضی (قابل ترک ہیں)۔

البتہ اگر قرآن مجید کے علوم اور اس کے احکام کی اتباع کو اصلی کام سمجھ کر اس پر کاربند ہوں اور کسی موقع پر کسی جائز کام کے لیے کوئی آیت پڑھ لے یا لکھ لے تو ناجائز نہیں (اصلاح انقلاب ص۱۴۴)

قرآن مجید کو ناجائز اغراض میں بطور عملیات کے استعمال کرنا

اور قرآن مجید کو عملیات کے طور پر استعمال کرنا اگرچہ وہ اغراض ناجائز ہی ہوں مثلاً سورہ یٰسین پڑھ کر چور کا نام نکالنا۔ یا ناجائز موقع پر محبت کرنا۔ یا کسی کے میاں بیوی رشتہ دار میں یا مطلق دو شخصوں کے درمیان شرعی اجازت کے بغیر تفریق کرنا یا دست غیب کے ایسے عمل کرنا کہ روپے رکھے مل جایا کریں۔ یا جنات تابع کر کے ان سے کام لینا گو جائز ہی کام ہو اور ناجائز کا تو کیا پوچھنا..... ؟

پس اگر ایسے ناجائز کاموں کے لیے قرآن کو بطور عملیات کے استعمال کیا جائے تو ناجائز کام کے قصد و اہتمام کا تو گناہ ہے یہی جو سب جانتے ہیں۔ یہاں وہ گناہ اس لیے اور بھی سخت ہو جائے گا کہ اس شخص نے کلام الٰہی کو ناپاک غرض کا آلہ بنایا۔ اس کی تو ایسی مثال ہوگی۔ جیسے نعوذ باللہ کوئی شخص قرآن کو بازاری عورت (یعنی رنڈی) کو خرچ میں دے کر منہ کالا کرے کوئی مسلمان جس میں ذرا بھی دین کی عظمت ہوگی اس کو جائز سمجھ سکتا ہے ؟

اور یہ وسوسہ بالکل جاہلانہ ہے کہ اسماء و کلمات الٰہیہ (قرآن پاک) سے عمل چلانا کیسے گناہ ہو گیا ؟ دیکھیے! اگر کوئی شخص بڑا مجلد قرآن زور سے کسی کے سر میں اس طرح مار دے کہ وہ مر جائے تو کیا یہ قتل جائز ہو گا۔ اس وجہ سے کہ قرآن مقدس کے واسطے سے ہوا ہے؟ کیا عدالت اس پر دار و گیر نہ کرے گی؟ کیونکہ اس نے تو قرآن سے مارا ہے اس لئے مجرم نہیں ہے۔ بس اسی سے اس کو بھی سمجھ لیجیے۔[1]

[1] اصلاح انقلاب صـ۱۲۲ صـ۱۲۳

تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر دم کرنا

ختم کے روز ایک اور خرابی ہوتی ہے وہ یہ کہ اس روز حافظ جی کا مصلیٰ کیا ہوتا ہے۔ پنساری کی دوکان ہوتی ہے کہ اجوائن کی پڑیاں رکھی ہیں کہیں سیاہ مرچیں۔ کوئی اُن صاحبوں سے پوچھے کہ حافظ صاحب نے تمہاری اجوائن ہی کے لیے قرآن پڑھا تھا؟

یاد رکھو! کہ اجوائن وغیرہ پر دم کرانا یہ دنیا کا کام ہے دین کے کام کی غایت (مقصد) دنیا کو بنانا بہت نازیبا ہے اور تعویذ و نقش لکھنا اس کے حکم میں نہیں، کیوں کہ وہ خود دنیا ہی کا کام ہے تو اس کی غایت دنیا ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ وہ تو ایسا ہے جیسے حکیم جی کا نسخہ لکھنا عبادت نہیں ہے اس پر اگر اجرت بھی لے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور قرأت قرآن (یعنی قرآن پڑھنا خصوصاً تراویح میں) عبادت ہے اس کا ثمرہ آخرت میں ملے گا۔

الغرض اجوائن وغیرہ پر (ختم کے روز) قرآن کو دم کرانا یہ دین کی غایت کو دنیا بنانا ہے اور بہت بے ادبی ہے اور قرآن کو اس کے مرتبہ سے گھٹانا ہے۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ ناجائز ہے لیکن پیٹ بھر کر بے ادبی ہے۔ [1]

---

[1] التہذیب۔ حقوق و فرائض صـــ ۲۱۹

مسجد میں بیٹھ کر عملیات کرنیکا شرعی حکم

عملیات میں ایک بات قابل لحاظ یہ ہے کہ جو عملیات دنیا کے واسطے ہوتے ہیں وہ موجب ثواب نہیں ہوتے ہیں (یعنی ان کے کرنے میں ثواب نہیں ملتا) ان میں ثواب کا اعتقاد رکھنا بدعت ہے۔

اسی طرح ایسے عملیات کو مسجد میں بیٹھ کر نہ پڑھنا چاہیئے۔ اور نہ اس قسم کے تعویذ مسجد میں بیٹھ کر لکھنے چاہیے کیوں کہ اگر تعویذ پر اجرت لی جائے تو یہ تجارت ہے جس کو مسجد سے باہر کرنا چاہیئے۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جو مدرس بچوں کو تنخواہ لے کر پڑھاتا ہو اس کو (شدید ضرورت کے بغیر) مسجد میں نہ بیٹھنا چاہیئے۔ کیوں کہ مسجد میں اجرت کا کام کرنا بیع وشراء میں داخل ہے۔

اسی طرح جو شخص اجرت پر کتابت کرتا ہو، یا جو درزی اجرت پر کپڑے سیتا ہو یہ سب لوگ مسجد میں بیٹھ کر یہ کام نہ کریں۔

البتہ معتکف کے لیے حالت اعتکاف میں گنجائش ہے۔ [۱]

اور اگر مسجد میں بیٹھ کر اپنے لیے کوئی عمل کیا جائے تو یہ تجارت تو نہیں ہے مگر ہے دنیا کا کام، وہ بھی مسجد میں نہ ہونا چاہیئے۔

اس نکتہ پر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے ارشاد سے تنبہ ہوا۔ حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں ایک شخص نے آکر --- عرض کیا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ مسجد میں پاخانہ کر رہا ہوں۔ حاجی صاحب نے فوراً ارشاد فرمایا کہ تم مسجد میں کوئی عمل دنیا کے واسطے مسجد میں پڑھتے ہو گے اس نے اقرار کیا آپ نے فرمایا کہ دنیا کے واسطے مسجد میں وظیفے نہ پڑھنا چاہیئے۔ علوی عملیات کے جائز ہونے کے اتنے شرائط ہیں۔ یہ مسائل آپ نے کبھی نہ سنے ہوں گے

---

[۱] تعیم التعیم، التبلیغ ج۱، ص۲ تعیم التعیم ص۲۱ التبلیغ۔

نماز کے بعد کچھ پڑھ کر پانی وغیرہ پر دم کرنا

ایک مریض خانقاہ میں مقیم ہیں ان کی درخواست پر حضرت والا نے خود فرما دیا تھا کہ فجر کی نماز سے پہلے منبر پر پانی دم کرانے کے لیے رکھ دیا جایا کرے چنانچہ وہ برابر ایسا ہی کرتے رہے اور حضرت والا عرصہ دراز تک دم کرتے رہے جب حضرت والا نے آتے جاتے یہ دیکھا کہ انھوں نے یہاں ایک دوکان کر لی ہے تو فجر کی نماز کے بعد نہایت نرمی کے ساتھ ایک صاحب کے واسطہ سے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ زیادہ قیام نہ ہوگا اس لیے یہ صورت تجویز کی تھی اب اگر دو چار دن میں جانا ہو تو خیر، ورنہ ایک مرتبہ بوتل میں پانی بھر کر پڑھوا لیا جائے اور اس میں پانی ملا ملا کر پیتے رہیں۔ روزمرہ دم کرانے کی ضرورت نہیں ۔[۱]

---

[۱] اشرف السوانح ص۴۲ ج۳

باب ۳

عملیات وتعویذات کرنا افضل ہے یا نہ کرنا افضل ہے

عملیات وتعویذات نہ کرنیکی فضیلت

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔[۱]

مراد یہ ہے کہ جو جھاڑ پھونک ممنوع ہے وہ نہیں کرتے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ افضل یہی ہے کہ جھاڑ پھونک بالکل نہ کرے۔ اور بدشگونی یہ کہ مثلاً چھینکنے کو یا کسی جانور کے سامنے سے نکل جانے کو منحوس سمجھ کر وسوسہ میں مبتلا

---

[۱] بخاری ومسلم۔

ہو جائیں. موثر حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہیں اس قدر وسوسہ نہ کرنا چاہیئے[1]

احادیث سے افضل اور اکمل حالت یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس کو (یعنی عملیات وتعویذات کو) نہ کیا جائے اور محض دعاء پر اکتفاء کیا جائے۔

اور ترک رُقیہ (یعنی جھاڑ پھونک نہ کرنے) کی فضیلت ترک دوا سے بھی زائد ہے کیوں کہ عوام کے لیے تداوی (علاج معالجہ) میں مفسدہ کا احتمال بعید ہے اور جھاڑ پھونک میں نہیں[2]

(سوال)۔ مجھ کو ایک شبہ ہو گیا ہے اس کا حل فرمائیں. وہ یہ کہ ناجائز جھاڑ پھونک یا جائز جھاڑ پھونک جیسا کہ اکثر دستور ہے کہ قرآن شریف کی آیت سے جھاڑ پھونک کرتے ہیں. اور میں بالکل نہیں کرتا. البتہ کلام الٰہی کو کلام الٰہی جانتا ہوں. میرا یہ عقیدہ اور خیال خراب تو نہیں ہے ؟

(الجواب)۔ آپ کا عقیدہ ٹھیک ہے (عملیات تعویذات) جائز تو ہیں مگر افضل یہی ہے کہ نہ کیا جائے[3]

کیونکہ ظاہر ہے کہ مختلف فیہ سے (یعنی جس مسئلہ کے جائز یا ممنوع ہونے میں اختلاف ہو اس میں) احتیاط افضل ہے۔

واما رقیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم لنفسه فیحتمل اظهار العبودیة والافتقار واما بغیره فیحتمل کونه للتشریع وبیان الجواز۔

واما رقیة جبرئیل علیه السلام للنبی صلی اللہ علیه وسلم فیحتمل الدعاء لان القرآن

---

[1] فروع الایمان ص۲۹ ، [2] التقی فی احکام الرقی ص۳۳ ، [3] امداد الفتاوی ص۴۴۔

كمايختلف دعاء وتلاوة للجنب بالنية كذلك
يختلف دعاء ورقية بالنية[1]

توکل کی قسمیں اور ان کے شرعی احکام

توکل کی دو قسمیں ہیں۔ علماً و عملاً ۔ علماً تو یہ ہے کہ ہر امر میں متصرف حقیقی اور مدبّر حقیقی اللہ تعالیٰ کو سمجھے ۔ اور اپنے کو ہر امر میں ان کا محتاج ہونے کا عقیدہ رکھے یہ توکل تو ہر امر میں عموماً فرض اور اسلامی عقائد کا جزء ہے ۔

دوسری قسم عملاً توکل ہے اس کی حقیقت اسباب کو ترک کرنا ہے۔ پھر اسباب کی دو قسمیں ہیں ۔ دینی اسباب، دنیوی اسباب ۔

دینی اسباب جن کے اختیار کرنے سے کوئی دینی نفع حاصل ہو ان کا ترک کرنا محمود نہیں ۔ بلکہ کبھی گناہ ہوتا ہے اور شرعاً یہ توکل نہیں ۔

اور دنیوی اسباب جس سے دنیا کا نفع حاصل ہو اس نفع کی دو قسمیں ہیں ۔ حلال یا حرام ۔ اگر حرام ہوں تو اس کے اسباب کا ترک کرنا ضروری ہے ۔ اور یہ توکل فرض ہے ۔ اور اگر حلال ہو اس کی تین قسمیں ہیں یقینی، ظنی، وہمی ۔

وہمی اسباب جن کو اہل حرص و طمع اختیار کرتے ہیں جس کو طول امل کہتے ہیں ان کا ترک کرنا ضروری ہے اور یہ توکل فرض واجب ہے ۔

اور یقینی اسباب جن پر وہ نفع عادۃً ضرور مرتب ہو جائے ۔ جیسے کھانے کے بعد آسودگی ہو جانا ۔ پانی پینے کے بعد پیاس کم ہو جانا ۔ اس کا ترک کرنا جائز نہیں اور نہ یہ شرعاً توکل ہے ۔

---

[1] الفتح فی احکام الرقی ص ۳۳

اور اسباب ظنی جن پر اکثر نفع مرتب ہو جائے مگر بارہا تخلف بھی ہو جاتا ہو (یعنی اثر نہ ہوتا ہو) جیسے علاج کے بعد صحت ہو جانا۔ یا نوکری اور مزدوری کے بعد رزق ملنا۔ ان اسباب کا ترک کرنا جس کو اہل طریقت کے عرف میں اکثر توکل کہتے ہیں۔ اس کے حکم میں تفصیل ہے وہ یہ کہ ضعیف النفس کے لیے تو جائز نہیں اور قوی النفس کے لیے جائز ہے بلکہ مستحب ہے[1]

ظاہری اسباب اختیار کرنے کی مختلف صورتیں

اور ان کے شرعی احکام

تدبیر کے دو درجے ہیں ایک اس کا نافع ہونا دوسرا جائز ہونا۔ سو نافع ہونے میں تو یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ تقدیر کے موافق ہو گی تو نافع ہو گی ورنہ نہیں۔

اور اس کے جائز ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اس کے دو درجے ہیں۔

ایک درجہ تو اعتقاد کا یعنی اسباب (ظاہری تدبیر) کو مستقل بالتاثیر سمجھا جائے سو یہ اعتقاد شرعاً حرام و باطل ہے البتہ غیر مستقل تاثیر کا اعتقاد رکھنا یہ اہل حق کا مسلک ہے۔

دوسرا مرتبہ عمل کا ہے یعنی مقاصد کے لیے اسباب اختیار کئے جائیں سو اس کا حکم یہ ہے کہ اس مقصد کو دیکھنا چاہیئے کیسا ہے۔ سو اس میں تین احتمال ہیں یا تو وہ مقصد دینی ہے یا دنیاوی مباح ہے۔ یا معصیت ہے۔ اگر معصیت (گناہ) ہے تو اس کے لیے اسباب کا اختیار کرنا مطلقاً ناجائز ہے ——— اور اگر وہ مقصد دنیاوی مباح ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ دنیاوی مباح ضروری ہے یا

---

[1] بوادر النوادر صلا ۲۶۷

غیر ضروری ۔ اگر ضروری ہے تو اس کے اسباب کو دیکھنا چاہیے کہ ان پر اس مقصد کا مرتب ہونا (یعنی مقصد حاصل ہونا) یقینی ہے یا غیر یقینی ہے ۔ اگر یقینی ہے تو اس کے اسباب کا اختیار کرنا بھی واجب ہے اور اگر غیر یقینی ہے تو ضعیفوں (کمزوروں) کے لیے اسباب کا اختیار کرنا ضروری ہے اور اقویاء کے لیے گو جائز ہے مگر ترک افضل ہے ۔

اور اگر وہ دنیاوی مباح غیر ضروری ہو تو اگر اس کے اسباب کا اختیار کرنا دین کے لیے مضر ہو تو ناجائز ہے ورنہ جائز ہے مگر ترک افضل ہے[1]

کس قسم کے عملیات تعویذ گنڈے ممنوع ہیں

تعویذ گنڈہ وہ برا ہے جو خلاف شرع ہو یا اس پر تکیہ واعتماد (یعنی پورا بھروسہ) ہو جائے ۔ اور اگر منجملہ تدبیر عادی کے سمجھا جائے اور شرع کے موافق ہو تو کچھ حرج نہیں ۔ البتہ جو عملیات خاص قیدوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور عامل ان کی دلیل سے زائد مؤثر سمجھ کر گویا اثر کو اپنے قبضہ میں سمجھتا ہے ۔ ایسے عملیات طالب حق کی وضع کے خلاف ہیں[2]

تعویذات عملیات کے پیچھے نہ پڑنے کی ترغیب اور چند بزرگوں کی حکایتیں

آج کل لوگوں کو عملیات کے بارے میں اس قدر غلو ہو گیا ہے کہ عزائم و عملیات کا مجموعہ بنے ہوئے ہیں ۔ ان چیزوں میں پڑ کر مقصود سے بہت دور جا پڑے اس لیے کہ اصل مقصود اصلاح نفس ہے مگر اس کی بالکل پرواہ نہیں ۔ محمد غوث گوالیاری

---

[1] بوادر النوادر ص ۲۶۵ ؛ [2] تربیت السالک ص ۱۲۱۶/۲

نے موکل تابع کر رکھے تھے ایک بار ان کو حکم دیا کہ شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہیؒ کو جس حالت میں ہوں لے آؤ، ہم زیارت کریں گے۔ شاہ عبدالقدوس صاحب تہجد سے فارغ ہو کر مراقب ہو کر بیٹھے تھے۔ جب افاقہ ہوا دیکھا کہ موکل سامنے کھڑے ہیں۔ دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ عرض کیا ہم موکل ہیں اور محمد غوث صاحب گوالیاری کے بھیجے ہوئے ہیں۔ وہ زیارت کے مشتاق ہیں اگر اجازت ہو تو ہم حضرت کو بہت آرام سے وہاں پر لے چلیں۔ فرمایا انہیں کو یہاں لے آؤ۔ وہ موکل لوٹ گئے اور محمد غوث صاحب کو پکڑ کر لے آئے ان کو تعجب ہوا کہ قاعدہ سے تابع تو میرے اور اطاعت کی شیخ کی؟ حضرت شاہ عبدالقدوس صاحب رحمۃ نے ان کو نصیحت کی کہ "کس خرافات میں مبتلا ہو"...... انہوں نے توبہ کی اور حضرت شیخ سے باطنی تعلق پیدا کیا۔ بس یہ حقیقت ہے ان عملیات کی۔

ایک مرتبہ میں نے طالب علمی کے زمانہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب سے عرض کیا کہ حضرت کوئی ایسا بھی عمل ہے جس سے موکل تابع ہو جائیں؟ فرمایا ہے تو مگر یہ بتلاؤ کہ تم بندہ بننے کے لیے پیدا ہوئے یا خدائی کرنے کے لیے؟ بس مولانا کا اتنا کہنا تھا کہ مجھ کو بجائے شوق کے ان عملیات سے نفرت ہو گئی۔

حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی کے ایک مرید کا یہ خیال تھا کہ حضرت عمل پڑھتے ہوں گے جس کی وجہ سے اس قدر معتقدین کا ہجوم ہے آپ کو اس خطرہ پر اطلاع ہو گئی۔ آپ نے فرمایا، ارے معلوم بھی ہے کہ ان عملیات سے باطنی نسبت سلب ہو جاتی ہے۔

قربان جایئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر کہ ان سب فضولیات سے بچا کر ہم کو ضروری چیزوں کی طرف لائے۔ میں نے ان چیزوں کے عاملوں کو (یعنی عاملین) کو دیکھا ہے کہ ان میں کوئی باطنی کمال نہیں ہوتا، بلکہ اور ظلمت بڑھتی ہے۔ الحمدللہ مجھے مولانا کے

ارشاد کے بعد عملیات سے کبھی مناسبت نہیں ہوئی [۱]

باقاعدہ عملیات میں مشغول ہونے سے باطنی نسبت ختم ہوجاتی ہے

مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی نے فرمایا کہ ارے معلوم بھی ہے کہ عملیات میں مشغول ہونے سے باطنی نسبت سلب ہو جاتی ہے۔

اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عملیات اصل میں ایک قسم کے تصرفات ہیں جو دعوے کو متضمن ہیں۔ اور ایسا تصرف عبدیت کے منافی ہے [۲]

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جیسے عملیات کرنے سے نسبت سلب ہوجاتی ہے اگر کوئی شخص بطور علاج کے دوسرے سے عمل کرائے (تو کیا اس سے بھی نسبت سلب ہوجاتی ہے ؟) فرمایا کہ عمل کرنے میں گفتگو تھی کرانے میں نہیں۔ عمل کرانا بطور علاج کے ضرورت کی وجہ سے ہوتا ہے جب کہ واقعی بھی ضرورت ہو (اس لیے اس میں کوئی نقصان نہیں) [۳]

عملیات و تعویذات کرنے کے بعد بھی ہوتا وہی ہے جو قسمت میں ہوتا ہے

فرمایا کہ عملیات تعویذات وغیرہ کچھ نہیں۔ قسمت و توکل اصل چیز ہے کوئی لاکھ تدبیر کرے مگر جب قسمت میں نہیں ہوتا تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

جاجمؤ (کانپور) میں تین لوگوں نے بیٹھ کر ایک عمل شروع کیا جس کا یہ اثر

---

[۱] ملفوظات حکیم الامت ص ۲۲ قسط ۲ [۲] الافاضات الیومیہ ص ۳۱۴ ج ۲ [۳] ،، ص ۲۱۵

تھا کہ ایک جنیہ مسخر ہو کر آئے گی اس سے جو کچھ مانگا جائے گا وہ دے گی۔

ایک صاحب پر تو درخت کے پتوں کی آواز سے ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ دوسرے صاحب کو نیند آگئی تسبیح ہاتھ سے گر گئی، شمار کرنا بھول گئے۔ وہ بھی اٹھ گئے۔ تیسرے صاحب اخیر تک جمے بیٹھے رہے یہاں تک کہ صبح کے قریب [بوقت سحر] وہ جنیہ بڑے زور وشور سے آئی اور ڈانٹ کر کہا کہ بول کیا مانگتا ہے۔ ان کے ہوش اڑ گئے اور ڈرتے ڈرتے منہ سے نکلا کہ ڈھائی روپیہ۔ چنانچہ وہ ڈھائی روپیہ دے کر واپس چلی گئی۔

لیجئے قسمت میں ڈھائی روپیہ تھے اس لیے اور کچھ مانگ ہی نہ سکے[1]۔

جھاڑ پھونک دعا تعویذ سے تقدیر بھی بدل سکتی ہے یا نہیں

حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا دوا اور جھاڑ پھونک تقدیر کو ٹال دیتی ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ بھی تقدیر ہی میں داخل ہے[2]۔

فائدہ:۔ یعنی یہ بھی تقدیر میں ہے کہ فلاں دوا یا جھاڑ پھونک سے نفع ہو جائے گا۔ یہ حدیث تخریج عراقی میں ہے[3]۔

---

[1] حسن العزیز ص۲۱۷ ج۱ ۔ [2] ترمذی، ابن ماجہ ۔ [3] حیوٰۃ المسلمین روح پنجم ص۹۳ ۔

باب ۲

اہل اللہ اور تعویذات

مخلوق کو نفع پہنچانے کیلئے تعویذ گنڈہ سیکھنے کی تمنا اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رح کی وصیت

فرمایا حضرت گنگوہی رح فرماتے تھے کہ بعض مرتبہ تو اس پر افسوس ہوتا ہے کہ ہم نے تعویذ گنڈے کیوں نہ سیکھ لیئے کہ لوگوں کو نفع ہوتا۔[۱]

فرمایا، ہمارے حاجی صاحب نے فرمایا تھا کہ جو شخص تم سے تعویذ مانگنے آیا کرے تم اسے دے دیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو کچھ آتا ہی نہیں، فرمایا جو سمجھ میں آیا کرے لکھ دیا کرو۔ بس اس روز سے جو سمجھ میں آتا ہے لکھ دیتا ہوں۔[۲]

آپ کو (یعنی حضرت تھانوی رح کو) آپ کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ کوئی کسی ضرورت سے تعویذ مانگے تو انکار نہ کرو۔ اور وقت پر جو قرآن کی آیت یا اللہ کا نام اس مرض کے مناسب

۱؎ مجالس حکیم الامت ص۱۶۱ ، ۲؎ ملفوظات جدید ملفوظات ص۸ ۔

سمجھ میں آئے لکھ دیا کرو۔ حضرت رحمہ کا معمول اسی کے مطابق رہا[1]

اہل اللہ کے تعویذ

فرمایا کہ عملیات اور تعویذات کے جاننے والے بہت سی قیود و شرائط کے ساتھ تعویذات لکھتے ہیں۔ وہ تو ایک مستقل فن ہے۔ مگر حضرات اکابر اولیاء اللہ کے نزدیک اصل چیز توجہ الی اللہ اور دعا ہوتی ہے۔ اس کو جس عنوان سے چاہیں دے بھی دیتے ہیں اور لوگوں کو فائدہ بھی ہوتا ہے۔

میں نے حضرت حاجی صاحب قدس سرۂ سے سنا ہے کہ حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی رحمہ سے لوگ مختلف امراض اور ضرورتوں کے لیے تعویذ مانگا کرتے تھے اور وہ ہر ضرورت کے لیے یہ الفاظ لکھ کر دے دیتے تھے اور اللہ کے فضل وکرم سے فائدہ ہوتا تھا وہ الفاظ یہ ہیں:

"خداوندا اگر منظور داری حاجتش را براری"

اسی طرح حضرت گنگوہی رحمہ سے کسی نے کسی خاص کام کے لیے تعویذ مانگا حضرت رحمہ نے فرمایا مجھے اس کا تعویذ نہیں آتا۔ اس شخص نے اصرار کیا کہ کچھ لکھ دیجئے حضرت نے یہ کلمات لکھ دیئے:

"یا اللہ میں جانتا نہیں۔ یہ مانتا نہیں۔ آپ کے قبضہ میں سب کچھ ہے اس کی مراد پوری فرما دیجئے"۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد پوری فرما دی[2]

فرمایا میں جو تعویذ دیتا ہوں اس کی حقیقت یہ ہے کہ وقت پر اسی حالت کے

---

[1] مجالس حکیم الامت ص۹۵، [2] ص۴۷ الکلام الحسن۔

مناسب جو آیت یا حدیث یاد آجاتی ہے وہ لکھ دیتا ہوں۔ باقی مجھے تعویذ گنڈوں سے قطعاً مناسبت نہیں۔ مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمادیا تھا کہ اگر کوئی آیا کرے تو اللہ کا نام لکھ کر دے دیا کرو۔ اور میری ناواقفی کی بنا پر یہ بھی فرمایا کہ جو سمجھ میں آجائے لکھ دیا کرو اس لیے میں لکھ دیتا ہوں اور بڑا تعویذ تو بزرگوں کی دعا ہوتی ہے۔[۱]

ایک بزرگ کے تعویذ کا اثر

فرمایا ایک دیہاتی شخص کا مقدمہ کسی ڈپٹی کے یہاں تھا انہوں نے حاجی محمد عابد صاحب سے تعویذ مانگا اور تعویذ کو عدالت میں لے جانا بھول گیا۔ جب حاکم (جج) نے اس سے کچھ پوچھا تو ان کے سوال کا جواب نہ دیا اور یہ کہا ابھی ٹھہر جاؤ تیبج (تعویذ) لے آؤں پھر بتاؤں گا۔ وہ ڈپٹی (جج) مسلمان تھے۔ مگر نیچری خیال کے تھے، اور کہا کہ اچھا لے آ، دیکھوں تو تعویذ کیا کرے گا، اور دل میں ٹھان لیا کہ اس کا مقدمہ حتی الامکان بگاڑ دوں گا۔ آخر کار وہ گنوار تعویذ لے کر آگیا اور پگڑی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس میں رکھا ہے۔ اب پوچھو۔ چنانچہ ڈپٹی صاحب (جج) نے خوب جرح و قدح کی۔ اور اس کا مقدمہ بالکل بگاڑ دیا، اور اس کے خلاف فیصلہ لکھا۔ مگر جب سنانے لگے تو فیصلہ کو بالکل الٹا پایا اور بہت حیران ہوئے کہ میں نے تو اس کے خلاف کرنے کی کوشش کی تھی اور یہ اس کے موافق ہے۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل پر پردہ ڈال دیا کہ وہ سمجھ کچھ رہے تھے اور کر کچھ اور رہے تھے (ذہن میں کچھ تھا اور لکھا کچھ اور) پھر انہوں نے حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کی۔[۲]

---

[۱] ملفوظات حکیم الامت ص۲۴۳ قسط ۵، [۲] حسن العزیز ص۴۳۔

اللہ کی قدرت کے آگے تعویذ وغیرہ سب بیکار ہیں

صاحبو! جس وقت کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو تعویذ وغیرہ سب بے کار ہوجاتے ہیں، یہ چیزیں حق تعالےٰ کے حکم کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہیں، کیا انتہا ہے حق تعالےٰ کی قدرت کا، فرماتے ہیں:

قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔

ترجمہ:۔ آپ پوچھیئے یہ تبلاؤ کہ اگر اللہ تعالےٰ حضرت مسیح بن مریم اور ان کی والدہ حضرت مریم کو اور بلکہ جتنے زمین میں آباد ہیں ان سب کو ہلاک کرنا چاہیں تو کیا کوئی شخص ایسا ہے جو خدا تعالےٰ سے ان کو ذرا بھی بچا سکے؟ یعنی اس کو تم بھی مانتے ہو کہ ایسا کوئی نہیں[۱]

اے عیسائیو! تبلاؤ کہ کس کو قدرت ہے کہ وہ خدا کے مقابلہ میں آسکے اگر وہ ان سب کو ہلاک کردیں۔

تو دیکھئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس طرح قدرت کے تحت فرمایا ہے جب ایسا ہے تو فقیر درویش بزرگ جن کے تعویذوں پر ناز ہے وہ کیا چیز ہیں۔ اس لئے کسی کے تعویذ پر ناز کرنا، بھروسہ کرنا بیجا ہے۔ البتہ صحیح تدبیر یہ ہے کہ خدا کو راضی رکھو، اور شرعی احکام پر عمل کرو۔ خصوصاً نمازیں بہت جلد شروع کردو۔[۲]

---

[۱] بیان القرآن۔

[۲] انتعاظ بالغیر ملحقہ آداب انسانیت ص۱۶۹۔

اللہ والوں کے مقابلہ میں عمل کی قوت کچھ بھی نہیں

اللہ والوں کے مقابلہ میں عمل کی قوت کچھ بھی نہیں۔ ایک عامل صاحب گوالیر میں حضرت عبدالقدوس گنگوہی رح کے زمانہ میں تھے۔ ان عامل کے جنات تابع تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے حکم دیا کہ شیخ کو یہاں اٹھا لاؤ۔ جن وہاں سے آئے۔ اس وقت شیخ مسجد میں مراقب تھے جن علیحدہ کھڑے ہو گئے اور یہ تو کہا نہیں کہ ہم آپ کو اٹھا لے چلیں یوں عرض کیا کہ فلاں عامل نے ہمیں بھیجا ہے ان کو آپ کی زیارت کا شوق ہے۔ اگر آپ تشریف لے چلیں تو ہم بہت آسانی سے پہنچا دیں۔ شیخ نے ان سے کہا کہ اسی کو یہاں پکڑ لاؤ۔ وہ آکر ان (عامل صاحب) کو اٹھانے لگے۔ انہوں نے کہا کیا تم میرے اطاعت گزار نہیں ہو؟ جنات نے جواب دیا کہ شیخ کے مقابلہ میں آپ کوئی چیز نہیں اگر شیخ آپ کو قتل کرنے کو کہیں تو ہم قتل بھی کر دیں گے۔ چنانچہ ان کو پکڑ کر شیخ کی خدمت میں لے آئے۔ شیخ نے ان پر ملامت کی انہوں نے توبہ کی اور شیخ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ بس اللہ والوں کے مقابلہ میں عمل کی یہ قوت ہے کچھ بھی نہیں [۱]

حاجی امداد اللہ صاحب اور ایک جن کا واقعہ

حاجی امداد اللہ صاحب کی ایک حکایت حضرت مولانا گنگوہی رح سے سُنی ہے کہ سہارنپور میں ایک مکان تھا اس میں جن کا سخت اثر تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے وہ مکان چھوڑ دیا تھا۔ اتفاق سے حضرت حاجی صاحب رح کلیر سے واپس ہوتے ہوئے سہارنپور تشریف لائے تو مالک مکان نے حضرت کو اسی مکان میں ٹھہرا دیا

---

۱ حسن العزیز ص ۱۶۴ ج ۲۔

کہ شاید حضرت کی برکت سے جن دفع ہو جائیں گے۔ رات کو تہجد کے واسطے جب حضرت اٹھے اور معمولات سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص سامنے آکر بیٹھ گیا۔ حضرت کو حیرت ہوئی کہ باہر کا آدمی اندر کیسے آگیا حالانکہ کنڈی لگی ہوئی ہے پھر یہ کیسے آیا۔ اور اندر کوئی تھا نہیں۔

حضرت نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا حضرت میں وہ شخص ہوں جس کی وجہ سے یہ مکان چھوڑ دیا گیا ہے یعنی جن ہوں۔ میں ایک لمبی مدّت سے حضرت کی زیارت کا مشتاق تھا اللہ تعالیٰ نے آج میری تمنا پوری کی۔ حضرت نے فرمایا ہمارے ساتھ محبّت کا دعویٰ کرتے ہو اور پھر مخلوق کو ستاتے ہو۔ توبہ کرلو۔ حضرت نے اس کو توبہ کرائی۔ پھر فرمایا کہ دیکھو سامنے حضرت حافظ ضامن صاحب تشریف رکھتے ہیں ان سے بھی ملاقات کرلو۔ اس نے کہا نہیں حضرت ان سے ملنے کی ہمت نہیں ہوتی وہ بڑے صاحبِ جلال ہیں، ان سے ڈر لگتا ہے۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری وہ چیز ہے کہ جنّات و انسان سب مطیع ہو جاتے ہیں[1]

ایک آسیب زدہ لڑکی اور حضرت تھانویؒ کا قصہ

قاضی انعام الحق صاحب کی لڑکی پر ایک جن تھا اور اس کا بہت علاج ہو چکا تھا لیکن افاقہ نہ ہوا تھا۔ آخر میں حضرت والا (یعنی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) سے رجوع کیا تو حضرت نے عذر کیا کہ میں عامل نہیں ہوں جب عامل لوگ علاج کر چکے اور کچھ نہ ہوا تو میرے تعویذ وغیرہ سے کیا ہوگا۔ گھر میں پیرانی صاحبہ (یعنی حضرت تھانوی رحمۃ

---

[1] ذکر الموت، دعوات عبدیت ص ۱۵۲/۱۵۔

اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ] نے عرض کیا کہ اثر ہو یا نہ ہو آپ اس کو ایک پرچہ پر تو لکھیں ممکن ہے کہ اس کو نیک ہدایت ہو اور ایذا رسلم سے باز رہے۔ چنانچہ حضرت رحمہ نے پرچہ لکھا کہ :

"تم اگر مسلمان ہو تو ہم تم کو یاد دلاتے ہیں کہ شریعت کا حکم ہے کہ کسی مسلمان کو تکلیف نہ دو۔ حق تعالیٰ کے حکم سے تم اس فعل سے باز آؤ۔ اور اگر تم مسلمان نہیں ہو تو ہم تم کو فہمائش کرتے ہیں (یعنی سمجھاتے ہیں) کہ اس لڑکی کو تکلیف نہ دو ورنہ ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تم کو جبراً روکیں گے۔ اور ہلاک کر دیں گے"۔

یہ پرچہ لے کر آدمی وہاں پہنچا اور اس پرچہ کو سنایا گیا۔ جن نے کہا کہ یہ ایسے شخص کا پرچہ نہیں ہے جس کا کہنا نہ مانا جائے۔ قرائن سے معلوم ہوا کہ وہ جن حضرت والا کے مکان کے پاس مولوی ممتاز صاحب کے مکان پر رہتا ہے۔ اس وقت لڑکی اچھی ہو گئی۔ چند روز کے بعد جن پھر آگیا گھر والوں نے پھر حضرت والا کے پاس آدمی بھیجا۔ جیسے ہی آدمی چلا جن نے کہا کہ میں جاتا ہوں آدمی کو مت بھیجو۔ اس کے بعد یہی معمول ہو گیا کہ جب جن کا اثر پایا گیا اور گھر والوں نے کہہ دیا کہ ہم آدمی بھیجتے ہیں بس جن چلتا بنا۔ مگر اخیر میں مکمل فائدہ حاجی محمد عابد صاحب کے تعویذ سے ہو گیا [1]۔

پرچہ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ اس پرچہ کے مضمون کو پڑھ کر اس جن نے یہ کہا کہ اب ہم جاتے ہیں اس لیے کہ یہ ایسے شخص کا پرچہ نہیں ہے کہ جس کا خیال نہ کیا جائے خاموشی سے سلام کر کے رخصت ہوا۔ ان میں بھی ہر قسم کے

---

[1] معمولات اشرفی ص۴۵ ۔

طبیعت کے ہوتے ہیں شریف بھی اور شریر بھی ۔ بہ بیچارے کوں شریف ہوں گے۔[1]

ایک اور حکایت

میرے یہاں کے دو طالب علم ایک بدعتی شخص [جو عامل بھی تھا اس] سے مناظرہ کرنے لگے مگر خدا جانے کیا ہوا اس سے بیعت ہو گئے ۔ مجھے خبر ہوئی تو میں نے وہ بیعت ان سے علی الاعلان فسخ کرائی ۔ اس کو خبر ہوئی تو اس نے کہا کہ میں چلہ کھینچتا ہوں دیکھنا چالیس دن میں کیا ہوتا ہے ۔ میں نے کہلا بھیجا کہ اسی دن میں بھی کچھ نہ ہوگا ۔ بعد میں اس نے کچھ کیا ہوگا ۔ مگر پھر ہوا یہ کہ وہ شخص ایسا نرم ہوا کہ کبھی کبھی خط بھی بھیجا ۔ اس سے میں نے سمجھا کہ غالباً اس نے کچھ کیا ہوگا جب کچھ نہ ہوا تب وہ ڈھیلا ہوا۔[2]

بزرگ اور تعویذ

آج کل سب سے بڑا بزرگ وہ سمجھا جاتا ہے جو خوابوں کی تعبیر دیتا ہو یا جیسا کوئی تعویذ مانگے ویسا وہ تعویذ دے دیتا ہو ۔ اور اگر کوئی کہہ دے کہ بھائی ہم تو تعویذ گنڈے جانتے نہیں تو یا تو اسے کہیں گے کہ یہ جھوٹا ہے ۔ بھلا کوئی بزرگ بھی ایسا ہو سکتا ہے ۔ کہ جو تعویذ نہ جانتا ہو ؟ اور اگر اسے سچا سمجھیں گے تو کہیں گے کہ ارے یہ بزرگ وزرگ کچھ نہیں اگر بزرگ ہوتے تو تعویذ لکھنا نہ جانتے ؟ پھر اگر تعویذ دیا اور [اس سے فائدہ نہ ہوا] مثلاً بیمار اچھا نہ ہوا تو تعویذ دینے والے کی بزرگی ہی میں شک ہونے لگتا ہے کہ اگر یہ بزرگ ہوتے تو کیا تعویذ میں اثر نہ ہوتا ۔ حالانکہ اچھا

---

[1] ملفوظات ج۳ص۳۳ ۔ [2] حسن العزیز ص۳۴۳ ۔

ہوجانا] اور تعویذ سے فائدہ ہوجانا] کچھ بزرگی کی وجہ سے تھوڑی ہوتا ہے بلکہ جس کی قوت خیالیہ قوی ہوتی ہے اس کے تعویذ میں زیادہ اثر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بہت زیادہ قوت خیالیہ رکھتا ہو تو اس کے محض سوچنے ہی سے جاڑا بخار اتر جاتا ہے چاہے وہ کافر ہی ہو بزرگی کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ لیکن آج کل لوگ تصرفات کو بڑی بزرگی سمجھتے ہیں کہ ایک نگاہ دیکھا تو دھڑ سے نیچے گر گیا۔

[بزرگی تو نام ہے اتباع شریعت، اتباع سنت کا خواہ کوئی تصرف و کرامت ظاہر نہ ہوئے]

یہ ساری خرابی بزرگوں کے اخلاق کی ہے کہ چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے کچھ نہ کچھ خواب کی تعبیر ضرور دے دیتے ہیں، اور کوئی نہ کوئی تعویذ ضرور لکھ دیتے ہیں تاکہ درخواست کرنے والا ہماری بزرگی کا معتقد رہے۔ یہ بات خیر الحمدللہ اہل حق میں نہیں ہے۔ لیکن یہ خیال کرکے کہ اس کا دل نہ ٹوٹے لاؤ کچھ کر دیں [یعنی کچھ نہ کچھ تعویذ دے ہی دیں] اس میں اہل حق بھی محتاط نہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ اور صاف جواب اس لیے نہیں دیتے کہ اس کا دل ٹوٹے گا۔ سو اب چونکہ ہر تعویذ کی درخواست پر اور کچھ تو جواب ملتا نہیں [بلکہ تعویذ ہی ملتا ہے] اس لیے ان چیزوں کو بھی لوگ بزرگی میں داخل سمجھنے لگے۔ یہ اخلاق کی خرابی ہوئی۔

میں کہتا ہوں کہ اگر دل شکنی کو بھی دل گوارہ نہ کرے اور صاف جواب نہ دے سکیں تو کم از کم ایک بات تو ضروری ہے وہ یہ کہ یوں کہہ دیا کریں کہ اس کا تعلق دین سے تو کچھ نہیں ہے لیکن خیر تمہاری خاطر سے تعویذ دیئے دیتا ہوں باقی اثر ہونے کا میں ذمہ دار نہیں اور اگر اثر ہو بھی تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس میں میرا کچھ دخل

لہ آثار المزید۔ ملحقہ التبلیغ صفحہ ۔

نہ ہو گا۔ اگر اتنا بھی کریں تو غنیمت ہے۔ مگر بزرگوں کے یہ اخلاق کہ کسی کا جی برا نہ ہو اگر جی برا ہونے میں اتنی وسعت [اور اس کا اتنا لحاظ] ہے تو پھر حق واضح ہو چکا۔ اس میں جی برا ہونے کی کیا بات ہے۔ نرمی سے کہہ دو۔ سمجھا کر کہہ دو[1]

فرمایا مجھ سے جو تعویذ مانگتا ہے لکھ تو دیتا ہوں لیکن یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ مجھے آتا نہیں کہ اگر کہیں اثر نہ ہو تو خوامخواہ اللہ کے نام کو بے اثر نہ سمجھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نام ان باتوں کے لیے تھوڑی ہے وہ تو دل کے امراض کے لیے ہے[2]

بزرگی اور تعویذ

فرمایا تعویذ سے [مرض] اچھا ہو جانا یہ کچھ تعویذ دینے والے کی بزرگی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ جس کی قوت خیالیہ قوی ہوتی ہے اس کے تعویذ میں اثر زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بہت زیادہ قوت خیالیہ رکھتا ہو تو اس کے محض سوچنے ہی سے جاڑا، بخار اتر جاتا ہے۔ چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو یہ قوت اس میں بھی موجود ہے۔ اور یہ مشق سے اور بڑھ جاتی ہے۔ خصوصاً بعض طبیعتوں کو اس سے خاص مناسبت ہوتی ہے[3]

اکثر لوگ تعویذ گنڈے کرنے والوں کے معتقد ہو جاتے ہیں خصوصاً جس کے تعویذ گنڈے سے نفع ہو جائے حالانکہ بزرگی سے اس کا کوئی تعلق نہیں یہ تو ایسا ہی ہے۔ جیسے کسی طبیب کے نسخہ سے مریض کو شفا ہو جائے اور اس کو بزرگ خیال کرنے لگیں۔ مگر لوگ تعویذ دینے والے کے معتقد ہوتے ہیں۔ کسی طبیب ڈاکٹر کو [اس کے علاج سے فائدہ ہو جانے سے] نہ معتقد ہوتے ہیں نہ بزرگ سمجھتے ہیں

---

[1] آثار المریع۔ التبلیغ ص۸۹، [2] حسن العزیز ص۲۸۴، [3] ملفوظات اشرفیہ ص۲۷۳

نہ معلوم اس میں اور اس میں کیا فرق کرتے ہیں۔ میرے نزدیک تو کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں دنیوی فن ہیں فرق کی وجہ صرف یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ڈاکٹر کے علاج کو دنیوی امر سمجھتے ہیں اور عامل کے علاج کو دینی امر سمجھتے ہیں یہ جہالت اور حقیقت سے بے خبری ہے۔[1]

علماء و مشائخ سے تعویذ کی درخواست

آج کل لوگ علماء و مشائخ کے پاس اولاً تو آتے نہیں اور اگر آتے بھی ہیں تو یہی فرمائش ہوتی ہے کہ تعویذ دے دو۔

صاحبو! علماء و مشائخ سے تعویذ کی درخواست کرنا ایسا ہی ہے جیسے سنار سے یہ کہنا کہ گھاس کھودنے کا کھرپہ بنا دو۔ سنار کا کام تو یہ ہے کہ وہ عمدہ نازک زیور بنائے۔ اسی طرح علماء کا کام مسئلے بتانا ہے۔

افسوس! گوشہ نشینوں سے دنیا کے کام کراتے ہو؛ کیا انہوں نے تمہارے دنیا کے کام کرنے کے لیے دنیا کو چھوڑا ہے؛ ہاں دنیا کے کاموں کے لیے دعاء کرانا جائز ہے۔ شکایت تو تعویذ کی ہے۔ ہاں اگر دس باتیں دین کی پوچھیں اور اس میں ایک دنیا کی بھی پوچھ لی تو کچھ حرج نہیں۔

اب غضب تو یہ کرتے ہیں کہ دو مہینے میں تو تشریف لائے اور کہا کیا کہ ایک تعویذ دے دو۔ فلاں کو بخار آرہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یوں سمجھتے ہیں کہ یہ بزرگ مجاہدے کرتے ہیں اس سے قوت متخیلہ بڑھ جاتی ہے بس جیسے تعویذ دے دیں گے وہ جھٹ پٹ اچھا ہو جائے گا۔

دنیا کے اندر اتنا منہمک نہ ہو کہ اہل دین سے بھی دنیا کا سوال کرو۔ اس

---

[1] ملفوظات حکیم الامت ص۲۳ قسط۔

وقت عام طور پر دینداروں اور علماء سے بھی لوگ دین کی بات نہیں پوچھتے ۔[1]

عملیات وتعویذات کے سلسلہ میں حضرت تھانوی کا معمول

۱۔ حضرت والا تعویذ گنڈوں کے مشغلہ کو پسند نہیں کرتے۔ ہاں کبھی کبھی کوئی نقش یا تعویذ لکھ بھی دیتے ہیں۔ اور پانی بھی دم کر دیتے ہیں۔

۲۔ درد کے لیے تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا لیشفی سقیمنا مٹی پر مسنون طریقہ کے مطابق پڑھ دیتے ہیں۔ چیچک کے لیے سورہ رحمٰن کا گنڈہ بھی بنا دیتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ حضرت والا کے تعویذ یا دم کر دینے سے فوراً کامیابی ہوتی ہے۔

۳۔ اگر کبھی تعویذ مانگنے والوں کا ہجوم ہونے لگتا تو بالکل موقوف کر دیتے ہیں۔ غرض عامل بننا نہیں چاہتے۔ نہ اس کو پسند کرتے ہیں۔ بعض دفعہ فرمایا کہ عاملوں کی حالت اچھی نہیں پائی۔

۴۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عملیات کی تحصیل کسی سے باقاعدہ نہیں کی دو چار عمل کی تو کسی سے اجازت ودرایت ہے باقی سب بالبدیہہ [وقت پر] تصنیف کر دیتا ہوں جو سمجھ میں آیا لکھ دیتا ہوں چنانچہ ہر شخص کے لیے تعویذ علیحدہ ہوتے ہیں۔

۵۔ حضرت والا ہم طالب علموں کو مدرسہ جامع العلوم میں چند عمل اور تعویذ بھی تعلیم فرماتے تھے تاکہ بوقت ضرورت کام آئیں۔

۶۔ حضرت والا کے پاس ایک تعویذ طحال کا ہے اس میں اتوار، بدھ کو

---

[1] التبشیر ملحقہ دعوت وتبلیغ ص۳۶۶ ؛

دن کی قید تھی۔ فرمایا یہ قید ایک زائد شے معلوم ہوتی ہے۔ شاید کسی نجومی کی گھڑت ہے۔ اور دن کی قید کے بغیر استعمال کیا اور اس کا نفع بدستور رہا[1]

فرمایا تعویذ گنڈہ ایک مستقل فن ہے۔ میں اس فن سے واقف نہیں۔ مجھے ان تعویذ گنڈوں سے بڑی وحشت ہوتی ہے۔ مگر حضرت حاجی صاحب رح کے ارشاد کی وجہ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ جو کوئی تعویذ کی حاجت لے کر آیا کرے جو بھی تمہارے جی میں آئے اللہ کا نام لے کر دے دیا کرنا۔ اسی لیے کچھ لکھ کر دے دیتا ہوں ورنہ طبعی طور پر مجھے ان چیزوں سے مناسبت نہیں[2]

فرمایا مجھے چار ورق لکھنا آسان ہے لیکن چار سطر کا تعویذ گھسیٹنا سخت دشوار گذرتا ہے۔ اور بات یہ ہے کہ تعویذ کے موثر ہونے کی بابت لوگوں کے اعتقاد میں بہت غلو ہو گیا ہے۔ جو مذاق توحید کے بالکل خلاف ہے۔ اس لیے مجھ کو تعویذ لکھنے میں بڑا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے گو مجبوراً آدمی کی تسلی کے لیے لکھ دیتا ہوں[3]

تعویذ سے میں بہت گھبراتا ہوں ویسے کوئی آجاتا ہے تو لکھ دیتا ہوں مگر اس میں غلو بہت ہو گیا ہے۔ لوگوں کے عقائد اس حد تک خراب ہو گئے ہیں کہ اثر نہ ہونے پر سمجھتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں بھی اثر نہیں اور اگر ان باتوں پر روک ٹوک کی جائے تو بدنام کرتے ہیں۔ گر کریں بدنام حق کو کیسے مخفی رکھا جا سکتا ہے[4]

---

[1] معمولات اشرفی ص ۲۷، ۲۸ مرتبہ حکیم مصطفیٰ وخلیفہ حضرت تھانویؒ ، [2] ملفوظات حکیم الامت ص ۳۸۰ ج ۵
[3] حسن العزیز ص ۳۱۲ ، [4] الافاضات الیومیہ ص ۳۸۱ ج ۱ ۔

اعمال قرآنی لکھنے کی وجہ

فرمایا کہ میں نے اعمال قرآنی کو اس وجہ سے لکھ دیا ہے (جو حقیقت میں ایک عربی کتاب کا ترجمہ ہے) تاکہ لوگ کافروں جوگیوں وغیرہ کے پھندے میں نہ پھنسیں۔ اور حدیث و قرآن ہی میں مصروف رہیں ورنہ مجھے تعویذ گنڈوں سے زیادہ دلچسپی نہیں اور نہ میں اس فن کا آدمی ہوں[۱] چار ورق کا خط لکھنا مجھ کو آسان ہے مگر تعویذ کی دو لکیریں کھینچ دینا مشکل ہے۔ اور میں تعویذوں کو حرام نہیں کہتا لیکن ہر جائز سے رغبت ہونا بھی ضروری نہیں (وعظ الصبر ملحقہ فضائل صبر و شکر ص ۴۵)۔

[۱] ملفوظات اشرفیہ ص ۳۱۵

باب ۵

تعویذ گنڈوں میں اجازت کی ضرورت

تعویذ گنڈوں کے بارے میں لوگوں کے خصوصاً عوام کے عقائد بہت خراب ہو گئے ہیں۔ چنانچہ عام طور پر ایک غلط خیال یہ پھیل رہا ہے کہ کسی عمل تعویذ وغیرہ سے نفع کی شرط اجازت کو سمجھتے ہیں۔ خود بعض لوگ مجھ کو لکھتے ہیں کہ اعمالِ قرآنی آپ کی کتاب ہے آپ اسکی اجازت دے دیں۔ میں لکھ دیتا ہوں کہ مجھے خود کسی عامل کی اجازت نہیں۔ ایسے شخص کا اجازت دینا کیسے کافی ہو سکتا ہے؟ اس کا کوئی جواب ہی نہیں آتا۔ (ملفوظات حکیم الامت ص۴۰۱ قسط ۵)

حاجی امداد اللہ صاحب رح کا فرمان

(حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح فرماتے ہیں کہ) احقر کو حضرت مرشدی سیدی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر کوئی حاجت مند تعویذ وغیرہ لینے آئے تو انکار مت کیا کرو۔ جو خیال میں آیا کرے لکھ دیا کرو۔ چنانچہ احقر کا معمول ہے کہ اس کی حاجت کے مطابق کوئی آیت قرآنی یا کوئی اسم الٰہی سوچ کر لکھ دیتا ہوں اور بفضلہ تعالیٰ اس میں برکت ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک بی بی کی مانگ بار بار کوشش کے باوجود سیدھی نہ نکلتی تھی احقر نے کہا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھ کر مانگ نکالو چنانچہ اس کا پڑھنا تھا کہ بے تکلف مانگ سیدھی نکل آئی۔

احقر نے یہ حکایت اس لیے عرض کی ہے کہ اگر کوئی طالب صادق بھی اس معمول کو اختیار کرے تو نفع اور برکت کی امید ہے۔

اشرف علی

اعمال قرآنی ص۳

عملیات میں اجازت دینے کی حقیقت اور اسکا فائدہ

سوال کیا گیا کہ عملیات تعویذات میں اجازت کی کیا ضرورت ہے ؟

فرمایا عملیات دو قسم کے ہیں ۔ ایک تو وہ جن کا اثر دنیاوی ضرورتوں کا پورا ہونا ہے اس میں اجازت کا مقصد تقویت خیال (یعنی خیال کو مضبوط کرنا ہے کیوں کہ رواج اور عادت کی وجہ سے پڑھنے والے کو یہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ اجازت کے بعد خوب اثر ہوگا۔ اور اثر ہونے کا دار مدار قوت خیال پر ہے اور اجازت وغیرہ قوت خیال کا ذریعہ ہو جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ اجازت دینے والے کی توجہ بھی اس کی طرف ہو جاتی ہے ۔ اس سے اس کے خیال کے ساتھ ایک دوسرا خیال مل جاتا ہے جس سے عمل پڑھنے والے کے خیال کو تقویت پہنچتی ہے ۔

دوسرے وہ اعمال جن کا ثمرہ اخروی ہوتا ہے (یعنی آخرت میں ثواب ہوگا) سو ایسے اعمال میں اجازت کی کوئی ضرورت نہیں، ثواب اور اللہ کا قرب ہر حالت میں یکساں ہوگا ۔ اور اگر اس کو اجازت حدیث وغیرہ پر قیاس کیا جائے تو صحیح نہیں کیوں کہ وہاں اجازت سے سند کی روایت مقصود ہے ۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص روایت کا اہل نہیں ہوتا ۔ اسی طرح میرا خیال ہے کہ ہر شخص وعظ کا بھی اہل نہیں جس کی حالت پر اطمینان ہو جائے کہ وہ گڑبڑ نہ کرے گا اس کو اجازت دینا چاہیے ۔

الغرض اخروی اعمال میں اجازت کے کوئی معنی نہیں بلا اجازت بھی (ان اعمال کے کرنے سے) ثواب میں کمی نہ ہو گی البتہ ماثور (یعنی مسنون) دعاؤں میں الفاظ و اعراب کی تصحیح بھی مقصود ہوتا ہے سو جس کو استعداد نہ ہو (جو صحیح نہ پڑھ سکتا ہو) اس کے لئے اس اجازت میں یہ بھی مصلحت ہے کہ استاد صحیح کرا دے گا اور جس کو اتنی استعداد

ہو کر وہ خود صحیح پڑھ سکتا ہو اس کو اس کی بھی ضرورت نہیں[1]

وظیفہ پڑھنے میں اجازت لینے کی حقیقت

۱۔ فرمایا وظائف کی اجازت طلب کرنے کو لوگ مؤثر سمجھتے ہیں بعض لوگوں سے میں نے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے (یعنی اجازت کیوں لیتے ہو؟) وہ کہتے ہیں کہ اس میں برکت ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر برکت کی دعا کردوں تو پھر قلب کو ٹٹولو وہی اثر ہوگا جو اجازت دینے کا تھا؟ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا کہ اندر چور ہے۔ اور عقیدہ خراب ہے[2]

۲۔ فرمایا وظیفوں کی اجازت لینے میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ کا فساد ہے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں برکت ہوتی ہے۔ میں نے ایک شخص سے کہا کہ اجازت تو منصوص نہیں اور اس کا ثواب نہیں۔ اور دعا منصوص ہے اور اس پر ثواب بھی ہے۔ اگر دعا کردوں تو دل کو ٹٹول کر دیکھ لیا جائے کہ وہ کیفیت نہ ہوگی جو اجازت میں ہے۔ اجازت کی اصل یہ تھی کہ ایک دفعہ بزرگ وظیفہ سن لیتے تھے تاکہ غلط نہ پڑھا جائے۔ اب تو مولوی لوگ بھی اجازت لیتے ہیں یہ محض رسم اور عقیدہ کا فساد ہے[3]

[1] ملفوظات دعوات عبدیت ج۱۳۰ [2] الکلام الحسن ص۳۶۵، [3] الکلام الحسن ص۲۷

دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت طلب کرنے میں فساد نیت

فرمایا بعض لوگ جو بزرگوں سے دلائل الخیرات وغیرہ کی اجازت طلب کرتے ہیں اس میں بھی نیت کا فساد ہوتا ہے، وہ یہ کہ یہ سمجھتے ہیں کہ بغیر اجازت کے برکت نہ ہوگی۔ حالانکہ اس کی کوئی دلیل نہیں۔

شروع میں اجازت لینے کی بنا غالباً یہ معلوم ہوتی ہے کہ الفاظ درست کرانے کی یہ ایک ترکیب تھی کہ اجازت لو، پھر اجازت میں سن لیتے تھے تاکہ الفاظ درست ہو جائیں [۱]

اگر کوئی مجھ سے دلائل الخیرات کی اجازت لیتا ہے تو مذکورہ عقیدہ کی تصحیح کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ جہاں یہ عبارت آئے "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم" اس کو چھوڑ دیا کرو کیوں کہ اس میں بعض احادیث ثابت نہیں گو ان کا مضمون درست ہے۔

اور صوفیوں کی حدیثیں اکثر ضعیف ہوتی ہیں کیوں کہ اس میں حسن ظن کا غلبہ ہوتا ہے۔ جس سے سنا یہ حدیث ہے بس مان لیا پھر نقل بھی کر دیا۔ ان کے مضامین تو صحیح ہوتے ہیں مگر الفاظ ثابت کم ہوتے ہیں [۲]

---

[۱] کلمۃ الحق، ص۳۳ [۲] ص۳۴

حزب البحر وغیرہ وظائف قابل ترک ہیں

فرمایا مجھ کو یہ بھی گراں ہے کہ بعض لوگ نہایت اہتمام سے حزب البحر کی اجازت لیتے پھرتے ہیں، یہ بھی پیروں کے ڈھکوسلے ہیں۔ کیا "حزب البحر" سے پہلے قرب حق کا کوئی طریقہ نہ تھا۔ جو آج قرب حق اسی پر موقوف ہو گیا۔۔۔۔ آخر حزب البحر شیخ ابو الحسن شاذلی رہ کو الہام ہوئی تھی۔ اس کے الہام ہونے سے پہلے وہ اس قابل کیسے ہوئے کہ ان کو یہ دعا، الہام ہوئی تم وہی عمل کیوں نہیں کرتے جو وہ اس الہام ہونے سے پہلے کرتے تھے۔

ممکن ہے پہلے یہ اعمال مندوبات (یعنی مستحب) ہوں مگر اب تو سب قابل ترک و منع ہیں۔ کیوں کہ لوگ غلو کرنے لگے اور حد سے بڑھنے لگے ہیں۔ چنانچہ عام طور پر قلوب میں اعتقاداً حزب البحر کی ایسی وقعت ہے کہ ادعیہ ماثورہ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعاؤں) کی وہ وقعت نہیں اور اس کا غلو ہونا ظاہر ہے [1]

مناجات مقبول پڑھنے میں اجازت کی ضرورت

سوال:- میں مناجات مقبول پڑھتا ہوں لیکن اس کے پڑھنے کی اجازت حضرت سے نہیں لی ہے۔ لہٰذا پڑھنے کی اجازت اور طریقہ عطاء فرمائیں۔

الجواب:- اگر اس غرض سے اجازت لی جاتی ہے کہ بغیر اجازت کے اثر نہ ہوگا تب تو یہ اعتقاد غلط ہے۔ اور اگر اس قاعدہ طریقت ______ کے موافق لی جاتی ہے کہ حالت کے مناسب یا نامناسب ______ تلقین کرنے والا ہی بصیرت سے پہچان سکتا ہے تو اس کی تصریح مع اپنے حالات و معمولات کے تحریر کیجئے۔ جیسا مشورہ ہوگا عرض کیا جائے گا [2]

---

[1] ارضاء الحق ص۳۰۰ اشرف المعمولات ص۱۹ ، [2] تربیت السالک ص۳۳

باب ۶

دعا اور وظیفہ کا بیان

اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے دو طریقے اور وظیفہ و دعا کا فرق

خدا تعالیٰ سے مانگنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو دنیا کے واسطے خدا تعالیٰ سے دعا کرنا اور دعا کے ذریعہ سے مانگنا یہ مذموم نہیں ہے بلکہ یہ تو شان عبدیت ہے۔

اور ایک ہے وظیفہ پڑھ کر مانگنا یہ مذموم (برا) ہے۔ اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ وہ یہ کہ دعا کر کے مانگنے میں ایک ذلت کی شان ہوتی ہے اور یہ اس مقصود کے موافق ہے جو بندوں کے پیدا کرنے سے اصل مقصود ہے۔ (یعنی یہ کہ اللہ نے انسان کو عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے) اسی واسطے حدیث میں آیا ہے، اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔

"کہ دعا، عبادت کا مغز ہے"۔

دعا میں ایک خاصہ ہے جس کی وجہ سے دعا کر کے دنیا مانگنا جائز ہے اور وظیفہ میں وہ بات نہیں اس لیے وہ مذموم ہے۔ دعا کی حقیقت وہ ہے جو عبادت کی روح ہے یعنی تذلل اور اظہار احتیاج ـــــــ دعا کا یہ رنگ ہوتا ہے جس سے سراسر عاجزی اور محتاجگی ٹپکتی ہے۔ اور وظیفہ میں یہ بات نہیں بلکہ اکثر تو یہ ہوتا ہے کہ وظیفہ پڑھ کر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وظیفہ کے زور سے ہمارا مقصود ضرور حاصل ہوگا۔ تو ایسی حالت میں عاجزی و محتاجگی کا اظہار کہاں۔ پس دنیا کے واسطے وظیفہ پڑھنا اور دنیا کے لیے دعا کرنا برابر نہیں۔

اگر کوئی دنیا کے واسطے دعا مانگے اور یوں کہے کہ اے خدا مجھے سو روپے دے دیجیے، تو یہ جائز ہے۔ بلکہ اس میں بھی وہی ثواب ہے جو آخرت کے لیے دعا کرنے میں ہے بشرطیکہ دعا ناجائز کام کے لیے نہ ہو۔ کیوں کہ دنیا کے لیے ہر دعا جائز نہیں بلکہ جو شریعت کے موافق ہو وہی جائز ہے۔ مثلاً کوئی شخص ناجائز ملازمت کے لیے دعا مانگے تو یہ جائز نہیں (البتہ جائز دعا مانگنے میں ثواب بھی ہے) اور دنیا کے واسطے وظیفہ پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں۔[1]

دُعا اور وَظیفہ کا فرق

ایک صاحب کا خط آیا ہے انہوں نے دنیا کے کام کے واسطے وظیفہ دریافت کیا ہے۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ دعا سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔

پھر فرمایا کہ عملیات میں ایک دعوی کی سی شان ہوتی ہے اور دعا میں احتیاج و نیاز مندی کی شان ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ چاہیں گے تو کام ہو جائے گا۔ اور عملیات

---

[1] تفصیل الدین ص۳۴۔

میں یہ نیاز اور احتیاج نہیں ہوتا۔ بلکہ اس پر نظر رہتی ہے کہ جو ہم پڑھ رہے ہیں اس کا خاصہ ہے کہ یہ کام ہو ہی جائے گا۔

مگر اس کے باوجود دعا کو لوگوں نے بالکل چھوڑ ہی دیا۔ اور عملیات کے پیچھے پڑ گئے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ دعا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے کیوں مستغنی (بے نیاز) ہو گئے۔

ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اس کی طرف لوگوں کی نظر بہت ہی کم جاتی ہے وہ یہ کہ اوراد و وظائف دنیا کے کام کے واسطے پڑھو گے تو اس پر اجر و ثواب نہ ہوگا۔ اور دعا اگر دنیا کے واسطے بھی ہو گی وہ بھی عبادت ہو گی [1] اور اس میں اجر ثواب ملے گا۔

عملیات و تعویذات اور دوا و علاج کا فرق

عملیات بھی دوا کی طرح ایک ظاہری تدبیر ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ عملیات میں فتنہ ہے، اور دوا میں فتنہ نہیں۔ وہ فتنہ یہ ہے کہ عامل کی طرف بزرگی کا خیال ہوتا ہے۔ اور طبیب (ڈاکٹر) کی طرف بزرگی کا خیال نہیں ہوتا۔ عوام عملیات کو ظاہری تدبیر سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ آسمانی اور ملکوتی چیز سمجھ کر کرتے ہیں ۔۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ عملیات اور تعویذ گنڈوں کے متعلق عوام کے عقائد نہایت برے ہیں [2]

دعا تو تعویذ و نقش سے زیادہ مفید ہے

فرمایا آج کل لوگ اپنے مقاصد میں اور امراض و مصیبتوں کو دور کرنے

---

[1] ملفوظات حکیم الامت ص ۲۴۳ ج ۲ ، [2] الافاضات الیومیہ ص ۲۱۶ ج ۲

کے لیے تعویذ گنڈے وغیرہ کی تو بڑی قدر کرتے ہیں۔ اس کے لیے کوشش بھی کرتے ہیں۔ اور جو اصل تدبیر ہے یعنی اللہ سے دعا، اس میں غفلت برتتے ہیں میرا تجربہ یہ ہے کہ کوئی بھی نقش و تعویذ دعا کے برابر مؤثر نہیں۔ ہاں دعا، کو دعا، کی طرح مانگا جائے ــــ (اور ان باتوں سے پرہیز کیا جائے جن کی وجہ سے دعا، قبول نہیں ہوتی) [۱]

ایک صاحب نے مجھ سے دنیا کے کام کے واسطے وظیفہ دریافت کیا ہے۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ دعا سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ لوگوں نے دعا کو بالکل چھوڑ ہی دیا عملیات کے پیچھے پڑ گئے۔ اور دنیا کے واسطے اور اد وظائف پڑھو گے تو اس پر اجر نہ ہوگا۔ اور دعا، اگر دنیا کے واسطے بھی ہوگی۔ وہ بھی عبادت ہوگی۔ اور اس میں اجر ملے گا [۲]

اصل وجہ یہ ہے کہ نفس آرام کو چاہتا ہے اور دعا میں کلفت ہوتی ہے (یعنی خود کو کچھ کرنا پڑتا ہے) اس لیے صرف تعویذ طلب کرتے ہیں کہ ایک بار لے کر بے فکر ہو جاتے ہیں اور جو کچھ پڑھنے کو بتلاؤں اس کو نہیں کرتے۔

ظاہر میں یہ بات تواضع کی ہے کہ ہم اس قابل کہاں ہیں (کہ دعا، کریں) مگر حقیقت میں یہ نفس کی شرارت ہے۔ نفس آرام طلب ہے۔ اور تعویذ میں کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ تعویذ لے کر بازو پر باندھ لیا بس چھٹی ہوئی۔ اور پڑھنے میں مصیبت معلوم ہوتی ہے وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے پڑھنے سے اور دعا کرنے سے گھبراتے ہیں [۳]

---

[۱] مجالس حکیم الامت ص ۲۵۶، [۲] الافاضات الیومیہ ص ۲۳۴، [۳] الصلوٰۃ ص ۵ فضائل صوم و صلوٰۃ ص ۳۶۔

حُسنِ نیت سے تعویذ دعا کی قسم سے ہوسکتا ہے یا نہیں

ایک صاحب نے سوال کیا تھا کہ کسی محمود تعویذ۔ مثلاً آیات قرآنیہ یا کسی بزرگ کا فرمودہ تعویذ لکھنا دعا کے اقسام سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (اور عبادت ہوسکتا ہے یا نہیں؟)

فرمایا خواص کی نیت سے ہوسکتا ہے کیوں کہ ان کا قصد دعا کا ہوتا ہے۔ مگر عوام جو تعویذ لیتے ہیں ان کی یہ نیت نہیں ہوتی اس لیے ان کے اعتبار سے دعا نہیں۔[1]

عملیات وتعویذات کے جاننے والے بہت سے قیود وشرائط کے ساتھ تعویذ لکھتے ہیں۔ اور وہ ایک مستقل فن ہے۔ مگر حضرات اکابر کے نزدیک اصل چیز توجہ الی اللہ اور دعا ہوتی ہے۔ اس کو جس عنوان سے چاہیں لکھ دیتے ہیں اور فائدہ بھی ہوتا ہے۔[2]

مجھ کو تعویذ سے وحشت ہوتی ہے میں ویسے تعویذ لکھا بھی نہیں کرتا۔ جیسے لوگ کرتے ہیں۔ میں تو وہ کرتا ہوں جو احادیث سے ثابت ہے۔

اور وہ بھی تعویذ کے طور پر نہیں بلکہ دعا کے طور پر۔ میں کبھی بیماری کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ کہ اس کو نکال رہا ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعا کے ساتھ توجہ کرتا ہوں۔ اور عامل توجہ اس طرح کرتے ہیں کہ میں (بیماری) نکال رہا ہوں۔ اور یہ بھی تجربہ ہوا ہے کہ صاحب تصرف کو یکسوئی رہے تو تصرف میں قوت آجاتی ہے مگر انبیاء کا طریقہ یہی رہا کہ وہ رجوع الی اللہ کرتے تھے (یعنی اللہ کی طرف رجوع

---

[1] ملفوظات خبرت ص۴۲، [2] مجالس حکیم الامت ص۲۷۸۔

ہوتے اور اسی سے دعا کرتے تھے[1]

وظیفوں کے پڑھنے میں غلو اور بدنیتی

آج کل وظائف زیادہ تر دنیا کے واسطے پڑھے جاتے ہیں۔ کہ مال میں خوب برکت ہو۔ نوکری مل جائے، قرض ادا ہو جائے حق تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے بہت ہی کم پڑھے جاتے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ دنیا کے کاموں کے لیئے وظیفہ پڑھنا ناجائز ہے۔ مگر یہ ضرور کہوں گا کہ دنیا کے لیئے اگر چالیس بار پڑھتے ہو تو آخرت کے لیے کم از کم چار بار تو کوئی وظیفہ پڑھو۔ مگر اس کی ذرا بھی فکر نہیں۔

ایک عہدیدار صاحب رشوت لیا کرتے تھے اور نماز کے بھی بہت پابند تھے حتیٰ کہ فجر کی نماز کے بعد اشراق تک وظیفہ بھی پڑھا کرتے تھے اور یہی وقت مقدمہ والوں سے رشوت طے کرنے کا وقت تھا۔ مقدمہ والے آتے اور اشاروں سے رقم طے ہوتی تھی، کیوں کہ پیر صاحب نے وظیفہ میں بولنے سے منع کر رکھا تھا۔ بس وہ اشاروں سے سَو کہتا اور یہ دو انگلیاں اٹھا دیتے کہ دو سو لوں گا۔ پھر اشاروں ہی سے کوئی رقم طے ہو جاتی تو یہ جائے نماز کا کونہ پکڑ کر اٹھا دیتے کہ یہاں روپیہ رکھ دو۔ پھر کوئی دوسرا آتا۔ اس سے بھی یوں ہی گفتگو ہوتی۔ غرض یہ ظالم اشراق پڑھ کر کئی سو روپے لے کر اٹھتا۔ آج کل ملنا اِسے کہتے ہیں۔ اور اسی واسطے وظیفے بھی پڑھے جاتے ہیں۔

اور غضب ہے کہ بعض لوگ قرآن پڑھنے میں تو بول پڑتے ہیں اور وظیفے میں نہیں بولتے۔ گویا نعوذ باللہ قرآن کی وقعت وظیفوں کے بھی برابر

---

[1] حسن العزیز صفحہ ۱۹۰۔

نہیں۔ یہ کیسی ناقدری ہے۔

ایک صاحب مجھ سے خود کہتے تھے کہ میری نماز تو قضا ہو جاتی ہے مگر پیر صاحب نے جو وظیفہ بتلایا ہے وہ کبھی قضا نہیں ہوتا۔ عجیب حالت ہے کہ اول تو دین کی طرف توجہ ہی نہیں۔ اور جو توجہ بھی ہے تو اس خوبصورتی کے ساتھ ——— اسی طرح ان عہدیدار صاحب کو پیر نے منع کر دیا تھا کہ وظیفے میں بولنا نہیں، اس لیے ان کو بولنا تو ناجائز تھا مگر رشوت لینا جائز تھا۔ بلکہ شاید وہ وظیفہ بھی اسی واسطے پڑھتے ہوں کہ رشوت خوب ملے۔ اور رشوت کیلئے بھی نہ سہی تو اس میں تو شک نہیں کہ آج کل وظیفے زیادہ تر دنیا کے واسطے پڑھے جاتے ہیں۔[1]

لوگوں کے ذہن میں قرآن وحدیث کی دعاؤں کا وہ درجہ نہیں جو پیرزادوں کی گھڑی ہوئی دعاؤں اور وظیفوں کا ہے۔ چنانچہ جب میں حج کرنے گیا تھا اس وقت میری ابتدائی کتابوں کے استاد کانپور میں میری جگہ تشریف لائے تھے ان سے ایک شخص نے اپنے مرض کے لیے وظیفہ پوچھا، انہوں نے ایک دعا بتلا دی اس نے بڑی رغبت سے یاد کی۔ اور انہوں نے زیادہ رغبت دلانے کے لیے یہ بھی فرمادیا کہ یہ دعا حدیث میں آئی ہے اور اس کی یہ یہ فضیلت ہے۔ بس یہ سنکر اس شخص کا منہ پھیکا سا ہو گیا، اور کہنے لگا کہ حضرت میں تو کوئی ایسا وظیفہ چاہتا ہوں جو آپ کے پاس سینہ بسینہ چلا آرہا ہو اور حدیث کی دعا تو عام ہے سب ہی لوگ پڑھ لیتے ہیں۔ آج کل لوگ ایسی ہی ناقدری کرتے ہیں۔[2]

---

[1] تفصیل الدین ملحقہ دین و دنیا ص۴۵۳۔ [2] ص۳۶۵

وظیفہ شیخ عبدالقادر جیلانی

فرمایا وظیفہ "یا شیخ عبدالقادر جیلانی" کے متعلق تو میں یہ کہتا ہوں کہ وظیفہ تو وہ پڑھو جس کی وجہ سے شیخ عبدالقادر جیلانی اس لائق ہو گئے کہ ان کے نام کا وظیفہ پڑھا جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی خود یہ وظیفہ (یعنی یا شیخ عبدالقادر جیلانی "کا وظیفہ) پڑھ کر کامل ہوئے یا دوسرا وظیفہ؟ یقیناً اس کو انہوں نے نہیں پڑھا۔

اور فرمایا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو اس کا احساس ہوتا ہوگا کہ لوگ مجھ کو پکار رہے ہیں یا احساس نہیں ہوتا ہوگا۔ دوسری صورت میں جب کہ احساس نہ ہو تو لغو فعل ہوا۔ اور پہلی صورت میں ان کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی۔[1]

دین کی آسانی کے لئے وظیفہ کی فرمائش

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت والا کوئی ایسا تعویذ بتلاؤ۔ جس سے دین کے سب کام آسان ہو جائیں۔ فرمایا کہ میں تو امراض کا علاج کرنے والا ہوں۔ وظیفہ بتلانے والے دوسرے بہت سے پیر ہیں وظیفے ان سے پوچھو۔ یہاں تو نفس میں جو کھوٹ اور خرابیاں ہیں جس سے گناہ صادر ہوتے ہیں ان کا علاج ہوتا ہے۔ اللہ و رسول کے احکام کا اتباع کرایا جاتا ہے۔[2]

ایک صاحب کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ میں مرض دق (ٹی بی) میں مبتلا ہوں یونانی طب کا (؟) علاج کرایا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اب طب ایمانی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

فرمایا کہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ میں نے بڑی ذہانت کا کام کیا مگر طب ایمانی اور بخار کا کیا جوڑ؟ میں نے لکھا ہے کہ یہ بھی خبر ہے کہ طب ایمانی میں کس کس چیز کا علاج لکھا ہے

[1] الکلام الحسن ص ۱۰۲ [2] ملفوظات حکیم الامت ص ۲۴۴ قسط ۱، [3] ج ۲ قسط (؟)

باب ۷

جھاڑ پھونک اور تعویذ کے سلسلہ میں بعض خرابیاں

بعض جاہل عورتیں بچوں کی بیماری میں، یا اولاد ہونے کی آرزو میں ڈانواڈول ہوجاتی ہیں اور خلاف شرع کام کرنے لگتی ہیں، کہیں فال کھلواتی ہیں، کہیں چڑھاوے چڑھاتی ہیں، کہیں واہی تباہی منتیں مانگتی ہیں، کہیں کسی کو ہاتھ دکھاتی ہیں، بددین اور ٹھگ لوگوں سے تعویذ گنڈے، جھاڑ پھونک کراتی ہیں۔ بلکہ بعض جاہل تو ایسے وقت میں سیتلا بھوانی تک کو پوجنے لگتی ہیں جس سے دین بھی خراب ہوتا ہے اور گناہ بھی ہوتا ہے بلکہ بعض باتوں سے تو آدمی کافر مشرک ہوجاتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسے لوگ کچھ روپے یا پیسے یا کپڑے اور غلہ یا مرغا اور بکرا وغیرہ بھی وصول کر لیتے ہیں۔ اور کبھی کبھی ایسے لوگوں کے پاس عورتوں کے آنے جانے یا بات چیت کرنے سے ان کی نیت بگڑ جاتی ہے اور آبرو کے پیچھے پڑ جاتے ہیں غرض ہر طرح کا نقصان ہے۔ اور پھر بھی ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے[1]

بعض جگہ اور بھی خرابیاں ہوتی ہیں مثلاً عوام جاہلوں کا اجتماع ہوتا ہے جس میں

---

[1] بہشتی زیور ص ۹۳۔

عورتیں اور مرد مخلوط ہوتے ہیں۔ بد معاشوں کو موقع ملتا ہے بدنظری کرنے کا یا سی کا مالی نقصان کرنے کا۔ اور نئے آنے والے لوگ بعض تو دوسروں کے گھر ان کی دلی مرضی کے بغیر مہمان ہو جاتے ہیں جن کو وہ شرما حضوری میں ٹھہراتے ہیں اور کھانا وغیرہ کھلاتے ہیں، اور وہ رخصت نہیں ہوئے کہ دوسری جماعت اور آجاتی ہے اس طرح کسی کو تنگ کرنا خود حرام ہے۔ اور مہمان کو حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

اور بعض لوگ خود کسی میدان یا لوگوں کے چبوتروں وغیرہ پر ٹھہر جاتے ہیں جو مالکوں کو گراں بھی گزرتا ہے۔ بعض لوگ چبوتروں کی اینٹیں وغیرہ بھی اکھاڑ کر اپنے کام میں لاتے ہیں جس سے مالکوں کا نقصان ہوتا ہے

بعض جگہ پانی وغیرہ پڑھ کر دیا جاتا ہے تو طوفان مچتا ہے اور مسجدوں کے ڈول ٹوٹ جاتے ہیں۔ لوٹے وغیرہ اٹھ جاتے ہیں۔

بعض جاہل لوگ عامل کو تقدس اور ولی بلکہ بعض تو خدا اور پرمیشر کہتے ہیں کوئی سجدہ کرتا ہے۔ جس سے عامل میں تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔

اور مال و عزت حاصل کرنے کے واسطے عامل یا اس کے ماننے والے اس کے کمالات اور تصرفات کی غلط حکایتیں مشہور کرتے ہیں جس سے اللہ کی مخلوق خوب پھنسے۔ کبھی عامل بلا ضرورت اجنبی عورت کو چھوتا اور پکڑتا ہے۔ کبھی بلا ضرورت ان کے خفیہ بدن کو دیکھتا ہے (ہاتھ سے سر جھاڑتا اور پکڑتا ہے) جو مفاسد میلوں میں ہوتے ہیں وہ سب یہاں بھی جمع ہو جاتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ان خرابیوں کے بند کرنے کے لیے ضروری ہوگا کہ عامل سلسلۂ عملیات کو بالکل موقوف کر دے تاکہ فتنہ سے سب لوگ محفوظ رہیں اور یہ شخص شرک کا ذریعہ نہ بنے۔ اسی طرح ایسے موقع پر ایسے حاجت مند بھی نہ جائیں

جن کی سند دوسرے لوگ پکڑیں[1]

عملیات میں عاملوں کی دھوکہ بازی اور دھاندلے بازی

دیگر امور کی طرح عملیات میں بھی خداع اور دھوکہ حرام ہے۔ آج کل عملیات میں بکثرت دھوکہ دیا جاتا ہے۔ اور اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہے اور بعض عملیات میں تو خود عامل ہی دھوکہ میں ہوتا ہے اور بعض عملیات میں قصداً لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے، بطور مثال کے چند نمونے لکھے جاتے ہیں۔

بعض عامل دھوکہ دینے کے لیے کچھ شعبدے یاد کر لیتے ہیں مثلاً کاغذ پر پیاز وغیرہ کے عرق سے کوئی ڈراؤنی شکل بنا دی۔ اور آگ کے سامنے کر دینے سے وہ نمودار ہو گئی۔ اور دیکھنے والوں سے کہہ دیا کہ بس وہ آسیب اس میں اتر آیا۔ یا ایسے ہی اور کوئی دھوکہ ہو۔

بعض لوگ خون سے تعویذ لکھتے ہیں اور اس کے لیے طالب سے مرغا لیتے ہیں۔ سو شریعت میں بہنے والا خون مثل پیشاب کے ہے۔

اور اس حیلہ سے مرغا لینا دھوکہ ہے [جو کہ حرام ہے]۔

بعض لوگ اسی حیلہ سے مشک و زعفران جیسی قیمتی چیزیں وصول کر لیتے ہیں یہ بھی دھوکہ ہے۔

یہ آفت بھی اس زمانہ میں بکثرت ہے کہ کسی سائل (مانگنے والے) سے یہ نہیں کہتے کہ ہم کو اس کا حل نہیں معلوم، بلکہ کچھ نہ کچھ گڑھ کر لکھ دیتے ہیں، پڑھ دیتے ہیں اور پیسہ ٹھگ لیتے ہیں۔

---

[1] التقی فی احکام الرقی صـ۳۲

اسی طرح جو عمل کسی خاص کام کے لیے نہ ہو اور نہ ہی کسی قاعدہ اور اصل پر مبنی ہو اس کو اپنی طرف سے تراش کر طالب کو اس گمان میں ڈالنا کہ عامل نے کسی قاعدہ اور صحیح بنیاد پر یہ عمل تجویز کیا ہے۔ خاص طور پر جب کہ مال حاصل کرنا بھی مقصود ہو، یہ بھی دھوکہ ہے۔[۱]

عاملین کو دھوکہ

بعض عملیات میں خود عامل صاحب ہی دھوکہ میں ہیں (پہلی بات تو یہ کہ) بعض عامل ان عملیات (وغیرہ) کو بزرگی میں داخل سمجھتے ہیں اور اس کی کوشش بھی کرتے ہیں کہ لوگ ان کو ان عملیات سے بزرگ اور ولی اور مقدس سمجھیں۔ حالانکہ عملیات اگر صحیح اور مشروع ہوں تب بھی یہ دنیوی اسباب طبی تدابیر (یعنی علاج معالجہ) کی طرح ہیں۔ اس بنا پر اس کو بزرگی سمجھنا یا سمجھوانا دھوکہ ہے۔ اور جاہل (عوام الناس) عامل کو مقدس اور ولی بلکہ بعض خدا! اور پرمیشر کہتے ہیں۔ کوئی سجدہ کرتا ہے جس سے عامل میں سخت قسم کا تکبر بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

اور عامل یا اس کے اعوان و انصار (چیلے چپاٹے) اس کے کمالات اور تصرفات کی غلط حکایتیں اور قصے مشہور کرتے ہیں جس سے اللہ کی مخلوق اور پھنستی ہے۔[۲]

عملیات کو مؤثر سمجھنے میں عقیدہ کا فساد اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے غفلت

اگر عملیات پر جازم (یعنی ایسا پختہ) اعتقاد ہو کہ اس میں ضرور فلاں تاثیر ہے

---

[۱] التقی فی احکام الرقی صفحہ ۲۶، صفحہ ۳۱، ۲ ۔ صفحہ ۲۶، صفحہ ۳۳۔

اور اسی پر پوری نظر اور کامل اعتماد ہو جائے تو بھی ناجائز ہے اور یہی مراد ہے۔ اس حدیث سے من تعلق شیئا وکل الیہ[1]

اور یہ یقینی بات ہے کہ آج کل اکثر عوام عملیات کو ایسا مؤثر سمجھتے ہیں کہ حق تعالیٰ سے بھی غافل اور بے فکر ہو جاتے ہیں۔ اور اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ عامل ان آثار کو قریب قریب اپنے اختیار و قدرت میں سمجھنے لگتا ہے بلکہ کبھی زبان سے بھی دعویٰ کرنے لگتا ہے کہ میں یوں کر دوں گا۔ اور اگر عامل کا ایسا اعتقاد نہ ہوا۔ لیکن [عوام الناس] جاہلوں کا یہ اعتقاد تو ضرور ہوتا ہے [کہ عامل صاحب چاہیں تو سب کچھ کر سکتے ہیں] چوں کہ عامل تعویذ دے کر اس فساد کا زیادہ سبب بنتا ہے۔ ایسے شخص کو [جس کا عقیدہ فاسد ہے] تعویذ دینا بھی درست نہیں معلوم ہوتا۔ کیوں کہ معصیت [گناہ] کا سبب بننا بھی معصیت ہے[2]

اور گو ایسے مفاسد یعنی اعتقادی خرابی اگر طب [علاج] وغیرہ میں مرتب ہونے لگیں تو ایسے شخص کے لیے اس کی بھی ممانعت ہو جائے گی لیکن چونکہ اکثر دواؤں کے اثر کی علت اس کی حرارت برودت [ٹھنڈی گرمی] کیفیات کو سمجھتے ہیں۔ اور اگر علت معلوم نہیں تب بھی وہ اسباب مبتذلہ [معمولی اور کم درجے کے اسباب ہیں] اس لیے ان کی وقعت قلب میں ایسی نہیں ہوتی ——— لہٰذا اس پر یہ مفسدہ شاذ و نادر مرتب ہوتا ہے۔ والنادر لا عبرۃ لہ[3]

---

[1] رواہ ابوداؤد، [2] التقی فی الکام الرقی ۳۰، [3] ، ، ط ۳۱ ، ۱

عملیات قرآنی سے فائدہ نہ ہونے کی وجہ عقیدہ میں خرابی

عملیات وتعویذ کے سلسلہ میں ایک مفسدہ اور مرتب ہوتا ہے وہ یہ کہ جب اثر نہیں ہوتا۔ تو جاہل یوں کہتا ہے کہ اللہ کے نام میں تاثیر نہیں۔ بعض اوقات اس سے نعوذ باللہ قرآن وحدیث کے صحیح ہونے اور حق تعالیٰ کے صادق الوعد ہونے میں شبہ کرنے لگتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس مفسدہ سے بچنا اور بچانا دونوں امر واجب ہیں پس ایسے لوگوں کو ہرگز ہرگز تعویذ نہ دیا جائے۔ اور جہاں ایسا احتمال ہو تو صاف صاف کہہ دے کہ یہ عملیات بھی طبی (ڈاکٹری) دواؤں کی طرح ہیں مؤثر حقیقی نہیں۔ نہ اس پر اثر مرتب ہونے کا اللہ ورسول کی طرف سے حتمی وعدہ ہوا ہے۔ نہ اللہ کے نام اور کلام کا یہ اصلی اثر ہے۔[۱]

دوا اور تعویذ کے مؤثر ہونے میں عقیدہ کا فساد

اور اس کا علاج

بعض لوگ جو دوا (یا تعویذ وغیرہ) کرتے ہیں وہ اس کو ایسا مؤثر سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے گویا کوئی مطلب ہی نہیں رہتا۔ اس سے شفا، کی درخواست بھی نہیں کرتے۔ دوا کو تو مؤثر سمجھتے ہیں اور دعا کو کسی درجہ میں مؤثر نہیں سمجھتے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے ان لوگوں سے جو کہتے ہیں کہ یہ دوا بڑی قیمتی ہے اس کے اجزاء بڑے عمدہ ہیں یہ خالی نہ جائے گی (ضرور اپنا اثر دکھلائے گی۔

صاحبو! جن لوگوں نے ان اجزاء اور دواؤں کی یہ خاصیت لکھی ہے وہ

---

[۱] التقی ص۳۱

خود طب کی کتابوں میں خاصیت لکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔

بِاِذْنِ خَالِقِهَا بِاِذْنِ رَبِّهَا:

کہ خدا کی اجازت سے اللہ کی اجازت سے [ان کا اثر ہوگا]

[اور اگر نہ بھی لکھا ہو] یا ان کے لکھنے کا تم کو یقین نہ ہو تو مشاہدہ کر لیجئے کہ جب ناکامی کا وقت آجاتا ہے تو ساری دوائیں رکھی رہ جاتی ہیں بلکہ اطباء اور ڈاکٹر] خود تعجب کرتے اور حیران رہ جاتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ ہم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور پھر بھی اثر نہیں ہوا۔

ایسا بھی دیکھا جاتا ہے کہ جو طبیب جس مرض کے علاج میں کامل ہے اس کی موت اسی مرض میں ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ اس کا عجز اور تدبیر کا بیکار ہونا دکھلا دیتے ہیں [اس لیے دوا ہو یا تعویذ و عمل اس پر ایسا عقیدہ رکھنا کہ ضرور اس میں تاثیر ہوگی، صحیح نہیں۔ تاثیر ہوگی جب اللہ چاہے گا ورنہ نہیں[1]

تعویذ سے فائدہ نہ ہونے کی صورت میں عوام کے لئے ایک مفسدہ

بعض لوگوں کو تعویذ کے بارے میں عقیدہ میں غلو ہوتا ہے کہ ضرور نفع ہوگا اور اگر نفع نہ ہوا تو اسماء الہیہ سے غیر معتقد ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ تعویذ پر جو آثار مرتب ہوتے ہیں وہ منصوص نہیں۔ اور نہ ان کا کہیں وعدہ ہے۔ یہ سب گڑبڑ جاہل عاملوں کی بدولت پیدا ہو رہی ہے اس کی وجہ سے عوام کے عقائد بہت خراب ہو رہے ہیں جن کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔[2]

---

[1] الصبر ملحقہ فضائل صبر و شکر ص ۲۲ ۔ [2] ملفوظات حکیم الامت ص ۲۲۵ قسط ۵۔

کیسے شخص کو تعویذ نہ دینا چاہیے

فرمایا کج فہم (یعنی کم عقل جاہل) کو تعویذ وغیرہ نہ دینا چاہیے۔ اگر کوئی اثر ظاہر نہ ہوا تو سمجھتا ہے کہ اسماء الٰہیہ یا کلام الٰہی میں بھی تاثیر نہیں۔ حالانکہ اس تاثیر کا نہ وعدہ کیا گیا ہے نہ دعویٰ۔

اور اس سے بھی بڑھ کر اگر اتفاق سے آیت یا حدیث سے کامیابی نہ ہوئی۔ اور معمولی عملیات سے ہوگئی تو اس سے اور بھی عقیدہ میں فساد ہوگا کہ معمولی عملیات کو قرآن وحدیث سے زیادہ بابرکت سمجھے گا۔[1]

عوام کی بدحالی اور بداعتقادی

فرمایا کہ عوام الناس کا اعتقاد تعویذ کے بارے میں حد سے آگے بڑھا ہوا ہے اسی واسطے تعویذ دینے کو طبیعت نہیں چاہتی، جس طریقے سے سائنس والوں کا اعتقاد ہے کہ ہر چیز میں ایک تاثیر ہے جس سے تخلف نہیں ہو سکتا (یعنی اس کا اثر ضرور ہوگا) اور تاثیر رکھ دینے کے بعد نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو بھی قدرت نہیں رہی کہ اس کے خلاف ہو سکے۔ مثلاً آگ کے اندر جلانے کی تاثیر رکھ دی ہے اب یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آگ نہ جلائے۔ اسی طرح عوام الناس کا تعویذ کے متعلق اعتقاد ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تعویذ باندھ لیا تو جس غرض سے باندھا ہے اس سے تخلف نہ ہوگا (یعنی اس کا اثر ضرور ہی ہوگا) اور اگر تخلف ہو جائے تو یہ احتمال ہوتا ہی نہیں کہ تعویذ کا اثر ضروری نہیں۔ بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ شرط میں کوئی کمی رہ گئی ہوگی۔

---

[1] الافاضات الیومیہ ص ۲۷۷/۲

میں تو تعویذ دینے میں خدا کی طرف دعا کے ساتھ توجہ کرتا ہوں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی طریقہ تھا کہ وہ اللہ کی طرف رجوع ہوتے تھے تاکہ لوگوں کی اصلاح ہو جائے۔ یہ نہیں کرتے تھے کہ ان کے قلوب پر تصرف کریں۔ بخلاف عاملین کے کہ وہ تو اس طرح توجہ کرتے ہیں کہ میں خود مریض کے مرض کو نکال رہا ہوں [۱]

فرمایا تعویذوں کے ساتھ لوگوں کا اعتقاد بہت خراب ہے۔ سمجھتے ہیں کہ تعویذ قلعہ ہیں اب اللہ میاں کچھ نہیں کر سکتے۔ تعویذوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں رہتا۔[۲]

مفاسد کی وجہ سے کیا تعویذ کا سلسلہ بند کر دینا چاہئے

فرمایا کہ اصل تو یہ ہے کہ تعویذ گنڈوں کو بالکل حذف اور مسدود (یعنی اس سلسلہ کو بند) کیا جائے لیکن اگر غلبہ شفقت سے کسی مصلح شفیق کو یہ گوارہ نہ ہو تو تدریج سے کام لیا جائے (یعنی آہستہ آہستہ کم کیا جائے) اس کی صورت یہ ہے کہ اس سلسلہ کو ظاہراً تو جاری رکھا جائے۔ لیکن ہر طالب سے یہ بھی ضرور کہہ دیا جائے کہ میں اس کام کو نہیں جانتا۔ مگر تمہاری خاطر سے کئے دیتا ہوں۔ چند روز کے بعد یہ سمجھائیں کہ لوگ اس کو جس درجہ کی چیز سمجھتے ہیں یہ اس درجہ کی چیز نہیں ہے۔ اس کے بعد ایسا کیا جائے کہ کسی کو دیدیا جائے اور کسی سے عذر کر دیا جائے گر نرمی سے۔ پھر بالکل حذف کر دیا جائے۔[۳]

---

[۱] ملفوظات کمالات اشرفیہ ص ۱۴۱۔

[۲] حسن العزیز ص ۲۴۴، [۳] انفاس عیسیٰ ص ۴۴۴۔

باب ۸

استخارہ کا بیان

استخارہ کی حقیقت

استخارہ کی حقیقت یہ ہے کہ کسی امر کے مصلحت یا خلاف مصلحت ہونے میں متردد ہو۔ تو خاص دعا، پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اس کے دل میں جو بات عزم و پختگی کے ساتھ اس میں خیر سمجھے۔ اس کی غرض تردد ختم کرنا ہے نہ کہ کسی واقعہ کو معلوم کر لینا ۔[1]

استخارہ کا صرف اتنا اثر ہوتا ہے کہ جس کام میں تردد ہو کہ یوں کرنا بہتر ہے یا یوں ؟ یا یہ کہ کرنا بہتر ہے یا نہیں ؟ تو اس مسنون عمل سے دو فائدے ہوتے ہیں ۱۔ دل کا کسی ایک بات پر مطمئن ہو جانا ۲۔ اور اس مصلحت کے اسباب میسر ہو جانا خواب آنا بھی ضروری نہیں ۔[2]

---

[1] التقیٰ صـ۲۷ ۔ [2] اصلاح انقلاب صـ ۶ ۔

استخارہ کی حقیقت و ضرورت اور اسکا مسنون طریقہ

۱۔ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح لے لے اور اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ میاں سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ شادی کرے یا سفر کرے یا کوئی کام کرے تو استخارہ کے بغیر نہ کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کیئے پر پشیمانی نہ ہوگی۔

۲۔ استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے اس کے بعد خوب دل لگا کر استخارہ کی دعاء پڑھے (استخارہ کی دعا لکھی ہوئی ہے اس دعاء میں) جب ھٰذَا الامر پر پہنچے۔ جس لفظ پر لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کرے جس کے لیے استخارہ کرنا چاہتا ہے اس کے بعد پاک وصاف بستر پر قبلہ کی طرف منہ کرکے باوضو سو جائے جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہیئے۔

۳۔ اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے۔ اسی طرح سات دن تک کرے انشاء اللہ ضرور اس کام کی اچھائی اور برائی معلوم ہو جائے گی۔

۴۔ اگر حج کے لیے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلاں دن جاؤں یا نہ جاؤں (بہشتی زیور صـ ۳۴/۲)

استخارہ کی فاسد غرض

بعض لوگ استخارہ کی یہ غرض تبلاتے ہیں کہ اس سے کوئی گزشتہ واقعہ یا ہونے والا واقعہ معلوم ہوجائے گا، سو استخارہ شریعت میں اس غرض کے لیے منقول نہیں۔ بلکہ وہ تو محض کسی امر کے کرنے یا نہ کرنے کا تردد [شک] رفع کرنے کے لیے ہے۔ نہ کہ واقعات معلوم کرنے کے لیے۔ بلکہ ایسے استخارہ کے ثمرہ پر یقین کرنا بھی ناجائز ہے [1]۔

[1] اغلاط العوام ص۸۔

استخارہ کا غلط طریقہ

۵:- استخارہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ارادہ بھی کرلو پھر برائے نام استخارہ بھی کرلو۔ استخارہ تو ارادہ سے پہلے کرنا چاہیئے تاکہ ایک طرف قلب کو سکون پیدا ہوجائے۔ اس میں لوگ بڑی غلطی کرتے ہیں۔ استخارہ اس شخص کے لیے مفید ہوتا ہے جو خالی الذہن ہو ورنہ جو خیالات ذہن میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں ادھر ہی قلب مائل ہوتا ہے۔ اور وہ شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ بات استخارہ سے معلوم ہوئی ہے [1]

استخارہ کے مقبول ہونے کی علامت

فرمایا استخارہ میں صرف یکسوئی کا حاصل ہونا استخارہ کے مقبول ہونے کی دلیل ہے۔ اس کے بعد اس کے مقتضیٰ پر عمل کرے۔ اگر کئی مرتبہ استخارہ کرنے پر بھی یکسوئی کسی ایک جانب اطمینان نہ ہو تو استخارہ کے ساتھ استشارہ بھی کرے۔ یعنی اس کام میں کسی سے مشورہ بھی لے۔ استخارہ میں ضروری نہیں کہ یکسوئی ہوا ہی کرے[1]

استخارہ کا مسنون طریقہ

امام بخاری رحہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کو کسی کام میں تردّد ہو یعنی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کس طرح کرنا بہتر ہو گا مثلاً کسی سفر کے متعلق تردّد ہو کہ اس میں نفع ہو گا یا نقصان یا اسی طرح اور کسی کام میں تردد ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ. وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔

---

[1] الکلام الحسن ص ۱۴۰ / ۲۔

ھٰذا الامر کی جگہ اپنے کام کا نام بھی لے مثلاً ھٰذا السفر یا ھٰذا النکاح کہے یا ھٰذا الامر کہہ کر دل میں سوچ لے۔[1]

استخارہ کے ذریعہ چور کا پتہ یا خواب میں کوئی بات معلوم کرنا

یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح استخارہ سے گذشتہ واقعہ نہیں معلوم ہوتا اسی طرح آئندہ واقعہ کہ فلاں بات یوں ہوگی معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر کوئی استخارہ کو اس غرض کے لیئے سمجھے ہوئے ہے تو وہ اپنے غلط خیال کی اصلاح کرے کہ یہ بالکل باطل اعتقاد ہے۔ مثلاً کسی کے یہاں چوری ہوجائے تو اس غرض کے لیے استخارہ کرنا نہ تو جائز ہے اور نہ ہی مفید ہے کہ چور کا پتہ معلوم ہوجائے۔

اور بعض بزرگوں سے جو بعض استخارے اس قسم کے منقول ہیں جس سے کوئی واقعہ صراحۃً یا اشارۃً خواب میں نظر آجائے سو وہ استخارہ نہیں ہے بلکہ خواب نظر آنے کا عمل ہے۔ پھر اس کا یہ اثر بھی لازمی نہیں۔ خواب کبھی نظر آتا ہے کبھی نہیں۔ اور اگر خواب نظر آ بھی گیا تو وہ محتاج تعبیر ہے۔ اگرچہ صراحت کے ساتھ نظر آئے۔ پھر تعبیر جو ہوگی وہ بھی ظنی ہوگی یقینی نہیں۔ اس میں اتنے شبہات ہیں۔ پس اس کو استخارہ کہنا یا مجاز ہے اگر ان بزرگوں سے یہ نام منقول ہے ورنہ اغلاطِ عامہ میں سے ہے۔[2]

اور خواب یا لیے خودی حجت شرعیہ نہیں، پس اس سے نہ غیر ثابت، ثابت ہوسکتا ہے۔ نہ راجح مرجوح، نہ مرجوح راجح سب احکام اپنے حال پر رہیں گے (خواب

---

[1] جزاء الاعمال صفحہ ۳۰، [2] اصلاح انقلاب صفحہ ۹۰۔

کی بنا، پر کسی کو چور سمجھنا یا کسی سے بد گمان ہونا درست نہیں [۱]

کشف الہام بھی حجت شرعیہ نہیں

(بہت سے امور) جو صرف مکشوف و مشہور ہیں. ان کے حجت نہ ہونے پر شرعی دلائل موجود ہیں ———— کشف حجت کے کسی درجہ میں بھی نہیں بس اتنا ہے کہ اگر وہ کشف شریعت کے خلاف نہ ہو تو وہ خود صاحب کشف یا جو صاحب کشف کا اتباع کیے ہو اس کو عمل کر لینا جائز ہے [۲]

کشف قلوب (یعنی کسی کے دل کا حال معلوم کر لینے) کی دو قسمیں ہیں. ایک بالقصد جس میں دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر اس کے خطرات (دل کی باتوں) پر اطلاع حاصل کی جاتی ہے یہ جائز نہیں. یہ تجسس ہے (جس کی ممانعت قرآن پاک میں آئی ہے) تجسس اس کو کہتے ہیں کہ جو باتیں کوئی چھپانا چاہتا ہو اس کو دریافت کرے.

دوسری صورت یہ کہ بلا قصد کسی کے مافی الضمیر کا انکشاف ہو جائے (یعنی از خود دل کی حالت معلوم ہو جائے) یہ کرامت ہے [۳]

[۱] بوادر النوادر رسالہ عبور البراری ص ۵۲، [۲] ،، ص ۱، حسن العزیز ص ۵۲۰ ج ۳، [۳] دعوات عبدیت ص ۱۳۶ ج ۱۹ بدائع ص ۱۵۱

کشف ممنوع

بعض محققین نے تصریح کی ہے کہ بیشک وہ کشف جس کے ذریعہ مسلمانوں کے عیوب پر، یا مریدوں کے عیوب پر اطلاع ہو ایسا کشف شیطانی کشف ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس سے وہ کشف مراد ہے جس میں صاحب کشف کے قصد کو (یعنی اپنے قصد و ارادہ سے کشف کرے) یہ یقیناً تجسس ہے جو کہ ناجائز ہے اور وہ ~~صہ~~ جس میں صاحب کشف کے ارادہ کے دخل نہ ہو لیکن اس میں برابر نظر کرتا رہے یہ بھی اختیاری نظر کی طرح ہے۔ اچانک نظر پڑ جانے کے بعد۔ لہٰذا اس پر نظر پھیرنا واجب ہے۔ اور واجب ہے کہ صاحب کشف اس پر یقین نہ کرے کیونکہ یہ بھی سوءظن کی ایک فرد ہے، شرعی دلیل کے بغیر۔ اور واجب ہے کہ مرید پر اس کو ظاہر نہ کرے چہ جائیکہ غیروں کو مطلع کرے۔ کیونکہ یہ ایسی حکایت ہے جو باعث اذیت ہے اور شرعی دلیل کے بغیر ہے [1]

فراست اور ادراک کا حکم

فراست بھی ایک قسم کا کشف ہے اور وہ بھی کشف کی طرح حجت شرعیہ نہیں [2]

سنا ہے کہ ایک شخص صرف شکل دیکھ کر نام بتلا دیتا تھا۔ اور اگر دُو آدمیوں کا نام مشترک ہو جاتا تو وہ بھی بتلا دیتا تھا ۔۔۔۔ یشیخ عبدالحق رحہ نے لکھا ہے کہ ایک شخص ہمارے زمانہ میں ایسا صائب فراست ہے کہ صرف صورت دیکھ کر نام بتلا دیتا ہے لیکن ایسا ادراک شرعی دلیل کے بغیر حجت نہیں [3]

---

[1] البدائع بدیعہ ۲۶ ص ۵۵ ترجمہ۔ [2] التشرف ص ۴۳ ۵۵

فراست

فراست بھی ایک علم ہے۔ افلاطون فراست کا ماہر تھا ممکن ہے کہ اصل میں یہ علم صحیح ہو مگر اس کے قواعد صحیح دلیل سے ثابت اور منقول نہ ہونے کی وجہ سے غیر معتبر کہا جائے۔ جس طرح رمل بھی فی نفسہ ایک صحیح علم تھا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ بعض انبیاء اس کو جانتے تھے۔ اسی طرح نجوم (ستاروں) میں بھی احتمال ہے مگر چونکہ اس کے قواعد مندرس ہو گئے (یعنی مٹ گئے) اسی لیے شریعت نے اسے ناجائز قرار دیا۔

بس ایسے ہی علم فراست بھی شاید علوم سماویہ میں سے ہو اور بطور کشف کے بزرگوں کو اب بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح کتابوں میں جو اس کے متعلق لکھا ہے وہ بھی کبھی صحیح نکلتا ہے۔ غرض فراست بھی ایک علم ہے بزرگوں کو بکثرت ہوتا ہے۔ خدا نے اخلاق کے موافق ہاتھ ——— پاؤں پیدا کیے ہیں۔ کہ دیکھتے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ایسے اخلاق ہیں۔ چنانچہ افلاطون کو تصویر دیکھنے سے اس کے اخلاق کا پتہ چل جاتا تھا

افلاطون فراست کا ماہر تھا۔ ایک پہاڑ پر اکیلا رہتا تھا۔ ایک مصوّر (تصویر بنانے والا) نوکر رکھا تھا کبھی کبھی تو اس سے ملاقات ہو جاتی اور کسی سے بہت کم ملتا تھا اگر کوئی ملنے کا قصد کرتا تھا تو اس کی تصویر منگا کر اس کے اخلاق معلوم کر لیتا تھا۔ اگر ملنے کے قابل ہوتا تھا تو ملتا تھا ورنہ جواب دے دیتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص کی تصویر دیکھ کر کہا کہ یہ ملنے کے قابل نہیں۔ اس نے کہلا بھیجا کہ افلاطون کی رائے صحیح ہے۔ پہلے میں ایسا ہی تھا مگر اب میں نے اپنے اخلاق درست کر لیے ہیں۔ افلاطون کی فراست نے اس کی بھی تصدیق کی اس کے بعد افلاطون نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔ اور اس سے ملا۔ روح الجواب صفحہ ۱۵۴ برکات رمضان

قیافہ کی حقیقت

ایک مرتبہ مولانا یعقوب صاحب نے علم قیافہ کا حاصل بیان کیا تھا کہ باطنی نفس پر حق تعالیٰ کسی ظاہری ہیئت کو علامت بنا دیتے ہیں تاکہ ایسے شخص سے احتیاط ممکن ہو۔ یہ حاصل ہے علم قیافہ کا۔ مگر ایسے امور و علامات کوئی حجت شرعیہ نہیں[1]

قیافہ سے مواد کا ادراک ہو سکتا ہے افعال کا نہیں

کسی اشراقی کے سامنے کسی حکیم کی تصویر پیش کی گئی اس نے دیکھا اور کہا کہ یہ شخص زانی ہے (یعنی زنا کرنیوالے کی تصویر ہے) لوگ قہقہہ لگا کر ہنسے اور کہا بس جناب آپ کا ادراک معلوم ہو گیا، یہ تصویر تو فلاں حکیم کی ہے۔ اور وہ بڑا پاک دامن اور پارسا شخص ہے۔ اشراقی نے کہا کہ اب تو میں نے کہہ دیا ہے۔ خواہ اس کی تصویر ہو یا کسی اور کی ہو۔ چنانچہ لوگ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تمہارے متعلق ایسا کہا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ واقعی زنا کا تقاضا تو میرے قلب میں بہت ہے لیکن میں نے مجاہدہ کر کے نفس کو قابو میں کر لیا ہے۔ ایسا ہوا کبھی نہیں (یعنی زنا کیا نہیں) اس تقاضا ہی کا ان کو ادراک ہوا تھا۔ اس لیے کہ "قیافہ" سے مواد ہی کا ادراک ہو سکتا ہے۔ افعال (یعنی حرکتوں) کا ادراک نہیں ہو سکتا[2]

---

[1] الافاضات الیومیہ ص۳۴۳/۷ ۔ [2] التہذیب ملحقہ فضائل صوم وصلوٰۃ ص۵۲۰

شرعی قاعدہ

سب کا مشترکہ قاعدہ یہی ہے کہ جس امر (یعنی جس معاملہ اور حکم) کے ثابت کرنے کا شریعت میں جو طریقہ ہے جب تک اس طریقہ سے وہ امر ثابت نہ ہو اس کا کسی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔ اور یہ بات اپنے محل میں (شرعی دلائل سے) ثابت ہو چکی ہے کہ ان طریقوں کے ثابت کرنے میں شریعت نے الہام خواب، کشف کو معتبر و حجت قرار نہیں دیا۔ تو ان کی بناء پر کسی کو چور یا مجرم سمجھنا حرام اور سخت معصیت ہے، شریعت میں جو ذرائع کوئی درجہ بھی نہیں رکھتے ان پر حکم لگانا کس قدر سخت گناہ ہوگا۔ جیسے چور کا نام نکالنے کے لیے حاضرات کرنا یا لوٹا گھمانا، یا آج کل جو عمل مسمریزم شائع ہوا ہے یہ تو بالکل مہمل اور خرافات ہی ہے۔

اس سے بڑھ کر یہ کہ کسی سحر یا کسی جن کے واسطے سے یا کسی نجومی یا کسی پنڈت کے واسطہ سے کسی چیز کا یقین کر لینا خصوصاً جب کہ اس خبر سے کسی بری شخص کو متہم کیا جائے ایسا شدید حرام ہے کہ کے قریب ہے۔

ایسی ضعیف یا باطل کی بناؤں پر کسی کو چور سمجھ جانا اور کسی طرح کا شبہ کرنا جائز نہیں۔ مسلمانوں کے لیے اصل مدار علم و عمل ہے تو دیکھ لو جب شریعت نے ان کی دلالت کو حجت نہیں کہا تم کیسے کہتے ہو[1]

کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کرنا کفر ہے[2]

---

[1] اصلاح انقلاب ص۴۹۶، [2] تعلیم الدین ص۱۰۰

باب ۹

سحر جادو اور عملیات کے اقسام و احکام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیے جانے کا واقعہ

یہودیوں میں سحر (جادو) کا بہت چرچا تھا۔ اور وہ اس میں بڑے ماہر تھے۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سحر کیا تھا اور وہ لبید کی بیٹیوں نے سحر کیا تھا۔ جس کا اثر بھی حضورؐ پر ہو گیا تھا پھر وحی کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا گیا کہ آپ پر فلاں شخص نے سحر کیا ہے۔ چنانچہ سورہ فلق میں اس طرف اشارہ ہے۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۔

"آپ کہیئے کہ میں ان عورتوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، جو گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونک مارنے والی ہیں"

گرہوں پر پھونک مارنے کی تخصیص اس لیے ہے کہ حضور پر جو سحر ہوا تھا وہ اسی قسم کا تھا کہ ایک تانت کے ٹکڑے میں گیارہ گرہیں دی گئی تھیں اور گرہ پر کلمات سحر کو دم کیا گیا تھا۔ اور عورتوں کی تخصیص اس لیے ہے کہ اس واقعہ میں عورتوں ہی نے سحر کیا تھا۔ دوسرے کچھ تجربے سے اور نیز علم طبعی کے لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا سحر بہ نسبت مردوں کے زیادہ موثر ہوتا ہے کیوں کہ سحر میں قوت خیالی کو زیادہ اثر ہے خواہ سحر حلال ہو یا سحر حرام (تعلیم التعلیم۔ التبلیغ ص ۲۱/۱۲۰)۔

حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحبؒ پر سحر کا اثر

اور حضرت تھانویؒ کا علاج

مکتوب گرامی حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب بنام حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

"ناکارہ خادم تقریباً ایک ماہ سے بیمار ہے ضعف اس قدر ہو گیا کہ نشست و برخاست مشکل ہو گئی۔ میرے قوی تقریباً ساقط ہوتے جا رہے ہیں۔ حالت روز بروز گرتی جاتی ہے

حضرت میاں صاحب مدظلہم نے اپنے قاعدہ کے موافق میری حالت کو دیکھا تو فرمایا کہ سحر کے آثار بالکل نمایاں ہیں اور تمام اعضاء بدن میں اس کا اثر ہو چکا ہے۔ اس وقت زیادہ اہتمام سے ان کا علاج کر رہا ہوں۔ ڈیڑھ ماہ تک مختلف طبیبوں کا اہتمام سے علاج کرتا رہا ذرہ برابر فائدہ محسوس نہ ہوا۔

حضرت والا بھی اگر کوئی تعویذ دفع سحر کے لیے عطا فرمائیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ باعث برکات عظیمہ ہوگا"۔

جواب حضرت حکیم الامت تھانویؒ

[تعویذ] ملفوف ہے پاس رکھیے اور بعد نماز فجر اگر کوئی محب وخیر خواہ ہمدرد چینی کی تشتری پر سورہ فاتحہ اور یہ دعا، لکھ کر دھو کر پلا دیا کرے تو زیادہ بہتر ہے:

"یَا حَیُّ حِیْنَ لَاحَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ"

(البلاغ اشاعت خصوصی مفتی اعظم نمبر ص ۱۹۹)

مولانا عبدالحیؒ کا سحر کی وجہ سے انتقال

فرمایا مولانا عبدالحیؒ بڑے صاحب کمال تھے تقریباً ۳۸ یا ۴۰ سال کی عمر ہوئی۔ کسی نے جادو کر دیا تھا۔ مولوی صاحب کے سرھانے سے خون کی ایک شیشی دبی ہوئی نکلی تھی۔ اس سے شبہ ہوا تھا کہ کسی نے سحر کیا۔ اسی میں انتقال ہوگیا۔ اس تھوڑی سی عمر میں بہت کام کیا۔ سمجھ میں نہیں آتا، وقت میں بہت ہی برکت تھی، ہر فن سے مناسبت تھی۔ اور ہر فن کی خدمت کی ہے[1]

سحر جادو، تعویذ گنڈے کی تعریف اور ان کا شرعی حکم اور شرائط جواز

"سحر" [جادو] کے کفر یا فسق ہونے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس میں کلمات کفریہ ہوں مثلاً شیاطین یا کواکب وغیرہ سے استعانت [مدد حاصل کرنا] ہو تب تو کفر ہے خواہ اس سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے یا نفع پہنچایا جائے۔ اور اگر مباح کلمات [یعنی جائز کلمات] ہوں تو اگر کسی کو شرعی اجازت کے خلاف کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے اور کسی ناجائز غرض میں استعمال کیا جائے تو فسق اور معصیت ہے۔

اور اگر نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ کسی ناجائز غرض میں استعمال کیا جائے تو اس کو عرف میں سحر نہیں کہتے۔ بلکہ عمل، یا عزیمت، یا تعویذ گنڈہ کہتے ہیں اور یہ مباح ہے۔ البتہ لغت میں لفظ سحر اس کو بھی کہتے ہیں۔

---

[1] الافاضات الیومیہ ص۳۲۵ ج۲ مطبوعہ تھانہ بھون

اور اگر [اُس عمل کے] کلمات مفہوم نہ ہوں [یعنی اس کا ترجمہ و مطلب معلوم نہ ہو۔ تو کفر کا احتمال ہونے کی وجہ سے اس سے بچنا واجب ہے۔ اور یہی تفصیل تمام تعویذ گنڈوں وغیرہ میں ہے کہ غیر مفہوم نہ ہوں [یعنی ان کا مطلب و ترجمہ معلوم ہو] غیر مشروع نہ ہوں [یعنی شرعًا جائز ہوں] اور ناجائز غرض میں استعمال نہ ہوں۔ اتنی شرطوں سے جائز، ورنہ ناجائز۔[1]

جادو کی دو قسمیں اور ان کا شرعی حکم

سحر [جادو] کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سحر حرام۔ اور محاورات [یعنی اصطلاح میں اکثر اسی پر سحر کا اطلاق ہوتا ہے۔ دوسرے سحر حلال جیسے عملیات اور عزائم اور تعویذ وغیرہ کہ لغتًہ یہ بھی سحر کی قسم میں داخل ہے۔ اور ان کو سحر حلال کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تعویذ و عزائم [عملیات] وغیرہ مطلقًا جائز نہیں بلکہ اس میں بھی تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر اس میں اسماء الٰہی سے استعانت [مدد حاصل کرنا ہو] اور مقصود بھی جائز ہو تو جائز ہے اور اگر مقصود ناجائز ہو تو حرام ہے۔

اور اگر شیاطین سے استعانت [مدد حاصل کرنا] ہو تو مطلقًا حرام ہے۔ خواہ مقصود اچھا ہو یا بُرا۔ بعض لوگوں کا گمان یہ ہے کہ جب مقصود اچھا ہو تو شیاطین کے نام سے بھی استعانت [مدد حاصل کرنا] جائز ہے یہ بالکل غلط ہے۔ خوب، سمجھ لو۔[2]

---

[1] بیان القرآن ص۵۹، [2] التبلیغ جلد ۱۶

سفلی و علوی عمل کی حقیقت اور انکا شرعی حکم

سفلی عمل میں شیاطین سے استعانت ہوتی ہے۔ سفلی عمل تو اپنی حقیقت ہی کے اعتبار سے گناہ ہے گو نیت کیسی ہی اچھی ہو۔ اور نفع کی نیت سے حرام عمل جائز نہیں ہو جاتا۔ بعض لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر نیت اچھی ہو اور کسی کو نفع ہو تو سفلی عمل بھی جائز ہے جس میں شیاطین سے استعانت ہوتی ہے یہ خیال بالکل غلط ہے۔

اور علوی عمل (یعنی اسمائے الٰہیہ قرآن وغیرہ سے عمل کرنا) بھی مطلقاً جائز نہیں اگر کوئی عمل پڑھے تو اس کو دیکھنا چاہیے کہ اس کی نیت کیا ہے؟ اگر جائز کام کے واسطے پڑھے تو جائز ہے جیسے حلال نوکری کے واسطے پڑھے یا کوئی شخص مقروض ہو اور وہ ادائے قرض کے واسطے عمل پڑھے، اور ناجائز کام کے واسطے علوی عمل بھی ناجائز ہے۔ مثلاً کسی اجنبی عورت کو مسخر (تابع) کرنے کے واسطے پڑھتا ہے تو حرام ہے۔

خلاصہ یہ کہ علوی عملیات میں ایک بات تو یہ دیکھنے کے قابل ہے کہ مقصود جائز ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ بھی دیکھنا چاہیے کلمات طیب ہیں یا نہیں غیر مشروع ناجائز کلمات نہ ہونا چاہیے۔

اگر علوی عمل میں خبیث الفاظ نہ ہوں مگر طیب بھی نہ ہوں وہ بھی ناجائز ہے[1]

---

[1] التبلیغ، تعمیم التعلیم ص ۲۲ ۔

تعویذ لکھنے اور دینے کے متعلق ضروری مسائل

اور ہدایات

۱:۔ تعویذ اگر قرآن آیت کا ہو اس کو بے وضو لکھنا جائز نہیں۔

۲:۔ ایسے تعویذوں کو بے وضو ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں[1]

اکثر عاملین اس طرف توجہ نہیں کرتے اور آیات قرآنیہ بے وضو لکھ دیتے ہیں اسی طرح بے وضو آدمی کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں [حالانکہ بے وضو] اس کا لکھنا اور چھونا دونوں ناجائز ہیں[2]

۳:۔ اگر کسی کافر کو تعویذ دینا ہو تو بہتر یہ ہے کہ قرآنی آیت نہ لکھے بلکہ یا تو وہ حروف جدا جدا لکھ دے یا ان حروف کے ہندسے لکھ دے یا اور کچھ جائز عبارت لکھ دے۔

۴:۔ تعویذ جب کپڑے میں لپٹا ہو بیت الخلاء میں جانا جائز ہے۔

۵:۔ اگر قرآنی آیت تشتری پر لکھی جائیں تو ان کے لکھنے اور چھونے کے لیے بھی وضو شرط ہے اس لیے بہتر ہے کہ اگر طالب (یعنی تعویذ لینے والا) با وضو نہ ہو تو خود عامل اس کو لکھ کر پانی سے دھو کر اس کو دے دے۔

۶:۔ جب تعویذ کی ضرورت نہ رہے بہتر ہے کہ اس تعویذ کو دھو کر وہ پانی کسی پاک جگہ چھوڑ دے[3]

۱؎ التقی فی احکام الرقی ص۳۲، ۲؎ اغلاط العوام ص۴۲، ۳؎ التقی فی احکام الرقی ص۳۲۔

عورت کے لئے نامحرم یا اجنبی مرد کو تعویذ دینے سے احتیاط

ایک شخص اپنے کسی عزیز (رشتہ دار) کی بیوی کے لئے کوئی تعویذ لینے آیا تو انکار فرما دیا۔ اور فرمایا کہ خود اس کا شوہر کیوں نہیں آتا۔ پھر حاضرین مجلس سے فرمایا کہ بس اس طرح ناجائز تعلقات قائم ہو جاتے ہیں کیوں کہ عورتوں کا قلب نرم ہوتا ہے۔ اس قسم کی خدمتوں سے وہ متاثر ہونے لگتی ہیں۔ اگر کوئی عورت کسی نامحرم کے ہاتھ تعویذ منگاتی ہے تو میں نہیں دیتا۔

(اشرف السوانح ص۲/۳)

مقدمہ کی کامیابی کا ایک عمل

ضرورت کے وقت تعویذ کھلانا پلانا سب جائز ہے

سوال[۱]:۔ مقدمہ کی فتح یابی کے لیے اسم ذات (یعنی اللہ) لکھ کر آٹے کی گولیاں بنا کر مچھلیوں کو کھلانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ جب تعویذ آدمی کو کھلانا پلانا جائز ہے۔ اسی طرح سے حیوان کو بھی کھلانا جائز ہے۔ اور اگر پانی میں ڈالنے سے اہانت (و بے ادبی) کا شبہ ہو تو قصداً اہانت نہیں ہے بلکہ استبراک (یعنی برکت حاصل کرنا) مقصود ہے۔ رہا یہ کہ اس عمل کو مقصود میں کچھ دخل ہے یا نہیں سو مجھ کو اس کی تحقیق نہیں۔ واللہ اعلم[۱]

[۱] امداد الفتاوی ص۵/۴

فصل

عملیات و تعویذات میں ساعت، دن، وقت کی قید و پابندی غلط ہے

حدیث شریف میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما انزل اللّٰہ من السماء من برکۃ الا اصبح فریق من الناس الخ

یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے جو بھی برکت نازل فرماتا ہے تو ایک جماعت لوگوں کی کفر کرنے والی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش نازل فرماتا ہے تو لوگ کہتے فلاں کوکب ستارہ کی وجہ سے بارش ہو رہی ہے[1]

اس سے ثابت ہوا کہ کواکب کی تاثیر غیبی کا قائل ہونا ایک گونہ کفر ہے۔ اکثر عملیات میں ساعت یا دن کی قید ہوتی ہے۔ جس کی رعایت بعض عامل کرتے ہیں بعض عامل مہینہ کے عروج و نزول کا لحاظ کرتے ہیں اور ان سب کی بنیاد وہی نجوم کی تاثیر کا اعتقاد ہے۔ یہ حدیث اسکو باطل اور معصیت ٹھہراتی ہے[1]

بعض عاملوں کو گو وہ اہل علم ہی ہوں بعض عملیات میں دن وغیرہ کی رعایت

---

[1] التقی فی احکام الرقی صفحہ ۲۵۔

کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ سو یہ نجوم کا شعبہ ہے۔ اور واجب الترک ہے اور یہ خیال کہ یہ عمل کی شرط ہے بالکل غلط ہے میں نے ایسے اعمال میں یہ قید بالکل حذف کر دی ہے اور پھر بھی بفضلہ تعالیٰ اثر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ عمل کا اثر زیادہ تر خیال سے ہوتا ہے ان قیدوں کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ سب عاملوں کے دعوے ہیں[1]

مسئلہ کی تحقیق و تنقیح

اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ ہر دعویٰ کے لیے کسی دلیل کی حاجت ہوتی ہے پس جو حقیقت تاثیرات کواکب کے مشاہدہ سے ثابت ہے۔ مثلاً سورج میں حرارت (گرمی) ہونا، چاند میں برودت (ٹھنڈک) ہونا، اور سب کواکب میں نور کا ہونا۔ سورج طلوع ہونے سے دن کا ہونا اس کے غروب سے رات ہونا۔ ان تاثیرات کا اعتقاد جائز ہے۔ شارع علیہ السلام نے ان کی کہیں نفی نہیں فرمائی۔ بلکہ بعض کا اثبات فرمایا ہے۔

اور جو تاثیرات مشاہدہ سے مخفی ہیں (یعنی مشاہدہ میں نہیں آئیں) مگر ان کے وجود پر کوئی صحیح دلیل قائم ہے۔ مثلاً کواکب کا رجوم شیاطین ہونا (یعنی یہ کہ شیاطین کو کواکب کے ذریعہ مارا جاتا ہے) اس کا اعتقاد بھی واجب ہے۔

اور جس (تاثیر) پر کوئی صحیح دلیل قائم نہیں۔ جیسے سعادت و نحوست اور اور اس جیسی چیزیں عقلاً اس میں دونوں احتمال تھے۔ وجود و عدم (یعنی سعادت

---

[1] اغلاط العوام ص۸۶

ونحوست ہو بھی سکتی تھی اور نہیں بھی) مگر شارع علیہ السلام نے چونکہ نفی کر دی ہے۔ اس لیے یہ مرجح ہو گیا عدم تاثیر کو (یعنی تاثیر نہ ہونا راجح ہو گیا) اور دوسری دلیل وجود کی جو شرعی دلیل کا مقابلہ کر سکے موجود نہیں لہٰذا ناقابل اعتبار ٹھہری۔ اور نجومیوں کے حسابات محض وہمی اور تخمینی ہیں۔ ہزاروں خبریں غلط نکلتی ہیں۔ تو ایسی وہمی دلیل قطعی دلیل کے معارض کب ہو سکتی

اس کے بعد بھی اگر کوئی ان (کواکب) کی تاثیر کا قائل ہو اس کے حکم میں تفصیل یہ ہوگی کہ اگر وہ شارع کی تکذیب نہیں کرتا (یعنی غلط نہیں کہتا) بلکہ بعض نصوص میں کچھ تاویل کرتا ہے۔ اور کواکب کو مستقل بالتاثیر نہیں مانتا بلکہ باذن الٰہی (اللہ کے حکم سے) انکو اسباب عادیہ سمجھتا ہے۔ سو چونکہ یہ اعتقاد واقع کے خلاف ہے اس لیے اس شخص کو صرف جھوٹ کا گناہ ہوگا۔ اور نصوص کی تاویل سے تعجب نہیں کسی قدر بدعت کا بھی گناہ ہوگا۔

اور اگر شارع علیہ السلام کی تکذیب کرتا ہے (یعنی غلط کہتا ہے) یا کواکب میں مستقل تاثیر مانتا ہے تو وہ شخص کافر و مشرک ہے[۱]

فصل: عمل کے ذریعہ کسی کو قتل کرنیکا شرعی حکم

عملیات کے ذریعہ کسی کو ہلاک کرنے کا یہی حکم ہے (کہ عمل کے ذریعہ ہلاک کرنے والے شخص کو قتل کا گناہ ہوگا) چنانچہ ایک عمل کی کچی اینٹ کا ہے جس کو ہلاک کرنا منظور ہوتا ہے اس کے واسطے ایک کچی اینٹ پر عمل کرتے ہیں پھر اس کو کفن وغیرہ دے کر اس پر نماز جنازہ پڑھ کر ندی میں ڈال دیتے ہیں۔ پانی سے وہ

---

[۱] الکشف عن مہمات التصوف ص۱۷۷

اینٹ گھلنا شروع ہوتی ہے۔ جیسے جیسے وہ گھلتا ہے اسی قدر یہ شخص گھلنا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اینٹ جب بالکل گھل جاتی ہے یہ شخص بھی گھل گھل کر ہلاک ہوجاتا ہے۔ یہ بہت ہی سخت عمل ہے۔

خوب سمجھ لو اگر وہ شخص مستحق قتل نہیں ہے تو تم کو قتل کا گناہ ہوگا۔ بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم نے تو قرآن سے مارا ہے [یعنی قرآنی عمل کے ذریعہ مارا ہے] پھر ہمیں گناہ کیوں ہوگا ؟ میں کہتا ہوں کہ اگر تم ایک بڑا بھاری قرآن کسی کے سر پر مارو جس سے اس کا سر پھٹ جائے، اور وہ مرجائے تو کیا تم کو گناہ نہ ہوگا ؟ ضرور ہوگا[1]

باطنی تصرف و توجہ سے کسی کو نقصان پہنچانا یا ہلاک کرنا

یاد رکھو کسی کو توجہ [باطنی تصرف یا توجہ] سے کسی کو ہلاک کرنا یا نقصان پہنچانا مطلقاً [ہر حال میں] جائز نہیں۔ بلکہ اس میں وہ تفصیل ہے جو میں نے بیان کی۔

مگر آج کل تو اس کو کمال سمجھا جاتا ہے کسی کو بھی اس طرف توجہ نہیں ہوتی کہ اس میں بعض دفعہ گناہ بھی ہوتا ہے۔ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے تو محض توجہ کی تھی، ہم نے قتل کہاں کیا۔

سو خوب سمجھ لو کہ توجہ سے قتل کرنا بھی ویسا ہی ہے جیسے تلوار سے قتل کرنا اسی لیے ایسے موقعوں میں توجہ سے بچنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی شخص مشاق بھی نہ ہو [یعنی اس نے باقاعدہ مشق نہ کی ہو تب بھی اسے ایسے مواقع میں توجہ سے کام نہ لینا چاہیئے۔ کیونکہ بعض لوگ فطرۃً [پیدائشی طور پر] صاحب تصرف ہوتے

---

[1] تعمیم التعلیم ص۱۴۲ ج۲۔ التبلیغ۔

ہیں مگر اس کو خبر نہ ہو تو ممکن ہے کہ اپنے آپ کو صاحب تصرف نہ سمجھتے ہوں.... مگر حقیقت میں تم صاحب تصرف ہو تو اگر اس حالت میں تم نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور وہ اس کا مستحق نہ تھا اور نقصان پہنچ گیا تو تم کو گناہ ہوگا۔ اور یہی حکم عملیات سے ہلاک کرنے کا ہے [1]

بچھو جھاڑنے کا غلط عمل

اسی طرح ایک عمل بچھو جھاڑنے کا ہے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْ یہاں تک پڑھ کر پانی پیتے ہیں۔ پھر حَرُ کہتے ہیں۔ پھر دم کرتے ہیں۔ نہ معلوم یہ کون سا طریقہ ہے۔ بچپن میں ہم نے بھی ان عملیات کو لکھ لیا تھا مگر کبھی ان پر عمل نہیں کیا۔ صرف بچھو کا عمل ایک آدھ مرتبہ غلطی سے کیا، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

اس کا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے کہ عملیات علویہ میں الفاظ طیب [بالکل درست] ہوں۔ قرآن کے الفاظ کو بگاڑا نہ گیا ہو [2]

یا بدوح کا عمل اور اسکا حکم

سوال:۔ "یا بدوح" کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ سریانی زبان میں باری تعالیٰ کا نام ہے۔ اور بعض لوگ مؤکل کا نام کہتے ہیں اور "یا" کے ساتھ پڑھانے کو بھی منع کرتے ہیں۔ اس کی تحقیق جو حضرت کو ہو اس سے مطلع فرمائیں؟

---

[1] تعلیم التعلیم ص ۳۰ [2] التبلیغ ۱۲ ص ۲۷/۲۱

الجواب :- مجھ کو کچھ تحقیق نہیں۔ اور بغیر تحقیق کے اس کے پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتا۔[1]

قرآنی سورتوں کے موکلوں کا کوئی ثبوت نہیں

بعض لوگوں نے مؤکلوں کے نام عجیب عجیب گھڑے ہیں۔ کلکائیل، درداثیل اور اسی طرح اس کے وزن پر بہت سے نام ہیں۔ اور غضب یہ ہے کہ ان ناموں کو سورہ فیل کے اندر ٹھونسا ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ یا کَلْکَائِیْل اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ یا دُرْدَائِیْل :-

یہ سخت واہیات ہے۔ اوّل تو یہ نام بے ڈھنگے ہیں نہ معلوم کلکائیل کہاں سے ان لوگوں نے گھڑا ہے۔ بس یہ لوگ رات دن کل کل ہی میں رہتے ہوں گے۔ پھر ان کو قرآن میں ٹھونسا یہ دوسرا بے ڈھنگا پن ہے اور نہ معلوم یہ مؤکل ان لوگوں نے کہاں سے تجویز کیے ہیں۔ یہ سب محض خیالات ہیں اور کچھ بھی نہیں۔ اس کا مصداق معلوم ہوتے ہیں۔ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ[2]

اولاد پیدا ہونے کے لیے ہولی دیوالی کے بعض عمل کرنا

بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ اولاد ہونے کے لیے گنڈے اور منتر کراتی پھرتی ہیں اور اس کی بھی پرواہ نہیں کرتیں کہ یہ شریعت کے موافق ہیں یا نہیں۔

---

[1] امداد الفتاوی ص۹۹۔ [2] تعمیم التعلیم ص۳۲۲؍۱۲۱ التبلیغ :-

بعض عورتیں یہاں تک بے باک ہیں کہ اگر کوئی ان سے کہہ دے کہ اگر تم فلانی کے بچہ کو مار ڈالو تو تمہارے اولاد ہو جائے گی، تو اس سے بھی دریغ نہیں کرتیں بعض دفعہ کسی بچہ پر ہولی دیوالی کے دنوں میں جادو کرا دیتی ہیں اور بعض جاہل عورتیں سیتلا پوجتی ہیں۔ کہیں چوراہے پر کچھ رکھ دیتی ہیں محض اس غرض کے لیے کہ اولاد پیدا ہو (ایسا کرنا ناجائز حرام ہے)۔

وہ اولاد ایسی خبیث پیدا ہوتی ہے کہ بڑے ہو کر ماں باپ کو اتنا ستاتی ہے کہ وہ بھی یاد ہی کرتے ہیں۔ اس وقت وہ ایسی اولاد کو جس کی تمنا میں سیکڑوں گناہ کیے تھے ہزاروں مرتبہ کوستے ہیں[1]

---

[1] اسباب الغفلۃ ملحقہ دین و دنیا ص۵۰۵

فصل

چور معلوم کرنے کے عملیات

چور کی شناخت کا عمل محض خیال پر مبنی ہے

عملیات کے اثر کی وجہ صرف تخیل (خیال) پر ہے "قول الجمیل میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے چور کی شناخت کا بدمعنی والا جو عمل لکھا ہے وہ بھی خیال پر مبنی ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ دو عاملوں کو دو مختلف مجلسوں میں دو شخصوں کا نام بتلادو۔ ایک کو بکر کا کہ اس پر چوری کا شبہ ہے۔ اور دوسرے کو عمرو کا ایک بکر کے نام سے لوٹا گھما دے گا۔ اور دوسرے عمر کے نام سے۔ جب چاہو آزمالو۔ شاہ صاحب نے یہ راز خدا جانے سمجھا یا نہیں"[1]

("مرتب عرض کرتا ہے کہ "القول الجمیل" میں چور کا عمل لکھنے کے بعد یہ عبارت بھی لکھی ہے "جو شخص یہ عمل یا ایسا کوئی اور عمل کر کے چور پر مطلع ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کے چرانے میں یقین نہ کرے۔ اور اس کو بدنام نہ کرے بلکہ قرآن کی پیروی کرے کہ یہ عمل بھی قرآن کے سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا ولا تقف ما لیس لک بہ علم۔ اور نہ پیچھے پڑو اس چیز کے جس کا تجھ کو یقین نہیں۔ کان اور آنکھ

---

[1] الکلام الحسن صفحہ ۱۴۲ ۔

اور دل ہر ایک سے سوال کیا جائے گا"۔[1]

اس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے چور وغیرہ کے عملیات سے شاہ صاحب کا مقصود یہ نہیں کہ جس کا نام نکل آیا واقعی وہ چور ہے۔ ایسا یقین کرنا جائز نہیں، البتہ یہ بھی ایک قرینہ ہے اس کو قرینہ سمجھ کر مزید تحقیق کی جائے۔ [مرتب]۔

چور معلوم کرنیکا عمل کرنا اور اس پر یقین رکھنا ناجائز ہے

سوال۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی نے چور کے معلوم کرنے کی ترکیب لکھی ہے اور یہاں بعض بزرگ یہی ترکیب کرتے ہیں کہ چور معلوم کرنے کیلیے ایک آیت مرغی کے انڈے پر لکھتے ہیں اور پھر سورۃ یٰسٓ یا اور کوئی سورۃ پڑھتے ہیں اور ایک چھوٹے لڑکے سے انڈے کو دیکھنے کو کہتے ہیں وہ لڑکا اس انڈے میں دیکھ کر بتلاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں چیز لیے ہوئے ہے اس ترکیب سے بعض چیزیں بعض لوگوں کو مل گئی ہیں۔ اور چور کا پتہ لگ گیا ہے۔ ایسی ترکیب کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ اس ترکیب پر یقین نہ کرے البتہ قرائن کا اتباع کرے کیوں کہ یقین کرنا جائز نہیں۔ حالانکہ یقین یا ظن غالب پیدا کرنے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے۔

الجواب:۔ نہیں، بلکہ اس لیے ہے کہ جس کا اس طرح سے پتہ لگے (یعنی اس طرح عمل کرنے سے جس چور کا نام نکلے) اس کا تفحص (تحقیق و تفتیش) شرعی طریقہ سے کریں، لیکن عوام حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

---

[1] القول الجمیل ص۹۵۔

سوال :۔ یہ عمل کرنا کیسا ہے ؟

الجواب :۔ میرے نزدیک بالکل ناجائز ہے۔ اس لیے کہ عوام حد تعفص سے آگے بڑھ جاتے ہیں (یعنی اس کو یقینی طور پر چور سمجھنے لگتے ہیں)۔

ایسا عمل جسکے ذریعہ سے چوری کیا ہوا مال ملجائے یا سحر باطل ہوجائے جائز ہے

سوال :۔ زید قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ کر ایک برتن پر دم کرتا ہے۔ ایک دوسرا شخص اس برتن کو پکڑ لیتا ہے پھر برتن میں ایک قسم کی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اگر کسی ساحر نے اس پر سحر (جادو) کیا ہے تو جہاں سحر ہے وہاں پر چلا جاتا ہے۔ اگر کسی درخت پر کیا ہے تو درخت پر چڑھنا چاہتا ہے، اگر کسی کا مال چوری ہوا ہے تو جہاں مال ہے وہاں پر چلا جاتا ہے۔ زید کا یہ عمل جائز ہے یا ناجائز ؟

الجواب :۔ یہ عمل فی نفسہ جائز ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ کسی ناجائز امر کی طرف مفضی تو نہیں ہوتا (یعنی کسی ناجائز کا ذریعہ تو نہیں بنتا) اگر ہوتا ہے تو ناجائز لغیرہ ہو جائے گا۔ مثلاً اس عمل کے ذریعہ کسی شخص کو چور سمجھنا جو کہ اس نص کے خلاف ہے، وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (ایسی چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا علم نہ ہو)۔

کیوں کہ علم سے مراد شرعی دلیل ہے۔ اور ایسے عملیات شرعی دلیل نہیں اور اگر یہ عمل ناجائز امر کی طرف مفضی نہیں ہوتا (یعنی ذریعہ نہیں بنتا)

ؔ امداد الفتاوی صفحہ ۔

تو بالکل جائز ہے۔ مثلاً اس عمل کے ذریعہ سے مال مل جانا، یا سحر باطل ہو جانا۔

خلاصہ یہ کہ فی نفسہ جائز ہے۔ اور اگر حرام کا مقدمہ (ذریعہ) بن جائے تو حرام ہے۔[1]

فال کھولنا یا کسی عمل کے ذریعہ غیب یا آئندہ کی خبریں معلوم کرنا اور اس پر یقین رکھنا درست نہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (جس چیز کا تم کو صحیح علم نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی صحیح دلیل کے بغیر جس کا صحیح ہونا[2] قواعد شرعیہ سے ثابت ہو کسی امر کا خواہ وہ اخبار ہو یا انشاء (یعنی کسی بات کی خبر ہو یا کسی امر کا حکم ہو اس کا) اعتقاد درست نہیں۔

اب عاملوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ خاص طریقوں سے فال کھولتے ہیں۔ اور گذشتہ یا آئندہ کے متعلق خبر دیتے ہیں، یا چور وغیرہ کے معلوم کرنے کے لیے لوٹا گھمانے کا عمل کرتے ہیں اور کسی کا نام بتلا دیتے ہیں اور اس کے مطابق خود بھی یقین کر لیتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی یقین دلاتے ہیں۔

یا ایسا کوئی عمل جس سے کوئی خواب نظر آئے بتلا کر جو کچھ خواب میں نظر آئے اس پر پورا اعتماد کر لیتے ہیں اور اس کا نام استخارہ رکھتے ہیں۔ یہ سب غیب کی خبروں کا دعویٰ ہے۔ کیوں کہ شریعت نے ان واسطوں کے ذریعہ کسی خبر کے

---

[1] امداد الفتاوی ص۳۶۔ [2] یہ دلیل کی صفت ہے یعنی وہ دلیل عند الشرع بھی معتبر ہو۔

علم کو مفید اور معتبر نہیں قرار دیا۔ بخلاف طب (علاج معالجہ) کے کہ خود سنت میں اس کا اعتبار وارد ہے۔ گو درجہ ظن ہی میں سہی۔ مذکورہ آیت ایسے امور کو باطل کرتی ہے۔ اسی طرح حدیث بھی (ان سب کو باطل کرتی ہے) چنانچہ ارشاد ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اتی عرّافا فسئلہٗ عن شئی لم تقبل لہٗ صلوٰۃ اربعین لیلۃ[1]

[1] رواہ مسلم، التقی ص۹

ترجمہ:۔ حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عرّاف (یعنی غیب کی خفیہ باتیں بتانے والے) کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا ایسے شخص کی چالیس روز تک نماز قبول نہ کی جائے گی۔

فصل

محبت کے تعویذ کی ایک شرط

فرمایا کسی کو اگر محبت کا تعویذ دیا جائے تو اس کے لیے یہ شرط ہے کہ اسکو اتنا مسخر اور مغلوب نہ کر دے کہ وہ مغلوب اور بے اختیار ہو کر کام کرے۔ کیوں کہ یہ حرام ہے[1]

شوہر کو مسخر کرنے کا تعویذ کرنے کا شرعی حکم

ایک عورت نے ایک صاحب کے ذریعہ اپنے خاوند کی تسخیر کے لیئے تعویذ لینا چاہا۔ حضرت نے فرمایا کہ فقہاء نے فرمایا ہے کہ خاوند کی تسخیر کے لیے تعویذ کرانا حرام ہے۔ گو اس فتوے کی عبارت مطلق ہے مگر قواعد سے اس کی شرح یہ ہے

[1] الکلام الحسن ص۲۰۔

کہ حقوق دو طرح کے ہیں ایک تو وہ حقوق جو شوہر پر شرعاً واجب ہیں۔ اور ایک وہ جو شرعاً واجب نہیں۔ سو جو حقوق واجب نہیں اس میں کسی تعویذ و عمل کے ذریعہ سے اس کو مجبور کرنا یعنی تسخیر کی ایسی تدبیر جس سے وہ مغلوب اور پاگل ہو جائے۔ اور اپنے مصالح کی کچھ خبر نہ رہے یہ غیر واجب پر مجبور کرنا ہے۔ ہاں اگر حقوق واجبہ میں کوتاہی کرتا ہو تو اس کے لیے مجبور کرنا بھی جائز ہے۔ اور چونکہ ان عملیات میں اثر قصد و ارادہ کے تابع ہوتا ہے۔ اس کے لیے عمل کے وقت غیر واجبہ حقوق حاصل ہونے کا قصد کرنا بھی گناہ ہے۔ اور قصد و ارادہ کے تابع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عملیات بھی ایک قسم کا مسمریزم ہے جس سے کسی کے دل اور دماغ پر قابو حاصل کیا جاتا ہے۔

اور یہ جزئیہ یاد رکھنے کے قابل ہے اگر کسی کو یہ شرح معلوم نہ ہو تو وہ فقہاء پر اعتراض کرے گا۔ اس لیے کہ فقہاء کے اس جزئیہ میں اس تفصیل کی تصریح نہیں۔ جیسے طب کی کتابوں میں بعضے نسخے ہیں جن میں خاص اس مقام پر قیود کی تصریح نہیں۔ مگر قواعد سے وہ مقید ہیں[1]

حب زوجین کا تعویذ

میاں بیوی کی موافقت کے لیے تعویذ کرنا۔ مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی کے حقوق واجبہ ادا نہیں کرتا تو اس نیت سے تعویذ کرنا جائز ہے کہ دونوں میں موافقت ہو جائے اور شوہر کے حقوق کو ادا کرنے لگے۔ مگر عامل یہ تصور نہ کرے کہ شوہر اس پر فریفتہ ہو جائے بلکہ صرف ادائے حقوق واجبہ کا تصور کرے

---

[1] [illegible] ۴۹۶

اور جس کو آج کل تسخیر کہتے ہیں اس کا قصد نہ کرے۔

تعویذ دینے اور لینے والے سب کو اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے[۱]

اگر کسی بزرگ کو دیکھا ہو کہ وہ میاں بیوی میں محبت ہونے کے لیئے عمل کرتے ہیں تو وہ اس درجہ کا عمل کرتے ہیں جس سے میاں حقوق واجبہ ادا کرنے لگے۔ یہ نہیں کہ وہ مغلوب الحواس ہو جائے[۲]

سوال ۹۹:۔ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رح نے اپنی کتاب "نفع المفتی والسائل" صر ۵ میں یہ فتوی نقل کیا ہے کہ عورت کا خاوند کو رضامند کرنے کے واسطے تعویذ بنانا حرام ہے کیا یہ صحیح ہے۔؟

الجواب:۔ رضامند کرنے کے دو درجے ہیں۔ ایک درجہ وہ جس سے حقوق واجبہ میں کوتاہی نہ کرے۔ دوسرا درجہ وہ جس میں حقوق غیر واجبہ میں اس کو مجبور کیا جائے۔ پہلے درجہ کی تدبیر مباح ہے۔ اگرچہ اس میں جبر ہی سے کیوں نہ کام لیا جائے۔ اور دوسرے درجہ کی تدبیر اگر جبر کی حد تک نہ ہو تو جائز ہے اور اگر جبر کی حد تک ہو تو حرام ہے۔

بس اس مسئلہ میں قواعد شرعیہ سے دو قیدیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ تعویذ یا عمل ایسا ہو جس سے معمول [یعنی جس پر عمل کیا گیا ہے وہ] مضطر [مجبور] نہ ہو جائے۔ دوسری قید یہ کہ حقوق غیر واجبہ کے لیے یہ تدبیر نہ کی جائے۔ اگر ایک قید بھی مرتفع ہو جائے گی [نہ پائی جائے گی] تو حرام ہو جائے گی[۳]

---

۱ احکام العباد صہ ۳۹ رسالۃ المبلغ صہ ۱۲ ، ۲ حقوق و فرائض صہ ۱۳ التہذیب ۳ امداد الفتاوی صہ ۱۹۸ ۔

شوہر کو مسخر کرنے کے واسطے حیض کا خون یا الو کا گوشت استعمال کرنا جائز نہیں

سوال ۸۰: اکثر عورتیں اپنے شوہروں کو قسم قسم کی غلیظ چیزیں کھانے پینے کے ساتھ شریک کر کے شوہروں کو کھلاتی ہیں اور یقین کرتی ہیں کہ ان کا شوہر انکے تابع وفرمانبردار ہو جائے اور کسی بات میں ان کے خلاف نہ کریں۔ وہ غلیظ چیزیں اس قسم کی ہوتی ہیں۔ حیض کا خون، الو کا گوشت، گدھ کا گوشت وغیرہ۔ اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بعض عاملوں سے جادو زبان بندی وغیرہ بھی کراتی ہیں اس کا بھی کیا حکم ہے۔

الجواب: اولاً تو اس قسم کے عملیات گو فی نفسہٖ مباح طریقے سے ہوں۔ شوہر کو مسخر (تابع) کرنے کی غرض سے فقہاء ممنوع فرماتے ہیں۔ خصوصاً اگر مباح بھی نہ ہو۔ مثلاً اشیاء محرمہ (حیض کا خون وغیرہ) کھلانا۔ لہٰذا یہ تو حرام در حرام ہوگا[۱]

سوال ۸۱: اگر عورت اپنے مرد کو مسخر کرنے کے واسطے کوئی تدبیر آیات قرآنی سے یا کسی دعاء سے یا اور کسی طریقہ سے کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: نہیں۔ البتہ دفع ظلم کے لیے جائز ہے[۲]

---

[۱] امداد الفتاویٰ ص۹۳، ج۴ ۔ ص۹۴ ۔

ناجائز تعلق ناپاک محبت کیلئے عمل کرنا دینا حرام ہے

سوال ۲۹ ؛ ایک صاحب کو کسی لڑکے سے بہت گہرا تعلق ہو گیا تھا۔ وہ لڑکا وطن چلا گیا۔ اب وہ صاحب نہایت پریشان، بے چین، بے قرار ہیں دنیا اور دین کے کام سے بیکار ہو رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ میں خودکشی کر لوں گا۔ اور تعجب نہیں کہ ایسا کر بیٹھیں۔ ایسی حالت میں اس کے واپس آجانے کے لیے دعا و تعویذ اور عمل جائز ہے یا نہیں۔ اور وہ کہتے ہیں اور معتبر آدمی ہیں کہ میری نہایت پاک و صاف محبت ہے ؟

الجواب :۔ ایسی محبت میں باطنی خباثت ضرور ہوتی ہے اس لیے اس کی اعانت [اور ایسا تعویذ دینا] ناجائز ہے۔ ایک شخص کی مصلحت سے دوسرے شخص کو پریشان کرنا اور گھر سے بے گھر کرنا اگر محبت پاک بھی مان لی جائے تب بھی ناجائز ہے۔ واقعی اگر پاک محبت ہے تو محب [یعنی محبت کرنے والے] کو چاہیئے کہ محبوب کے پاس جائے نہ کہ محبوب کو بلائے۔

اگر یہ شخص اس بلا سے نجات کی کوشش کریں تو یہ زیادہ ضروری بات ہے اگر وہ ایسا چاہیں تو مجھ سے خط و کتابت کر لیں۔

؎ امداد الفتاویٰ ص۸۶ ج۴

تعویذ و عمل کے زور سے کسی سے نکاح کرنے کا شرعی حکم

کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور وہ نہیں چاہتی اور اس پر نکاح کرنا واجب بھی نہیں تو اس نے کسی سے تعویذ کرایا اس غرض سے کہ وہ نکاح کر لے۔ تو یہ بھی جائز نہیں۔ نہ ایسا تعویذ دینا جائز ہے۔ کیوں کہ اس میں بھی عامل کی قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہے۔ اور قلب سے کسی کو مجبور کرنا جائز نہیں[1]۔

سوال[۵۵]، بیوہ عورت کو کوئی عمل پڑھ کر نکاح کی خواہش کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کوئی عمل قرآن سے پڑھ کر بیوہ عورت کو نکاح کے واسطے کھلانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: عملیات اثر کے اعتبار سے دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم تو یہ کہ جس پر عمل کیا جائے وہ مسخر (تابع) اور مغلوب المحبت ومغلوب العقل (یعنی بے قابو و مجبور) ہو جائے ایسا عمل اس مقصود کے لیے جائز نہیں جو شرعاً واجب نہ ہو۔ جیسے کسی معین مرد یا عورت سے نکاح کرنا واجب نہیں اس لیے ایسا عمل جائز نہیں۔

دوسری قسم یہ کہ معمول (یعنی جس پر عمل کیا جا رہا ہے اس) کو اس مقصود کی طرف توجہ بلا مغلوبیت کے ہو جائے پھر بصیرت کے ساتھ اپنے لیے مصلحت تجویز کرے ایسا عمل ایسے مقصود کے لیے جائز ہے۔ اس حکم میں قرآن وغیر قرآن مشترک ہیں[2]

---

[1] احکام الجاہ ص۳۹، [2] امداد الفتاوٰی ص۸۹ ج۴۔

حال :- ایک لڑکی پڑھی لکھی ہوشیار ہے. اس کے یہاں (نکاح کے سلسلہ کی) خط وکتابت ہوئی. باپ نے صاف انکار کیا کہ .... کی عمر زیادہ ہے اور لڑکی کی عمر کم ہے. ایک شخص نے جائز طریقہ سے محبت کا عمل کر دیا اب وہ عورت کہتی ہے کہ میں فلاں ہی سے عقد کروں گی. اور گھر کے لوگ منع کرتے ہیں اور وہ اسی خیال میں غرق ہے. اور کہتی ہے کہ عالم تولیں مجھ کو بعد میں معلوم ہوا کہ ایسا کیا گیا ہے مجھ کو ناگوار ہوا کہ بلا اجازت ایسا کیوں کیا گیا. کسی مسلمان کو خصوصًا ناقصات العقل (عورتوں) کو پریشان کرنا کیسے مناسب ہے. تقدیر کا حال معلوم نہیں.

اس کے متعلق دریافت طلب ہے کہ ایسی تدبیر کرنا شرعًا کیسا ہے؟

تحقیق : درست نہیں.

حال : اگر اس تدبیر سے عورت کو راضی کر لیا گیا تو شرعًا نکاح درست ہوگا یا نہیں ؟

تحقیق : درست ہوگا مگر قدرے توقف کے بعد (تب) کہ اس عمل کا اثر جاتا رہے۔[1]

---

[1] تربیت السالک ص ۱۲۱/۲ ۔

فصل ، تسخیر خلائق

تسخیر خلائق یعنی مخلوق کو تابع کرنے کا عمل سیکھنا

ہمارے استاذ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے تسخیر (کسی کو تابع) کر لینے کا عمل بتلایا تھا۔ اور مولانا کو کمالات کا ایسا شوق تھا کہ ہر قسم کی چیز کو سیکھ لیا کرتے تھے۔ اسی طرح یہ عمل بھی سیکھ لیا۔ جس سے مقصود محض علم تھا' عمل مقصود نہ تھا۔

الغرض مولانا محمد یعقوب صاحب نے تسخیر و حبّ کا عمل اس لیے سیکھ لیا تھا کہ مولانا کو ہر چیز کے جاننے کا شوق تھا لیکن عمل کرنے کے واسطے نہیں سیکھا تھا۔

چنانچہ جس شخص نے آپ کو یہ عمل بتلایا تھا اس نے اس کو چھپانے کے اہتمام کے لیے جنگل میں لے جا کر سکھلایا تھا۔ جب مولانا نے اس عمل کو محفوظ کر لیا تو اس شخص نے مولانا کو زیادہ معتقد بنانے کے لیے یہ کہا کہ حضرت یہ عمل بہت تیز ہے۔ میں نے ایک ایسی امیرزادی پر اس عمل کا امتحان کیا تھا جس کی ہوا بھی پردہ سے باہر نہ نکلتی تھی مگر اس عمل سے وہ فوراً میرے پاس حاضر ہو گئی۔ یہ سن کر مولانا اس عمل سے گھبرا گئے اور فرمایا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ نفس کا کیا اعتبار ہے نہ معلوم وہ کس وقت بدل جائے اس لیے میں نے اس عمل کو ذہن سے بھلانے کی کوشش کی یہاں تک کہ اب اس کا ایک لفظ بھی یاد نہیں۔ واقعی یہ بڑا کمال ہے۔

تسخیر خلائق یعنی مخلوق کو تابع کرنے کا عمل کرنا جائز نہیں

بعض لوگ تسخیر کے لیئے عمل کیا کرتے ہیں یہ حرام ہے[1]

حضرت والا کی [یعنی حضرت حکیم الامت تھانوی رح کی اتنی مقبولیت وشہرت اور] اس جاہ کو دیکھ کر بعض لوگوں کو یقین کے ساتھ یہ خیال ہوگیا اور بکثرت ایسے خطوط آئے کہ تسخیر کا جو عمل آپ پڑھتے ہیں ہم کو بھی بتلا دیجئے [جس سے مخلوق لوٹ پڑے] حضرت والا نے لکھ دیا کہ نہ میں نے کوئی عمل پڑھا، اور نہ مجھے کوئی ایسا عمل آتا ہے، اور نہ میں اس کو جائز سمجھتا ہوں۔ مگر لوگوں کو یقین نہیں آیا[2]

کیا بزرگان دین تسخیر خلائق یعنی مخلوق کو مسخر کرنیکا عمل کرتے ہیں

بعض لوگوں کو بزرگوں پر شبہ ہوجاتا ہے کہ ان کو تسخیر کا [یعنی مخلوق کو تابع کرنے کا] عمل آتا ہے اور انہوں نے کوئی ایسا عمل کیا ہے جس کی وجہ سے لوگ ان کی طرف جھکے چلے آتے ہیں۔ میں اس کی نفی نہیں کرتا بلکہ آپ کو اس کی حقیقت بتلاتا ہوں غور سے سنو! کہ واقعی انہوں نے تسخیر کا عمل کیا ہے وہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے جس کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے بندہ خدا کا محبوب ہوجاتا ہے۔ پھر مخلوق کے دلوں میں بھی اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام کو ندا ہوتی ہے کہ

---

[1] التہذیب لمحقہ حقوق وفرائض صـ۱۸۳ ، [2] مجالس الحکمۃ صـ۲۴۶ ۔

کہ میں فلاں کو چاہتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آسمانوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر زمین میں اس کے لیے قبولیت رکھ دی جاتی ہے یعنی اہل قلب کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے۔

حضرت شاہ فضل الرحمٰن پر بھی بعض لوگوں کو ایسا گمان تھا (کہ انہوں نے تسخیر کا عمل کیا ہے) مولانا کو کشف ہوتا تھا ان کو اس خطرہ پر اطلاع ہو گئی۔ فرمایا استغفر اللہ بعض لوگوں کا ایسا خیال ہے کہ اہل اللہ (بزرگ) عملیات سے لوگوں کو مسخر کرتے ہیں۔ ارے یہ بھی خبر ہے کہ عملیات سے باطنی نسبت ختم ہو جاتی ہے وہ ایسا کبھی نہیں کرتے ہیں۔

کسی کو مغلوب اور تابع کر کے اس سے خدمت لینا جائز نہیں

جنات کا وجود تو یقینی ہے۔ اور وہ مسخر بھی ہو جاتے ہیں لیکن ان کا مسخر (یعنی تابع کرنا) جائز نہیں. کیوں کہ اس میں غیر کے قلب پر شرعی ضرورت کے بغیر بالجبر تصرف ہوتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ عورت کے لیے مرد کو تابع کرانے کا تعویذ کرانا جائز نہیں۔ البتہ اگر وہ حقوق ادا نہ کرتا ہو تو اس سے جبراً بھی حق وصول کر لینا جائز ہے اسی وجہ سے یہ بھی حکم ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی توجہ سے فاسق کو فرائض و واجبات کے ادا کرنے پر مجبور کرے تو جائز ہے۔ لیکن نوافل کے لیے درست نہیں

۱؎ افادات المحبوب تسلیم و رضا، ص ۱۹۵۔

اور روپیہ وغیرہ وصول کرنے کے لیے تو اور بھی برا ہے [1]

کسی آدمی سے جو نہ اس کا شرعی غلام ہو نہ نوکر، نہ اس کے زیر تربیت ہو کوئی کام جبراً لیا جائے گو وہ کام گناہ کا نہ ہو تو یہ ظلم اور تعدّی ہے [2]

فصل: باطنی تصرّف سے کسی کو قتل کر دینے والے کا شرعی حکم

اگر صاحب تصرف کے تصرّف سے کسی کا قتل ہو گیا ہے تو صاحب تصرّف "قاتل شبہ عمد" ہے۔ شبہ عمد کا کفارہ اس پر واجب ہے۔ یعنی ایک مومن غلام آزاد کرنا۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو دو مہینے پے درپے [لگاتار] روزے رکھنا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنا [بھی ضروری ہے] کیوں کہ حق اللہ اور حق العبد دونوں ہے۔ البتہ اگر وہ شخص مقتول مباح الدم تھا [یعنی اس کا قتل کرنا مباح تھا] تو کچھ گناہ نہیں ہوا۔ (انفاس عیسیٰ صفحہ ۱۹۷)

بد دعا کے ذریعہ کسی کو ہلاک کرنے کا شرعی حکم

شاہجہاں پور میں ایک بزرگ تھے بہت مخلص آدمی تھے عقائد بھی عمدہ تھے ان سے ایک شخص کو عداوت تھی۔ اور وہ ان کو بہت ستاتا تھا۔ ایک مرتبہ ان بزرگ نے اس کے لیے بد دُعا کر دی۔ جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ اہل اللہ کا دل دکھانا بڑے وبال کا سبب ہوتا ہے حق تعالیٰ کی غیرت ایک دن ضرور اس کو تباہ کر دیتی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے جو میرے ولی سے عداوت کرے اس کو میں اپنی طرف سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

---

[1] ملفوظات دعوات عبدیت صفحہ ۱۲۵۔ [2] اصلاح انقلاب صفحہ ۹۳۔

اب ان بزرگ کا میرے پاس خط آیا کہ ایک شخص میرا دشمن تھا۔ مجھے بہت ستاتا تھا۔ ایک دن میرے منہ سے اس کے حق میں بد دعا نکل گئی کہ ابھی اس کو ہلاک کر دے۔ اسی عرصہ میں وہ ہلاک ہو گیا ——— یہ واقعہ اگر کسی دوسرے کو پیش آتا وہ اپنے مریدوں میں بیٹھ کر ڈینگیں مارتا کہ دیکھو ہماری بد دعا سے ہلاک ہو گیا، بھلا ہماری بد دعا خالی جا سکتی ہے ؛ بطور کرامت کے اس کو بیان کرتا۔ مگر ان بزرگ میں اس کے بجائے دوسری حالت پیدا ہوئی۔ انہوں نے لکھا کہ وہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں مجھے قتل کا گناہ نہ ہو" سبحان اللہ خوف خدا کی یہی شان ہوتی ہے۔ میرے اوپر اس خط کا بہت اثر ہوا۔ اور اس سوال سے مجھے مسائل کی بہت قدر معلوم ہوئی بس رسم پرستوں اور حق پرستوں میں یہی فرق ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت لرزاں ترساں رہتے ہیں (ڈرتے رہتے ہیں)۔ اور کسی چیز پر بھی نازاں نہیں ہوتے۔ مجھ پر اس خط کا بہت اثر ہوا۔ اور اس سوال سے مجھے سائل کی بہت قدر معلوم ہوئی۔ اور میں ان کی بزرگی کا معتقد ہو گیا۔ کیوں کہ ایسا سوال مجھ سے عمر بھر کسی نے نہ کیا تھا۔ اور سوال بھی ایسے واقعہ کا جو ظاہر میں کرامت کے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔

میں نے جواب لکھا کہ واقعی آپ کا اندیشہ درست ہے مگر اس میں تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ :-

بد دعا کے وقت دو حالتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ محض سرسری طور پر حق تعالےٰ سے درخواست کر دی۔ اور اپنے دل کو اور اپنے خیال کو اس کے ہلاک کرنے کی طرف متوجہ نہیں کیا۔ اس صورت میں اگر وہ شخص ہلاک ہو جائے تو یہ بد دعا کرنے والا قاتل تو نہ ہو گا کیوں کہ بد دعا سے ہلاک ہونے میں اس کا دخل نہیں ہے۔ بلکہ اس میں محض حق تعالیٰ سے درخواست ہے۔ اور حق تعالیٰ اپنی مشیت سے ہلاک کرنے والے ہیں پس یہ شخص قاتل تو نہیں۔

باقی بد دعا کا گناہ سو اگر شرعاً ایسی بد دعا جائز تھی اور وہ شخص بد دعار کے قابل تھا تب تو بد دعار کا بھی گناہ نہیں ہوا۔ اور اگر ایسی بد دعار جائز نہ تھی تو صرف بد دعار کا گناہ ہوا۔ اس سے توبہ و استغفار لازم ہے۔

اور ایک صورت بد دعار کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے درخواست کرنے کے ساتھ اپنے دل کو بھی اس کو ہلاک کرنے کی طرف متوجہ کیا اور اپنے تصرّف سے کام لیا اس صورت میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس شخص کو تجربہ سے اپنا صاحب تصرف نہ ہونا معلوم ہے مثلاً بارہا تصرّف کا قصد کیا مگر کچھ نہیں ہوا۔ تو اس صورت میں اگر ہلاکت کا خیال بھی کیا، تب بھی قتل کا گناہ نہیں ہوا۔ البتہ اس صورت میں اگر وہ شرعاً قتل کا مستحق نہ تھا تو اس کی ہلاکت کی تمنا کا گناہ ہوگا۔

اور اگر تجربہ سے اپنا صاحب تصرف ہونا معلوم ہے اور پھر اس کا خیال بھی کیا اور وہ مستحق قتل نہیں تو یہ شخص قاتل ہے کیوں کہ تلوار سے قتل کرنا اور تصرف سے قتل کرنا، دونوں قتل کا سبب ہونے میں برابر ہیں۔ صرف فرق اتنا ہے کہ تلوار سے قتل کرنا قتل عمد ہے جس کا قصاص لازم ہوتا ہے۔ اور یہ قتل شبہ عمد ہے۔ اس صورت میں اس کو دیت کے علاوہ ایک غلام کا آزاد کرنا، اور اگر اس کی وسعت نہ ہو تو دو مہینے کے روزے رکھنے چاہیئے اور توبہ و استغفار کرنا چاہیئے [1]

اغلاط العوام

۱:- اکثر عوام اور خصوصاً عورتیں چیچک (اسی طرح بعض اور امراض) کے علاج کرانے کو برا سمجھتے ہیں۔ اور بعض عوام اس مرض کو بھوت پریت کے اثر

---

[1] التبلیغ وعظ تعمیم التعلیم صفحہ ۱۲ ملفوظات حکیم الامت قسط ۔ صفحہ ۲۹۰ ملفوظ ۵۸۹۔

سے سمجھتے ہیں یہ خیال بالکل غلط ہے۔

۲۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ جو کوئی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کا وظیفہ پڑھے اس کا ناس ہو جاتا ہے یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بلکہ اس کی برکت سے تو وہ مصیبتوں سے نجات پاتا ہے۔

۳۔ اور بعض عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر جمعرات کی شام کو مُردوں کی روحیں اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں، اور ایک کونے میں کھڑی ہو کر دیکھتی ہیں کہ ہم کو کون ثواب بخشتا ہے؟ اگر کچھ ثواب ملے گا تو خیر، ورنہ مایوس ہو کر لوٹ جاتی ہے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے [1]

ضروری تنبیہ

احقر نے جن امور کو ناجائز لکھا ہے دلائل شرعیہ کی روشنی میں لکھا ہے۔ لہٰذا کسی مستند بزرگ کے کلام (یا معمولات) میں کوئی عمل اس کے خلاف پایا جائے تو خود اس میں کچھ مناسب تاویل کر لی جائے۔ باقی جو احکام دلائل شرعیہ سے ثابت ہیں وہ کسی طرح غلط نہیں ہو سکتے [2]

---

[1] اغلاط العوام صفحہ ۴۶ : [2] التحقی فی احکام الرقی صفحہ ۳۴

باب ۱

تعویذ کا بیان

تعویذوں کی اصل اور اس کا ماخذ

حدیث سے تعویذوں کی جو حالت معلوم ہوتی ہے اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت دلالت کرتی ہے جو "حصن حصین" میں مذکور ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایک دعا

اعوذ بِکلِمَاتِ اللّٰہ،

(یعنی میں اللہ تعالیٰ کے کلمات اللہ کے ساتھ پناہ لیتا ہوں) پڑھاتے تھے اور جو سیانے نہ تھے (یعنی چھوٹے بچے تھے) ان کو برکت پہنچانے کا یہ طریقہ تھا کہ دعا لکھ کر گلے میں ڈال دیتے تھے، یہ حدیث تعویذ کا ماخذ ہے۔

اس سے صراحۃً معلوم ہوا کہ اصل مقصود پڑھانا تھا مگر جو سیانے نہ تھے انکو برکت پہنچانے کا یہ طریقہ تھا کہ دعا، لکھ کر گلے میں ڈال دیتے تو تعویذ باندھنے کا دوسرا درجہ ہے مگر حقیقت سے ناواقفی کی وجہ سے اس کا الٹا ہو گیا کہ تعویذ کا اثر زیادہ سمجھنے لگے اور پڑھنے کا کم۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اکثر لوگ اس زمانہ میں جاہل ہوتے ہیں اسلئے

ہمارے بزرگوں نے تعویذ کا طریقہ اختیار کیا۔ دوسرے پڑھنے میں دقت ہے اور نفس ہمیشہ اپنی آسانی کی صورت نکال لیتا ہے۔

بہر حال اسماء الٰہیہ میں برکت ضرور ہے مگر جب کہ مناسبت بھی ہو۔[۱]

عملیات میں اصل پڑھنا ہے لکھ کر دینا یعنی تعویذ خلاف اصل ہے

عملیات میں اصل پڑھنا ہے اور لکھ کر دینا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے لیے ہے۔ جو پڑھنا نہ جانے، وہ حدیث یہ ہے۔

"فی حصن الحصین وکان عبد اللہ بن عمرو یلقنها من عقل من ولده ومن لم یعقل کتبها فی صک ثم علقها فی عنقه"[۲]

ترجمہ:۔ حصن حصین میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اپنی سمجھدار۔ اولاد کو ان کلمات کی تلقین فرماتے تھے اور جو نا سمجھ ہوتے ان کے لیے ایک کاغذ میں لکھتے پھر اس کی گردن میں لٹکا دیتے"۔

اب جو عام رسم ہو گئی ہے کہ جو لوگ پڑھ سکتے ہیں وہ بھی تعویذ لکھواتے ہیں۔ گو یہ جائز ہے۔ لیکن اس کا نفع کم ہے[۳]

[الغرض] تعویذات میں اصل تو حروف والفاظ ہیں جو پڑھے جائیں۔ مگر جو لوگ پڑھ نہیں سکتے ان کے واسطے ان حروف کا بدل یہ نقوش ہیں جیسا کہ "حصن حصین" کی روایت سے معلوم ہوتا ہے "من لم یعقلها کتبها فی صك و

---

[۱] الدین الخالص لمحقہ دین ودنیا ص۔ [۲] رواہ ابوداؤد، والترمذی، والنسائی، والحاکم۔ [۳] التقی فی احکام الرقی ص۲۳

مقلهانی صفحہ ۱۳۹ ؎

(حاصل یہ کہ) تعویذ تو صرف نقوش ہیں ۔ اصل چیز الفاظ ہیں ۔ اگر کوئی پڑھ سکے تو وہ تعویذ نہ لے بلکہ خود پڑھ لے ؎

اصل تو پڑھنا ہے تعویذ ان پڑھ جاہلوں اور بچوں کیلئے ہوتا ہے

فرمایا "حصن حصین" میں ایک حدیث ہے جس میں ارشاد ہے "مَن لم یقدر فلیکتبہا فی صک" یعنی جو پڑھ نہ سکے وہ کسی کاغذ پر لکھ لے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن ضرورتوں کے لیے تعویذ لکھے جاتے ہیں ان میں اصل چیز دعاء اور آیات کا پڑھنا ہے، وہی زیادہ نافع ہے۔ لکھ کر گلے میں ڈالنا توان کے لیے ہے جو پڑھ نہ سکیں جیسے بچے یا بالکل ایسے جاہل جن کی زبان سے قرآن اور دعا کے الفاظ ادا ہونا مشکل ہو۔

آج کل لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا نام لینے اور پڑھنے کا تو ذوق رہا ہی نہیں اسلئے اگر کوئی دعا، یا وظیفہ ان کو بتلایا جائے تو اس کے لیے تیار نہیں ہوتے ۔ اور یوں چاہتے ہیں کہ خود کچھ کرنا نہ پڑے، بس کوئی پھونک مار دے یا لکھی ہوئی چیز دے دے۔ اس سے سب کام ہو جاتا ہے ؎

پڑھا ہوا پانی تعویذ سے زیادہ مفید ہے

ایک شخص نے کسی عضو کے درد کے لیے تعویذ مانگا۔ فرمایا دوا، یا پانی پر دم

؎ الکلام الحسن ص۔ ؎ ص ۱۳۱۔ ؎ ص ۱۴۰۔

کرالو، وہ بدن کے اندر جائے گا جس سے زیادہ اثر کی امید ہے۔[1]

تعویذ کن باتوں کیلئے ہوتا ہے

ایک صاحب نے تعویذ مانگا جو بیمار تھے۔ فرمایا تعویذ اصل میں ان باتوں کے لیے ہے جن کی دوا نہیں ہے۔ جیسے آسیب اور نظر بد۔ اور جن کا علاج ہے انکا علاج کرانا چاہیئے۔ ان صاحب نے اصرار کیا تو فرمایا۔ سورہ فاتحہ (الحمدللہ پوری سورۃ) پڑھ کر پانی پر دم کر لیا کرو اور پی لیا کرو۔ کیوں کہ پڑھنے میں زیادہ اثر ہے اور حدیث سے بھی تعویذ (صرف) چھوٹے بچوں کے لیے ثابت ہے جو پڑھ ہی نہیں سکتے۔ بڑوں کے لیے کہیں ثابت نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عادت تھی کہ جو بچے یاد کرنے کے قابل ہوتے تھے ان کو یہ دعا سکھاتے تھے۔

اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات الخ

اور جو پڑھنے پر قادر نہ تھے ان کے گلے میں (یہ دعا لکھ کر) ڈال دیتے تھے۔ مگر اب عام عادت تعویذ ہی مانگنے کی ہو گئی ہے۔[2]

ایک شخص نے کنٹھ کا تعویذ مانگا۔ فرمایا کہ کنٹھ مادی مرض ہے اس کا علاج کرنا چاہیئے۔ تعویذ کا اثر طبی موقعوں پر اکثر نہیں ہوتا۔ مثلاً بخار کبھی تو بدخوابی فکر رنج یا کوئی چیز کھانے سے ہو جاتا ہے۔ یا جاڑا بخار مادہ ضعیف سے ہوتا ہے تب تو ایک ہی تعویذ سے آرام ہو جاتا ہے۔ اور جہاں مادہ قوی ہوتا ہے وہاں کچھ نہیں ہوتا کیوں کہ عادت کے خلاف ہے۔ قوی مادہ کا علاج طب سے ہی

---

[1] الکلام الحسن ص۹۳، [2] حسن العزیز ص۱۵۶۔

کرنا چاہیئے[1]

دعا اور تعویذ اسی وقت اثر کرتی ہے جبکہ ظاہری تدبیر بھی اختیار کیجائے

ایک شخص حضرت حکیم الامت تھانوی رح سے تعویذ لینے آیا کہ اس کی بہو اس کی اطاعت نہیں کرتی۔ حضرت تھانوی رح نے فرمایا کہ اس کا تعویذ تو یہی ہے کہ اس کو اور اپنے لڑکے کو علیٰحدہ کر دو۔ پھر نہایت درجہ اطاعت گزار ہو جائیگی۔ دوسرے میں تو خود عملیات و تعویذات نہیں جانتا۔ ہاں دعا کرالو۔ مگر اس قسم کے امور میں دعا، تعویذ کا اثر اتنا ہی ہے کہ اگر کوئی شخص تدبیر کرے۔ تو یہ اس میں معین (ومددگار) ہو جاتے ہیں باقی محض تعویذ اور دعا، پر اکتفا کرنے سے کچھ بھی نفع نہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص چاہے کہ میرے اولاد ہو اور نکاح نہ کرے یا چاہے کہ مجھے کھیتی میں بہت سا اناج مل جائے اور کھیتی نہ کرے، یا چاہے کہ مجھے خوب نفع ہو (دکان خوب چلے) اور تجارت نہ کرے۔ بلکہ ان سب کے بجائے بزرگوں سے دعا کرایا کرے اور تعویذ لے کر رکھ لے۔ تو یہ کھلا ہوا جنون اور پاگل پن ہے[2]

مشروع اور مناسب تعویذ

اگر ایسا ہی گلے میں تعویذ ڈالنے کا شوق ہے تو صحیح حدیث میں جو دعائیں آتی ہیں وہ لکھ کر گلے میں ڈالو۔ چنانچہ وہ دعائیں یہ ہیں۔

---

[1] حسن العزیز ص ۴۳۳/۲ ، [2] ملفوظات دعوات عبدیت ص ۹۲/۱۴ ۔

" اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ
بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ اللّٰهُ
يَشْفِيْكَ "۔

مگر چاندی کا تعویذ نہ ہونا چاہئے (کیوں کہ وہ ناجائز ہے)۔[1]

فصل

ناجائز عملیات اور ناجائز تعویذات

ایسے تعویذ جن کے معنی معلوم نہ ہوں اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس چیز کا نقش ہے ناجائز ہیں

بعض الفاظ جن کے معنی معلوم نہ ہوں یا ایسا نقش جس میں ہند سے لکھے ہوں لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ کس چیز کے ہندسے ہیں ایسے نقش و تعویذ کا استعمال ناجائز ہے[2] جیسا کہ اکثر تعویذ لکھنے والوں کا آج کل یہی حال ہے کہ اس نقش کی حقیقت بھی معلوم نہیں ہوتی لیکن ویسے ہی کسی کی تقلید سے یا کسی کتاب و بیاض وغیرہ سے نقل کر کے لکھ دیتے ہیں۔ البتہ جو (عملیات) منصوص ہیں (جیسے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا یا حرز ابی دجانہ) وہ اس سے مستثنیٰ ہیں اگرچہ ان کے معنی معلوم نہ ہوں (تب بھی ان کا استعمال جائز ہے)، اسی طرح کسی معتبر عالم بزرگ سے جو نقش منقول ہو جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ ناجائز نقش نہیں کرتے۔ ان کے بتلائے ہوئے بھی

---

[1] الصبر ملحقہ فضائل صبر و شکر ص۔ [2] "انما تکرہ العوذۃ اذا کانت بغیر لسان العرب ولا یدری ما ھو ولعلہ یدخلہ سحر او کفر او غیر ذالک واما ما کان من القراٰن او شیء من الدعوات فلا بأس بہ" رد المحتار قبیل فصل النظر والمس" التقی ص۲۳ ۔

نقش استعمال کرنا جائز ہوگا۔ اگرچہ اس کے معنی معلوم نہ ہوں واللہ اعلم۔ مرتب ؒ ۱

جس عمل اور تعویذ کے معنی خلاف شرع ہوں وہ ناجائز ہے

جن عملیات وتعویذات کے معنی خلاف شرع ہوں ان کا استعمال ناجائز ہے۔
مشکوٰۃ شریف کتاب الطب میں حضرت عوف ابن مالک الاشجعی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے زمانہ جاہلیت میں رقیہ یعنی جھاڑ پھونک کرتے تھے۔ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا،

"اعرضوا علیّ رقاکم لا بأس بالرقی مالم یکن فیہ شرک"

"کراپنے عملیات (جھاڑ پھونک منتر) مجھ پر پیش کر۔ جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو"

یہ حدیث اس مضمون میں صریح ہے۔

آج کل بہت لوگ اس میں بھی مبتلا ہیں۔ مثلاً (ایسے عملیات کرتے ہیں جن میں) کسی مخلوق کو ندا ہوتی ہے خواہ پڑھنے میں یا لکھنے میں جیسے بعض تعویذوں میں اجب یا جبرائیل یا میکائیل ہوتا ہے۔ اور کسی عمل میں یا دردائیل یا کلکائیل ہوتا ہے (او)ر بعض لوگ "یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ" کا ورد کرتے ہیں۔ یا مثلاً بعض تعویذوں میں گو ندا و دعا نہیں ہوتی بلکہ کسی بزرگ کا

---

۱ التقی فی احکام الرقی ص ۲۳۔

توسل ہوتا ہے یا ان کے نام کی نذر و نیاز ہوتی ہے (اور نذر و نیاز جائز بھی ہے) لیکن اس کے اثر مرتب ہونے میں ان بزرگوں کا دخل بھی سمجھتے ہیں۔ یہ سب شرعاً ممنوع اور باطل ہے۔ ایسے ہی عوارض کی وجہ سے حدیثوں میں آیا ہے کہ،

"إن الرقي والتمائم والتولة شرك ـ رواه ابوداؤد ـ كذا في المشكوٰة كتاب الطب"۔

(یعنی جھاڑ پھونک اور عملیات شرک ہیں اس سے اسی قسم کے عملیات مراد ہیں)۔

اسی طرح وبا اور ایسی ہی بیماری میں بھیٹ کے اعتقاد سے بکرا ذبح کرتے ہیں جو کہ شرک ہے[1]

عملیات کرنے تعویذات لکھنے کے بعض غلط طریقے

مرغ کے خون سے تعویذ لکھنا۔

بعض لوگ خون سے تعویذ لکھتے ہیں اور بعض لوگ اس کے لیے طالب سے مرغا لیتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ اس کے خون سے تعویذ لکھا جائے گا) سو (یاد رکھو!) شریعت میں بہنے والا خون پیشاب کی طرح ناپاک ہے۔ اس سے تعویذ لکھنا کس قدر بری بات ہے۔ اور ایسا تعویذ اگر بازو پر باندھا ہو یا جیب میں پڑا ہو تو نماز بھی درست نہ ہوگی۔ اور اس بہانہ سے مرغا لینا یہ خود دھوکہ دینا ہے جس کی وجہ سے اس کی برائی اور بڑھ جاتی ہے۔[2]

---

[1] التقی فی احکام الرقی ص۲۵۔ [2] " ص۳۲

بعض چیزوں کے کھانے سے پرہیز کرنا

۱۔ بعض عملیات میں ترک حیوانات وغیرہ ہوتا ہے (مثلاً یہ کہ گوشت نہ کھائیں گے وغیرہ وغیرہ) کسی خاص عمل کی مصلحت کی بنا پر ترک کرنا اس میں تو کوئی ملامت نہیں لیکن (ہوتا یہ ہے کہ) اکثر عامل یا دیکھنے والے اس ترک (اور پرہیز) کو موجب تقرب الی اللہ (یعنی اللہ کے قرب کا ذریعہ) اور طاعت مقصودہ سمجھنے لگتے ہیں۔ ایسا اعتقاد بدعت سیئہ اور ضلالت محضہ اور سنت حقہ کی مخالفت ہے۔

تصویر دار تعویذ

۲۔ اسی طرح بعض عملیات میں تصویریں بنائی جاتی ہیں (یا تعویذ اس طرح لکھا جاتا ہے جس سے ذی روح کی تصویر بن جاتی ہے) یہ سب حرام ہے۔

۳۔ بعض عملیات میں قرآن الٹا پڑھتے ہیں، اور بعض عملیات میں قرآن کے اندر اور دوسری عبارتیں اس طور سے داخل کرتے ہیں کہ نظم قرآنی مختل ہو جاتا ہے۔ یہ سب حرام اور معصیت ہے۔

۴۔ بعض عامل صاحب جن (یعنی مریض) کو پتھر وغیرہ مارتے ہیں جس میں ایذاء اہانت و ظلم ہے جو کہ حرام ہے[1]

طریقہ استعمال میں تعویذ کی بے ادبی

چوراہے یا راستہ میں تعویذ دفن کرنا

بعض تعویذوں کے استعمال کا طریقہ ایسا بتلایا جاتا ہے جس میں ان کی بے ادبی

---

[1] التقی فی احکام الرقی ص۳۳۔

ہوتی ہے۔ روایت[1] مذکورہ سے اس کا ممنوع ہونا ثابت ہے۔ مثلاً کوئی تعویذ کسی کے آنے جانے کی جگہ دفن کیا جاتا ہے تاکہ اس کے اوپر آمد و رفت ہو۔ یا کوئی تعویذ جلایا جاتا ہے۔ اسی طرح اور جس طریقہ سے بے حرمتی وبے تعظیمی ہوتی ہو سب ناجائز ہے[2]۔

ناجائز اغراض ومقاصد کے لیے تعویذ لینا دینا

دونوں ناجائز ہیں

عملیات میں فاسد ناجائز غرض ہو تو اگرچہ وہ عملیات فی نفسہٖ جائز ہوں۔ لیکن اس ناجائز مقصد کی وجہ سے وہ ناجائز ہوجائے گا۔ اس میں بھی بکثرت لوگ مبتلا ہیں (اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں)

۱:۔ کوئی تسخیر کا عمل پڑھتا ہے جس کی حقیقت ہے قلوب کو مغلوب کرلینا جس میں ایک درجہ کا جبر ہوتا ہے (عمل کے ذریعہ سے) ایسا جبر ڈالنا حرام ہوگا۔ خصوصاً جب کہ تسخیر کے ذریعہ کسی ناجائز کام کا ارادہ ہو۔ جیسے کسی عورت وغیرہ کو مسخر کیا جائے[1]۔

۲:۔ بعض لوگ میاں بیوی میں (عمل کے ذریعہ لڑائی اور) تفریق کر دیتے ہیں جو بالکل حرام ہے۔

۳:۔ بعض لوگ شرعی استحقاق کے بغیر اپنے دشمن کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

---

[1] فی درالمختار قبیل فصل النظر والمس یکرہ کتابۃ الرقاع فی ایام النیروز والزاقہا بالابواب لان فیہ اہانۃ لسم اللّٰہ تعالٰی واسم نبیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ص۲۳۱، [2] التقی ص۱۳۶۔

۴۔ یا بعض لوگ مقدمہ کی فتحیابی کا تعویذ سب کو دے دیتے ہیں اگرچہ وہ ناحق پر ہی ہو۔ یا یہ کہ تحقیق نہ کی ہو۔

۵۔ یا یہ کہ (بعض عملیات میں) جنات کو جلایا جاتا ہے جس کی ممانعت حدیث میں وارد ہے۔ مگر یہ کہ واقعی مجبوری ہی ہو جائے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

یہ سب اغراض اور اسی کے مثل دوسرے اغراض سب حرام و معصیت ہیں اس لیے ان اغراض کے واسطے عملیات بھی ناجائز ہوں گے (گو وہ عمل فی نفسہٖ جائز ہو)[1]

شیعوں کا گڑھا ہوا تعویذ

بے شک بعض تعویذ ایسے ہوتے ہیں جو منع کرنے کے قابل ہوتے ہیں ایک تعویذ یہ مشہور ہے۔

لی خمسۃ اطفیٔ بہا حرّ الوباء الحاطمۃ

المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناھما والفاطمۃ

ترجمہ: میرے پاس پانچ تن ایسے ہیں جن سے میں وبا کی حرارت کو توڑتا ہوں۔ جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مرتضیٰ اور ان کے دونوں بیٹے اور حضرت فاطمہ۔

یہ حضرات پنجتن کے نام مبارک ہیں۔ اگر کچھ تاویل نہ کی جائے تو اس کا مضمون شرک ہے۔ اور اگر تاویل کی جائے کہ ان کے وسیلہ سے یہ اللہ تعالیٰ سے سوال اور دعا ہے ———— تو دعا کا ادب یہ ہے کہ نثر میں ہو نظم میں

---

[1] التقی فی احکام الرقی ص۳۴

کیسی دعا۔ اور پھر یہ کہ اگر وسیلہ ہی ہے تو صحابہ اور بھی تو ہیں، ان کا نام کیوں نہیں آیا۔ یہ کسی شیعی کی تصنیف زمن گھڑت ہے۔ ان کو اور حضرات صحابہ سے بغض ہے اس لیے ان کو چھوڑ دیا۔[1]

حضرت علی کے نام کا تعویذ

ایک اور بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ شیعہ تو عام طور سے اور بہت سے سنی بھی نادعلیؓ کا مضمون چاندی کے تعویذ پر نقش کرا کر بچوں کے گلوں میں ڈالتے ہیں۔ تو یاد رکھو نادعلی کا مضمون بھی شرک ہے۔ اس کو چھوڑنا چاہیے اس لیے کہ وہ مضمون یہ ہے:

نادعلیاً مظہر العجائب   تجده عونالك فی النوائب

کل ھم وغم سینجلی بنبوتك یا محمد   وبولایتك یا علی یا علی یا علی

ترجمہ: علی کو پکارو جو مظہر العجائب ہے۔ وہ ہر مصیبت میں تمہاری مدد کرے گا غم والم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری نبوت سے اور اے علی تمہاری ولایت سے ختم ہو جائے گا۔

بعضے سنی بھی اسے بڑے شوق سے گلے میں ڈالتے ہیں سو یہ جائز نہیں ہے۔[2]

---

[1] الصبر فضائل صبر و شکر ص۴۲، [2] ‹‹ ص۵ م ع یعنی علی››

فصــــل

تعویذ لینے میں غلو

بعض لوگ نہ دوا کریں نہ دعا کریں۔ بس جھاڑ پھونک تعویذ گنڈے پر کفایت کرتے ہیں۔ سرسام، دورہ، بخار ہو، زکام ہو ہر بات کا تعویذ مانگتے ہیں۔

یاد رکھو! تعویذ کے دو درجے ہیں۔ ایک درجہ میں تو اس پر اکتفا کرنے میں مضائقہ نہیں اور اکتفاء سے مراد دوا نہ کرنا ہے، نہ کہ دعا نہ کرنا۔ اور وہ ایسے عوارض ہیں جن کی دوا سے تدبیر (علاج) نہ ہو سکے۔ اور اصل میں تعویذ ان ہی میں کیا جاتا ہے (جن کی دوا نہ ہو) اور دوسرے درجہ میں (جن کا علاج موجود ہو) دوا ضروری ہے۔ اور یوں اگر تمام امراض میں بھی (عمل و تعویذ) کرو تو خیر ناجائز تو نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نام میں برکت ہے۔ لیکن تعویذ کے ساتھ دوا بھی کرو۔ اب تو یہ خبط ہو گیا ہے کہ ہر بات کے لیے تعویذ کی درخواست کرتے ہیں۔

ایک عورت میرے پاس آئی کہ میرا لڑکا شرارت بہت کرتا ہے کوئی تعویذ دیدو میں نے کہا کہ اس کا تعویذ تو ڈنڈا ہے۔ تھوڑے دنوں میں یہ بھی کہنے لگیں گے کہ کوئی ایسا تعویذ دو جس سے روٹی بھی نہ کھانا پڑے۔ آپ سے آپ پیٹ بھر جایا کرے میرا دل ان تعویذوں سے بہت گھبراتا ہے[۱]۔

---

[۱] وعظ الصبر ملحقہ فضائل صبر و شکر ص ۴۵۔

تعویذ میں غلو۔ ہر کام کا تعویذ اور ہر مرض میں آسیب کا شبہ

فرمایا آج کل تعویذ گنڈوں کے بارے میں عوام کے عقائد میں بہت غلو ہو گیا ہے۔ خصوصاً دیہاتی لوگ تو ہر مرض کو آسیب ہی سمجھتے ہیں۔

ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ میری اولاد نہیں ہوتی تعویذ دے دو۔ میں نے کہا کہ اگر تعویذ سے اولاد ہوا کرتی تو کم از کم میرے ایک درجن اولاد ہوتی۔ حالانکہ ایک بھی نہیں۔ میں ان تعویذوں سے بڑا گھبراتا ہوں [1]

ایک پہلوان نے بمبئی سے خط لکھا تھا کہ کشتی کے لیے ایک تعویذ دے دو تاکہ میں غالب رہا کروں، میں نے لکھا کہ اگر دوسرا بھی ایسا ہی تعویذ لکھوا لے تو پھر تعویذوں میں کشتی ہو گئی۔ اگر عوام کے عقائد کی یہی حالت رہی اور تعویذوں کی یہی رفتار رہی۔ تو شاید چند روز میں لوگوں کے ذہن میں نکاح کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ اس لیے کہ نکاح میں تو بکھیڑا ہے وقت صرف ہوتا ہے۔ قسم قسم کی کوشش میں تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ مال صرف ہوتا ہے، نان و نفقہ لازم ہوتا ہے غرض بڑے بکھیڑے ہیں۔ یہ درخواست کیا کریں گے کہ ایسا تعویذ دے دو کہ عورت کے بغیر اولاد ہو جایا کرے۔ بھلا کس طرح اولاد ہو جایا کرے گی۔

آدم علیہ السلام کی پسلی سے تو حضرت حوا پیدا ہو گئیں۔ مگر پھر ایسا نہیں ہوا۔ اور یہ اب چاہتے ہیں کہ خلاف معمول اولاد پیدا ہو جایا کرے۔ اگر میں تعویذ پر پانچ روپیہ مقرر کر دوں تو پھر کوئی ایک بھی تعویذ نہ مانگے [2]

---

[1] ملفوظات حکیم الامت ص ۲۰۳ ج ۲ ق ۳، [2] ص ۲۶۰ ج ۲ ق ۵۔

وہم کا اثر

وہم ایسی شئ ہے کہ جب اس کا غلبہ ہوتا ہے تو واقعی اس کا اثر بھی ہوجاتا ہے۔ ہمارے استاد مولانا محمد یعقوب صاحب فرماتے تھے کہ دہلی میں ایک شخص تھا۔ رمضان المبارک میں مسجد میں قرآن سنا کرتا تھا۔ مومن خاں شاعر نے اس نے کہا کہ خاں صاحب جب قرآن میں وہ سورت آئے جو مُردوں پر پڑھی جاتی ہے۔ مجھ کو ایک روز پہلے اطلاع کر دیجئے گا۔ میں اس روز نہ آؤں گا۔ ایک روز مومن خاں نے کہا کہ بڑے میاں وہ سورت تو آج آگئی فوراً اس کو بخار چڑھ آیا اور مُردوں کی طرح گھر جاکر لیٹ گیا اور ایسا وہم سوار ہوا کہ تیسرے دن مرگیا۔

قاری عبداللہ صاحب کی نقل فرماتے ہیں کہ یہاں ایک سال ایک رئیس صاحب حج کرنے کے لیے آئے تھے اتفاق سے ان کی بیوی کو ہیضہ پڑا۔ نئی نئی شادی کی تھی بیوی کو بہت چاہتے تھے۔ نواب صاحب کو بے انتہا گھبراہٹ ہوئی حتی کہ اسی غم میں ان کی روح پرواز کر گئی۔ اور بیوی صاحبہ اچھی خاصی ہو گئیں۔ ظہر کے وقت نواب صاحب کا جنازہ حرم میں آیا۔ ہم کو افسوس ہوا کہ مریضہ مرگئیں نواب صاحب کو کیسا رنج ہوگا۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ نواب صاحب کا جنازہ ہے

لہ التہذیب ملحقہ فضائل صوم وصلوٰۃ ص۵۰

بجائے علاج کے تعویذ کا رجحان زیادہ کیوں ہے

ایک صاحب نے کسی مرض کے لیے تعویذ کی درخواست کی، اور یہ بھی عرض کیا کہ فلاں مرض ہے مگر آسیب (جنات) کا بھی شبہ ہے۔ اور ایسی حالت ہے۔ حضرت نے سن کر فرمایا کہ کسی ڈاکٹر سے مرض کا علاج کراؤ۔ ایسی حالت میں جب کہ مرض کا غالب احتمال ہے۔ تعویذ نہ دوں گا۔

تعویذ دینے میں یہ خرابی ہوگی کہ علاج کی طرف سے بالکل بے فکری ہو جائیگی سو ایسی حالت میں اگر تعویذ دے دیا جائے تو اس کی مصلحت کو تو دیکھا اور مفسدہ کو نہ دیکھا۔

اکثر عوام خصوصًا دیہاتی (بلکہ اب تو پڑھے لکھے لوگ بھی) ہر مرض کو آسیب ہی کہنے لگتے ہیں۔

اور ان تعویذوں کا تختۂ مشق مجھ کو اس لیے زیادہ بنایا جاتا ہے کہ میں کچھ لیتا نہیں۔ اگر میں ہر تعویذ سوا روپیہ لینے لگوں تو پھر حکیم صاحب کے پاس جانے لگیں گے کیوں کہ وہاں پچاس پیسے کا نسخہ ہوگا۔ تو جہاں خرچ کم ہوگا وہی کام ہوگا (عموماً زیادہ تعویذ کی فرمائش وہیں ہوتی ہے جہاں کچھ لیا نہیں جاتا ورنہ کم سے کم تعویذ لیتے ہیں)[1]

---

[1] ملفوظات حکیم الامت ص۳۲۴ ق ۲۔

تعویذ کے سلسلہ میں عوام کی غلط فہمی

فرمایا لوگ وبا کے زمانہ میں دروازوں میں دعا وغیرہ لکھ کر چپکاتے ہیں یہ جائز تو ہے مگر اس سے کیا نفع۔ جب وبا گھر کے اندر گھسی ہوئی ہے تو باہر چپکانے سے کیا ہوگا۔ گناہ تو گھر کے اندر کر رہے ہو جو وبا کا سبب ہے اور دعا باہر چپاں کر رہے ہو گو چپاں کرنا گناہ تو نہیں مگر اصل چیز تو اعمال کی اصلاح ہے۔ اور عملیات کے معتقدین میں لوگ تعویذ کے طالب زیادہ ہیں۔ وظیفہ پڑھنے کے کم۔ اور وجہ یہ ہے کہ لوگوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ تعویذ تو ہر وقت بندھا رہتا ہے۔ جب تک بندھا رہے گا بلا پاس نہ آئے گی۔ بخلاف وظیفہ کے کہ وہ ہر وقت نہیں پڑھا جاتا جہاں وظیفہ بند ہوا۔ اور بلا مسلط ہوئی۔ عوام کا یہی خیال ہے [لیکن یہ خیال غلط ہے کیوں کہ اصل تو پڑھنا ہے تعویذ تو ان پڑھ لوگوں کے لیے ہوتا ہے][1]

طاعون اور بارش کا تعویذ

بعض لوگ طاعون کا تعویذ اور نقش مانگتے ہیں۔

صاحبو! طاعون میں تعویذ تو جب کارآمد ہو جب کہ طاعون باہر سے آیا ہو۔ طاعون تو تمہارے گھر کے اندر ہے اور اندر ہونے سے یہ نہ سمجھو کہ طاعون چوہوں سے ہوتا ہے۔ چوہوں بچاروں سے کیا طاعون آتا ہے۔ ایک اور چوہا ہمارے اندر ہے وہ طاعون کا اصلی سبب ہے۔ اس چوہے کا نام نفس ہے۔ جو رات دن ہم سے گناہ کراتا ہے۔ اور گناہوں ہی سے وبا آتی ہے۔ یہ مطلب

---

[1] الکلمۃ الحق ص۱۵۱۔

ہے اندر ہونے کے۔ جب یہ ہے تو پھر تعویذوں سے کیا ہوتا ہے۔ طاعون کا جو اصلی سبب ہے یعنی معصیت اور گناہ کے کام اس کا علاج کرو۔

بعض لوگ بارش کے لیے بھی تعویذ کرتے ہیں۔ کسی نے اس کے لیے چہل کاف یاد رکھا ہے۔ اور یہ چہل کاف حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں۔ عملیات کے اندر اگر وہ حد شرعی میں ہوں تو خرابی تو نہیں مگر لوگوں کا عقیدہ عملیات کے ساتھ اچھا نہیں اس لیے بالکل ہی چھوڑ دیں، تو اچھا ہے۔ بجائے اس کے مسنون تدبیریں اختیار کریں۔ بارش روکنے کے حروف بھی مشہور ہیں۔ اگر ان عملیات کے بعد بارش ہو جائے یا رک جائے تو کوئی تعجب نہیں ہے۔ اس لیے کہ بارش کرنے والے اور روکنے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں۔ وہ جب جب چاہیں روک دیں۔ مگر اس سے اس میں تعویذ کا دخل ثابت نہیں ہوتا[۱]

شریر لڑکے کے لیئے تعویذ

ایک عورت آئی اور کہا کہ میرا لڑکا شرارت بہت کرتا ہے کوئی تعویذ دے دو میں نے کہا کہ اس کا تعویذ ڈنڈا ہے۔ تھوڑے دنوں میں یہ بھی کہنے لگیں گے کہ کوئی ایسا بھی تعویذ دو کہ جس سے روٹی بھی نہ کھانا پڑے۔ آپ سے آپ پیٹ بھر جایا کرے۔

میرا دل ان تعویذوں سے بہت گھبراتا ہے۔ چار ورق کا خط لکھنا مجھ کو آسان ہے مگر تعویذ کی دو لکیریں کھینچ دینا مشکل ہے۔ میں تعویذوں کو حرام نہیں کہتا لیکن ہر جائز سے رغبت ہونا بھی تو ضروری نہیں ہے[۲]

۱۔ الصبر لحقہ فضائل صبر و شکر ص۴۸ ۔ ۲۔ ۔ ص۴۶

شوہر کی اصلاح کے لیئے وظیفہ یا تعویذ

فرمایا ایک عورت کا خط آیا۔ شوہر کی کچھ شکایتیں لکھ کر لکھا ہے کہ اگر میں ان کو منع کرتی ہوں تو بہت زجر و توبیخ (سختی) سے پیش آتا ہے۔ کوئی ایسا تعویذ یا وظیفہ بتا دیجیے، جس سے اس کی اصلاح ہو جائے۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ اگر کہنے میں نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو نہایت نرمی اور خوشامد سے کہہ دیا کرو، ورنہ کہو ہی مت۔ مجبوری ہے۔

پھر فرمایا کہ کہیں وظیفوں اور تعویذوں سے اصلاح ہوتی ہے؟ جو شخص اپنی اصلاح خود نہ چاہے اس کی اصلاح مشکل ہے [۱]

ایک صاحب میرے پاس آئے اور اس بات کے لیے تعویذ مانگا کہ میں نماز کا پابند ہو جاؤں۔ میں نے کہا کہ جناب اللہ تعالیٰ کے کلام میں تو سب کچھ اثر ہے لیکن مجھ کو ایسا تو کوئی تعویذ لکھنا آتا نہیں کہ اس میں ایک سپاہی لپیٹ کر آپ کو دیدوں اور وہ نماز کے وقت اس میں سے ڈنڈا لے کر نکلے اور کہے کہ اٹھو نماز پڑھو۔ ہاں البتہ ایک تدبیر بتلا سکتا ہوں جس سے آپ چار ہی روز میں نماز کے پورے پابند ہو جائیں گے۔ لیکن وہ تدبیر صرف پوچھنے کی نہیں عمل کرنے کی ہے۔ آپ ایسا کیجیے کہ ایک نماز قضاء ہو تو ایک فاقہ کیجیے (ایک وقت کھانا نہ کھایئے) دو قضا ہوں تو دو فاقہ کیجیے۔ تین قضاء ہوں تو تین فاقے کیجیے۔ چار ہوں، تو چار۔ پھر دیکھیے جو ایک نماز بھی قضا ہو۔ وہ صاحب چوں کہ واقعی طالب تھے انہوں نے ایسا ہی کیا وہ کہتے تھے کہ واقعی میں تین چار ہی روز میں پورا پابند ہو گیا [۲]

---

[۱] ملفوظات مقالات حکمت ص۱۳۵ ۔ [۲] ملفوظات حکیم الامت ص۲/۲ ج۲ ۔

جھگڑا ختم کرنے اور شوہر کو مہربان کرنیکی عمدہ تدبیر

کسی بزرگ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ ایسا تعویذ دے دیجئے کہ میرا خاوند مجھے کچھ نہ کہا کرے۔ انہوں نے پانی پر جھوٹ موٹ چھو کر کے دے دیا اور کہا کہ پانی بوتل میں رکھ لینا جس وقت خاوند آیا کرے، اس میں سے تھوڑا پانی اپنے منہ میں لے کر بیٹھ جایا کرو۔ اور وہ جب چلا نہ جائے منہ میں لئے رہا کرو۔ بس وہ (شوہر) پانی پانی ہو جائے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ عورت ان بزرگ کے پاس نذرانہ لائی اور کہا کہ حضرت اب تو وہ مجھے کچھ بھی نہیں کہتے۔ ان بزرگ نے مسکرا کر فرمایا وہ تو ایک ترکیب تھی، کوئی جھاڑ پھونک نہ تھی۔ مجھ کو قرائن (اندازہ) سے معلوم ہو گیا تھا کہ تو زبان دراز ہے۔ اس وجہ سے خاوند سختی کرتا ہے۔

میں نے زبان روکنے کے لئے یہ ترکیب کی تھی۔ بس اب زبان درازی مت کرنا۔ یہ روپیہ اور مٹھائی میں نہیں لیتا۔ واقعی زبان بڑی آفت کی چیز ہے[1]

---

[1] الافاضات الیومیہ صـ ۳۴۳ ج۔

تعویذ کا ایک بڑا نقصان

فرمایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو لوگ تعویذوں پر بھروسہ کر لیتے ہیں اور طاعون (یا کسی وبا) کے زمانہ میں اپنی اصلاح کی اور اعمال کی درستگی نہیں کرتے تو تعویذ سے کوئی خاص نفع تو ان کو ہوتا نہیں۔

میں تعویذ سے منع نہیں کرتا مگر اس میں یہ ڈر ضرور ہے کہ اس سے اکثر بے فکری ہو جاتی ہے کہ فلاں بزرگ نے تعویذ دے دیا ہے بس وہ کافی ہے۔ پھر اس کے بعد اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتے[1]

آنکھوں کی روشنائی کے لیے کسی بزرگ کے مزار کی مٹی کا سرمہ

فرمایا ایک صاحب کا خط آیا ہے اور لکھا ہے کہ میں آنکھوں کا مریض ہوں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے مرید نے کہا ہے کہ مولانا کے قبر کی مٹی سرمہ کی جگہ آنکھوں میں لگاؤ ـــــــــ میں نے جواب لکھا کہ کہیں رہی سہی بقیہ بینائی بھی نہ جاتی رہے۔ اور فرمایا لوگوں میں کس قدر غلو ہے[2]

ذہن تیز ہونے کے لیے تعویذ کی فرمائش

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ذہن کے لیے تعویذ کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ ذہن کا تعویذ نہیں ہوتا۔ ذہن فطری چیز ہے۔ البتہ قوت حافظ قوت دماغ

---

[1] ملفوظات دعوات عبدیت ص۱۴۲، [2] ملفوظات حکیم الامت ص۲۶۶۔

پر موقوف ہے۔ اس میں اگر کمی ہے تو اس کا علاج طبیب (ڈاکٹر) کر سکتا ہے [۱]

فصل : تعویذ میں اثر کیوں ہوتا ہے

جھاڑ پھونک کی حقیقت یہ ہے کہ عامل کی یقین کی قوت سے اس میں اثر ہوتا ہے خواہ وہ رقیہ (جھاڑ پھونک) کچھ بھی ہو۔

اس لئے جس رقیہ (عمل و تعویذ) کے معنی معلوم نہ ہوں۔ یا اس کے معنی خلاف شرع ہوں اس کو پڑھ کر جھاڑ پھونک نہ کرے۔ کیوں کہ نفع اس پر موقوف نہیں (اس کے بغیر بھی نفع ہو سکتا ہے۔ نیز دوسرے جائز عملیات سے بھی نفع حاصل کیا جا سکتا ہے)۔ دوسرے رُقیہ میں اللہ کی رضا مندی کا پختہ ارادہ کرے وہ بھی نافع ہوتا ہے [۲]

تعویذ میں الفاظ کا اثر ہوتا ہے یا حسن اعتقاد کا

ایک صاحب نے سوال کیا کہ حضرت! تعویذ میں الفاظ کا اثر ہوتا ہے یا تعویذ لینے والے کے (عقیدہ اور) خیال کا ؟ فرمایا دونوں کا تھوڑا تھوڑا اثر ہو سکتا ہے۔ اصل قاعدہ کی رو سے دونوں ہی چیزیں مؤثر ہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ بعض عامل قوت خیالیہ سے مرض کو سلب کر لیتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ ایک مستقل فن ہے۔ مگر اس میں خرابی یہ ہے کہ لوگ ایسے شخص کو بزرگ سمجھنے لگتے ہیں۔ اور اگر یہ عامل عامی شخص (یعنی جاہل) اور غیر محقق ہے تو یہ بھی اپنے کو بزرگ سمجھنے لگتا ہے۔ اس میں دین کے لیے بڑا فتنہ ہے اور

---

[۱] ملفوظات حکیم الامت ص۱۵۵ ج۳، [۲] ملفوظات دعوات عبدیت ص۱۲ ج۱۴۔

آج کل انہی وجوہات کی بنا پر گمراہی کا دروازہ کھلا ہے[1]

تعویذ میں حقیقۃً مؤثر حقیقی قوت خیالیہ ہوتی ہے کبھی عامل کی اور کبھی معمول کی (تعویذ لینے والے کی) باقی پڑھنا لکھنا تو اکثر قوت خیالیہ کے لیے معین ہوتا ہے[2]

حضرت تھانویؒ کی ایک تحقیق

عورتوں کا سحر زیادہ مؤثر اور قوی ہوتا ہے اور اس میں ایک راز ہے جو فلسفہ کے مسئلہ پر مبنی ہے۔ الفاظ و کلمات کا اس میں زیادہ دخل نہیں (گو کچھ تو ضرور ہی ہوتا ہے) مگر چونکہ قیود (پابندی) کے بغیر خیال میں قوت اور یکسوئی پیدا نہیں ہوتی اسلیے اس کے لیے کچھ کلمات و الفاظ مقرر کر لیے جاتے ہیں اور عامل کے ذہن میں یہ بات جمادی جاتی ہے کہ ان الفاظ ہی میں یہ اثر ہے جس سے اس کا خیال مضبوط ہو جاتا ہے کہ جب میں یہ الفاظ پڑھوں گا فوراً اثر ہو گا۔ چنانچہ اثر ہو جاتا ہے۔ لیکن دراصل وہ خیال کا اثر ہوتا ہے، ان الفاظ کا نہیں ہوتا۔

لیکن یہ اعتقاد (کہ الفاظ میں اثر نہیں) عامل کے مقصود کے لیے مضر ہے۔ اگر عامل یہ سمجھنے لگے کہ ان الفاظ میں کچھ تاثیر نہیں تو اس کے عمل کا کچھ بھی اثر نہ ہو گا۔ کیوں کہ اس اعتقاد کے بعد اس کا خیال کمزور ہو جائے گا۔ کہ نہ معلوم اثر ہو گا یا نہیں۔ اس لیے عامل کے واسطے یہ جہل مرکب (یعنی جاہل ہونا) ہی مفید ہوتا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ الفاظ میں اثر نہیں بلکہ اس کا مدار توجہ پر ہے۔ پھر بعض آدمی تو فطری (پیدائشی) طور پر متصرف ہوتے ہیں ان کو اپنے خیال میں یکسوئی حاصل کرنے کے لیے خاص اہتمام اور زیادہ مشق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور بعض

---

[1] ملفوظات حکیم الامت ص ۲۶۵ ج ۳، [2] الکلام الحسن ص ۲۰۱۔

لوگ مشق سے صاحب تصرف ہو جاتے ہیں [اسی لیے] میں کہتا ہوں کہ ان عملیات اور سحر وغیرہ کا مدار خیال پر ہے۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ سحر وغیرہ کا مدار تخیل [قوت خیال] پر ہے تو اب یہ سمجھیے کہ عورتوں کا تخیّل [یعنی خیالی قوت] مردوں سے بڑھا ہوا ہوتا ہے کیونکہ اوّل تو ان کو عقل کم ہوتی ہے اور کم عقل آدمی کو جو کچھ بتلا دو وہ اس کے خیال میں جلدی جم جاتا ہے۔ اُسے مخالف جانب کا وہم ہی نہیں ہوتا۔

دوسرے ان کی معلومات بھی بہ نسبت مَردوں کے کم ہوتی ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جس کی معلومات کم ہوتی ہیں اس کا خیال زیادہ منتشر نہیں ہوتا[1]

تعویذ کے موثر ہونے میں عامل کی قوت خیالیہ اور حسن اعتقاد کا زیادہ اثر ہوتا ہے

فرمایا تعویذ کے متعلق میرا خیال ہے کہ گو بعض کلمات میں بھی برکت ہے لیکن زیادہ تر دخل عامل کی قوت خیالیہ کا ہوتا ہے۔ اور جس کو تعویذ دیا جاتا ہے [اسکے اعتقاد کو بھی کافی دخل ہے] اس کے اعتقاد کی وجہ سے خود اس کی قوت خیالی سے بھی تقویت ہو جاتی ہے۔ اور وہ بھی اثر رکھتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ عمل پڑھتے وقت مطلوب [یعنی اپنے مقصد] کا تصور رکھو۔ اور وہ موثر ہوتا ہے۔ پڑھنا پڑھانا اکثر حیلہ ہوتا ہے خود تصور خیالی ہی مُؤثر ہو جاتا ہے[2]

---

[1] التعمیم التبلیغ صہ ۲۱ ، [2] ملفوظات دعوات عبدیت صہ ۱۹/۱۲۱ ۔

فرمایا عملیات میں اصل اثر خیال کا ہوتا ہے۔ باقی کلمات وغیرہ سے یہ خیال مضبوط ہو جاتا ہے کہ اب ضرور اثر ہوگا۔ گو عامل کو اس تحقیق کا پتہ بھی نہ ہو[1]

(خلاصہ یہ کہ) عملیات میں تھوڑا تھوڑا دونوں کا اثر ہوتا ہے۔
یعنی خود الفاظ کا بھی اور عامل کے خیال کا بھی مگر یہ ممکن ہے کہ ایک کا زیادہ اثر ہوتا ہو ایک کا کم۔ (جس کی جیسی قوت اور جیسے الفاظ ہوں واللہ اعلم)[2]

مشاق عامل کا تعویذ زیادہ مؤثر ہوتا ہے

ایک صاحب نے عرض کیا کہ میری عزیزہ پر آسیب کا اثر ہے اس کے لیے تعویذ کی ضرورت ہے۔ فرمایا یہ کام عامل کا ہے۔ میں اس فن سے واقف نہیں۔ گو میں تعویذ لکھ دوں گا انکار نہیں مگر اس کا اتنا نفع نہ ہوگا جتنا کسی عامل کے تعویذ سے نفع ہوتا ہے۔

(کیوں کہ) عملیات میں اصل موثر چیز عامل کا خیال ہے جو اس کو کرتا رہتا ہے اور مشاق ہو جاتا ہے اکثر فوراً اس کا اثر مرتب ہو جاتا ہے۔ بخلاف غیر مشاق کے کہ اس کا اس قدر اور جلد نفع نہیں ہوتا۔ اور مجھ کو تو اس فن سے بالکل مناسبت نہیں[3]

---

[1] الکلام الحسن ص۱۳ ، [2] ملفوظات حکیم الامت ص۲۲ ج ۲ ، [3] " ص۹۵ ج ۵ ۔

باب ۱۱

آدابُ التعویذ

۱۔ بے وضو قرآنی آیت کا یا طشتری پر لکھنا جائز نہیں۔

۲۔ بلا وضو اس کاغذ یا طشتری کو چھونا جائز نہیں۔ پس چاہیے کہ لکھنے والا اور طشتری یا تعویذ کا ہاتھ میں لینے والا سب باوضو ہوں۔ ورنہ سب گنہگار ہوں گے[1]

تعویذ کا ادب یہ ہے کہ اسکو کاغذ میں لپیٹ دیا جاوے

فرمایا میرا معمول یہ ہے کہ میں تعویذ پر ایک سادہ کاغذ لپیٹ دیتا ہوں۔ تاکہ لینے والے کو بے وضو تعویذ کا چھونا جائز رہے[2]

---

۱ اعمال قرآنی ص۱۲ ، ۲ ملفوظات حکیم الامت ص۲۴۳ ق ۱

کیا تعویذ پڑھنے سے اس کا اثر کم ہو جاتا ہے

ایک عالم صاحب کے سر میں شدت کا درد ہوا۔ انہوں نے ایک درویش صوفی صاحب سے تعویذ لیا۔ اس کے باندھتے ہی فوراً درد جاتا رہا۔ بڑا تعجب ہوا تعویذ کھول کے دیکھا تو اس میں صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ ان کے خیال میں یہ بات آئی کہ یہ تو میں بھی لکھ سکتا تھا اس خیال کے آتے ہی فوراً درد شروع ہو گیا۔ اب لاکھ تعویذ باندھتے ہیں اور کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ اسی لیے اکثر تعویذ دینے والے تعویذ کو کھول کر دیکھنے سے منع کیا کرتے ہیں تاکہ اعتقاد کم نہ ہو[1]

دریافت کرنے پر فرمایا کہ تعویذ کے نہ پڑھنے کا اثر میں بھی کچھ واقعی دخل ہے۔ کیوں کہ ابہام میں عقیدہ زیادہ ہوتا ہے ورنہ پڑھ لیا جائے تو معمولی سی چیز معلوم ہوتی ہے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم جانتے تھے۔ اور عقیدہ کو اثر میں دخل ہے اور تعویذوں میں تو بہت دخل ہے[2]

جب تعویذ کی ضرورت باقی نہ رہے تو کیا کرنا چاہیئے

جب تعویذ کی ضرورت نہ رہے بہتر ہے کہ اس تعویذ کو دھو کر وہ پانی کسی پاک جگہ چھوڑ دے[3]

جب تعویذ سے کام ہو چکے تو اس کو قبرستان میں کسی احتیاط کی جگہ دفن کر دے[4]

---

[1] تقلیل المنام بصورۃ الصیام ملحقہ برکات رمضان صـ۱۰۱ ، [2] حسن العزیز صـ۵۱۵ ۔

[3] التقی فی احکام الرقی صـ۲۴ ۔ [4] اعمال قرآنی صـ۲ ۔

استعمال شدہ تعویذ دوسرے کو بھی دیا جاسکتا ہے

ایک شخص نے پوچھا کہ اگر تعویذ سے فائدہ ہو جائے (اور اب اس کی ضرورت نہ ہو) تو دوسرے کو دے دیں (تاکہ اس کے کام آجائے)؟ فرمایا ہاں۔ باسی تھوڑا ہی ہو جائے گا (البتہ جن تعویذ میں خاص طور پر کسی کا نام لکھا جاتا ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہوں گے مگر یہ کہ اس دوسرے شخص کا بھی وہی نام ہو)[1]

فکر اور غصہ کی حالت میں تعویذ نہ لکھنا چاہیئے

میں غصہ اور تشویش کی حالت میں تعویذ نہیں لکھا کرتا کیوں کہ تعویذ میں قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہے (جو یکسوئی سے حاصل ہوتا ہے) اور اسوقت یکسوئی ہوتی نہیں اس لیے کہہ دیتا ہوں کہ اثر نہ ہوگا۔ اگر اثر منظور ہو تو پھر آنا[2]

تعویذ لینے والے کو پوری بات کہنا چاہیئے کہ کس چیز کا تعویذ چاہیئے، بچے زندہ رہنے کے تعویذ کی فرمائش

ایک شخص نے تعویذ مانگا مگر یہ نہیں کہا کہ کس چیز کا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ یہ کام بھی میرا ہے کہ یہ دریافت کروں کہ کس مرض یا کس ضرورت کے لیے تعویذ چاہیئے؟ ارے بھائی جہاں جس کام کو جایا کرتے ہیں پوری بات کہا کرتے ہیں۔ اب بتلاؤ کس چیز کا تعویذ چاہیئے؟

عرض کیا کہ بچے زندہ نہیں رہتے۔ فرمایا بندۂ خدا پہلے ہی بات کیوں نہیں

---

[1] ملفوظات جدید ملفوظات ص۱۳۲، [2] الکلام الحسن ص۲۰۱۔

کہی تھی۔ زبان سے کہنے میں کون سی مشکل بات ہے۔

بھائی مجھے ایسا تعویذ نہیں آتا جس سے بچے زندہ رہا کریں۔ اور حضرت عزرائیل علیہ السلام پر بھی پہرہ ہو جائے۔ کسی مرض کے لیے ضرورت ہو یا کسی حاکم کے سامنے جانا ہو ان کے لیے تو تعویذ ہوا کرتے ہیں۔ موت کے روکنے کے لیے بھی کہیں تعویذ سنا ہے؟[1]

غصہ اور بد دلی کے ساتھ لکھا ہوا تعویذ کم فائدہ کرتا ہے

تجربہ ہے کہ عامل اگر بد دلی یا بے توجہی سے تعویذ لکھے تو اس کا اثر نہیں ہوتا عامل کی قوت خیالیہ کو اس میں بڑا دخل ہے۔[2]

وہ شخص جو تعویذ لینے آیا تھا کئی مرتبہ جی میں آیا کہ کہہ دوں کہ نفع نہیں ہوگا کیوں کہ اس نے طبیعت کو منقبض کر دیا تھا۔ لیکن چونکہ تعویذ کا معاملہ تھا اس لیے کہنے سے رک گیا۔[3]

تعویذ کے لیے وقت مقرر کرنا

ایک دیہاتی شخص نے آکر تعویذ مانگا۔ فرمایا کہ صبح کے وقت تعویذ دینے کا معمول نہیں۔ ظہر کی نماز کے بعد تعویذ ملتا ہے اس وقت آجانا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ تعویذ لکھ دوں گا۔[4]

---

[1] ملفوظات حکیم الامت ص۳۷ ق۱، [2] ص۳۳ ج۲، [3] حسن العزیز ص۳۲۵ ج۱، [4] ملفوظات حکیم الامت ص۲۲۳ ق۵۔

ناوقت تعویذ دینے سے انکار

ایک شخص نے تعویذ مانگا (حضرت رحمہ نے) اس کو ایک معین وقت پر آنے کو کہہ دیا۔ وہ دوسرے وقت آیا۔ اور آکر تعویذ مانگا۔ اور کہا کہ مجھ کو آپ نے بلایا تھا اس لیے اب آیا ہوں۔ اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کس وقت بلایا تھا۔

میں نے پوچھا کہ بھائی کس وقت آنے کو کہا تھا؟ تب اس نے وقت بتلایا۔ میں نے کہا کہ اب تو دوسرے کام کا وقت ہے جس وقت بلایا تھا اسوقت آنا چاہیئے تھا۔ اس نے کسی کام کا عذر کیا۔ میں نے کہا کہ جس طرح تم کو اس وقت (یہاں آنے میں) عذر تھا۔ ہم کو اس وقت (تعویذ لکھنے میں) عذر ہے۔ اب یہ کیسے ہو کہ ہر وقت ایک ہی کام کے لیے بیٹھا رہوں۔ اپنا کوئی کام نہ کروں[1]

ایک صاحب آئے۔ حضرت رحمہ نے دریافت فرمایا۔ کیسے تشریف لائے۔ کچھ فرمانا ہے؟

ان صاحب نے جواب میں کہا جی نہیں۔ ویسے ہی ملاقات کے لیے حاضر ہوا تھا پھر جب جانے لگے۔ مغرب کے بعد فرض وسنت کے درمیان تعویذ کی فرمائش کی فرمایا ہر کام کے واسطے ایک موقع اور محل ہوتا ہے، یہ وقت تعویذ کا نہیں۔ جب آپ تشریف لائے تھے تو میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کیا کام ہے؟ آپ نے فرمایا تھا کہ ویسے ہی ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ اب اس وقت یہ تعویذ کی فرمائش کیسی؟ اسی وقت پوچھنے کے ساتھ ہی آپ کو فرمائش کرنا چاہیئے تھا۔ لوگ اس کو ادب سمجھتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ بڑی بے ادبی ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ دوسرا

---

[1] آداب المعاشرت صفحہ ق ۱۴۔

شخص ہمارا نوکر ہے کہ جس وقت چاہیں فرمائش کریں۔ اس کے حکم کی تعمیل ہونی چاہیے اب آپ ہی ذرا غور سے کام لیجیے کہ مجھ کو اس وقت کتنے کام ہیں۔ ایک تو سنتیں و نوافل پڑھنا۔ پھر بعض ذاکرین، شاغلین کو کچھ کہنا ہے ان کی سننا ہے۔ مہمانوں کو کھانا کھلانا ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں دنیا سے ادب و تہذیب بالکل ختم ہو گئی۔ اب جائیے اور تعویذ کے لیے پھر تشریف لائیے۔

اور یاد رکھیے جہاں جائیے پہلے اپنے مقصد کا ذکر کر دینا چاہیے کہ اس کام سے آیا ہوں، خصوصاً پوچھنے پر تو ضرور بتلا دینا چاہیے۔ میں تو ہر شخص سے آتے ہی دریافت کر لیتا ہوں، تاکہ جو کچھ کہنا ہو کہہ دے اور اس کا حرج نہ ہو۔

اگر وہ کہتا ہے کہ اکیلے میں کہنے کی بات ہے تو میں جب موقع پاتا ہوں علیحدگی میں ان کو بلا کر ان کی بات سن لیتا ہوں۔ اور جب آدمی منہ سے کچھ بولے ہی نہیں تو کیسے خبر ہو سکتی ہے۔ مجھے علم غیب تو ہے نہیں [1]

عین رخصتی کے وقت تعویذ کی فرمائش کرنا تہذیب کے خلاف ہے

ایک صاحب نے جو کئی روز سے ٹھہرے ہوئے تھے عین چلنے کے وقت تعویذ مانگا۔ گاڑی کا وقت بھی قریب تھا۔ حضرت نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کئی روز سے قیام تھا اس وقت کہاں چلے گئے تھے؟ جو عین چلنے کے وقت تعویذ کی ضرورت ظاہر کی۔ لوگوں میں سلیقہ ہی نہیں رہا۔ جس سے کام لینا ہو اس کی سہولت و آرام کا

---

[1] آداب معاشرت ص ۵۰۔

بھی تو لکھا نا رکھنا چاہیے۔[۱]

حالت سفر میں عین چلتے وقت تعویذ کی فرمائش

ایک مرتبہ میں الہ آباد گیا ہوا تھا۔ لوگوں نے تعویذ کی فرمائش ایسے وقت کی کہ وہ عین چلنے کا وقت تھا۔ میں نے کہا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ کاغذ قلم اسٹیشن پر ساتھ لے چلو۔ میں ریل میں بیٹھ کر لکھوں گا۔ اور جب گاڑی چل دے گی۔ کاغذ قلم دوات واپس کر کے میں بھی چل دوں گا۔ چنانچہ ریل میں بیٹھا ہوا لکھتا رہا۔ جب ریل چلی۔ قلم دوات حوالہ کر کے روانہ ہو گیا۔۔۔۔۔۔ اصول سے کام کرنے میں بڑی راحت ملتی ہے۔[۲]

تعویذ لینے والوں کی ظلم وزیادتی

ایک مصیبت یہ ہے کہ تعویذ مانگنے میں لوگ ستاتے بہت ہیں۔ پوری بات نہیں کہتے۔ حتیٰ کہ بار بار پوچھنے پر بھی صاف بات نہیں کہتے۔ اس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

ایک لڑکے نے آکر تعویذ مانگا اور یہ نہیں بتلایا کہ کس چیز کا تعویذ چاہیئے حضرت والا نے فرمایا کہ ابھی سے بدتمیزی کی باتیں سیکھنا شروع کر دیں؟

ایک صاحب نے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ گھر والوں نے تعلیم نہیں دی فرمایا کہ بالکل غلط ہے۔ گھر والے ضرور کہتے ہیں کہ فلاں چیز کا تعویذ لے آؤ۔ اس سے زیادہ بتلانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ سیدھی بات ہے اور سیدھی بات فطری

---

[۱] ملفوظات حکیم الامت ص۲۵۴ ق ۲ ۔ [۲] ص۲۱ ق ۲۔

ہوتی ہے اس کے بتلانے کی کیا ضرورت ـــــــــــ ایک شخص مکان سے تعویذ لینے چلا اور یہ بھی اس کے ذہن میں ہے کہ فلاں چیز کے لئے تعویذ کی ضرورت ہے اور فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اگر خود ہی سب کہہ دے کہ اس کام کا تعویذ چاہیئے اس میں تعلیم کی کون سی ضرورت ہے۔

پھر حضرت والا نے اس لڑکے سے فرمایا کہ تم نے اس وقت بدتمیزی کی جس سے طبیعت سخت پریشان ہوگئی۔ اس لیے آدھ گھنٹے کے بعد آؤ اور آکر پوری بات کہو اس میں تہذیب کی تعلیم بھی ہے۔ اور دوسرے کی پریشانی بھی کم ہو جائیگی تب تعویذ ملے گا۔ اور اگر پھر پوری بات نہ کہوگے تو پھر بھی تعویذ نہ ملے گا۔ اسوقت وہ لڑکا چلا گیا اور آدھ گھنٹہ کے بعد آکر پوری بات کہی اور تعویذ دیدیا گیا[1]

تعویذ لینے والوں کی زبردست غلطی

ایک شخص نے تعویذ کی درخواست کی کہ تعویذ دے دو۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھا۔ پھر اس نے زور سے بلند آواز سے کہا کہ تعویذ دے دو۔ فرمایا کہ میں نہیں سمجھا پھر اس نے کہا بخار کے لیے۔ فرمایا یہ بات پہلے کیوں نہیں کہی تھی۔ یہ قصہ ہو ہی رہا تھا کہ اتنے میں ایک اور صاحب نے کہا کہ تعویذ دو۔ فرمایا کہ دیکھیئے ابھی یہ بات ہو ہی رہی ہے اور پھر وہی غلطی یہ صاحب کر رہے ہیں۔

فرمایا میری نظر منشا، پر ہوتی ہے یعنی میں یہ دیکھتا ہوں کہ کسی شخص نے جو غلطی کی ہے اس کا اصلی سبب کیا ہے؟ اس واسطے مجھے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ لوگ یہاں آکر صرف یہ کہہ دیتے ہیں کہ تعویذ دے دو اور پوری بات بیان نہیں

---

[1] ملفوظات حکیم الامت ص۵۵ ق ۳۔

کرتے۔ اور حکومت میں (سرکاری کاموں میں یا) ڈاکٹروں کے پاس جاکر پوری بات سوچ سوچ کر کرتے ہیں۔ تو اس کا سبب یہ ہوا کہ اس چیز کی قدر ہے۔ اور تعویذ کی قدر نہیں۔ گو یہ بھی دیتا ہے مگر دین کے رنگ میں ہے اور دین کی قدر نہیں اور جو مشائخ اصلاح نہیں کرتے۔ وہ کچھ تو اس لیئے کون جھک جھک کرے۔ اور کبھی یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ معتقدین کم نہ ہوجائیں۔

لوگ آکر ادھوری بات کہہ کر مجھے تکلیف دیتے ہیں اور میں اپنی تکلیف کو ظاہر کرتا ہوں تو لوگ مجھ کو بد اخلاق کہتے ہیں۔ بتاؤ بھلا تکلیف دینا تو بد اخلاقی نہیں اور اس کا اظہار بد اخلاقی ہے۔ یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کسی کو پیٹے اور وہ چلائے تو کہنے لگیں کہ کیوں چلاتا ہے[1]

بدتہذیبی کے ساتھ تعویذ کی درخواست

ایک گاؤں کے آدمی نے تعویذ مانگا اور یہ نہیں کہا کہ کس چیز کے لیے تعویذ کی ضرورت ہے۔ اور بھی چند درخواستیں ایک ساتھ ایک جملہ میں کیں اور وہ بھی مبہم (یعنی بات بھی صاف نہیں) اس پر حضرت نے تنبیہ فرمائی کہ میں تمہاری رگ رگ ریشوں سے واقف ہوں! ادھوری بات کہی ہے جس کو کوئی سمجھ ہی نہ سکے۔

لوگ چاہتے ہیں کہ دوسرا آدمی ہمارے تابع رہے اور ہم کسی کے تابع نہ ہوں۔ اس نے عرض کیا کہ قصور ہوگا معاف کردو۔ فرمایا کہ پھانسی تھوڑی دے رہا ہوں۔ مگر کیا غلطی پر تنبیہ بھی نہ کروں۔ اسی میں گیہوں، اس میں جو، یہ بھی کوئی کھیتی سمجھ لی ہے۔ (ایک ساتھ ہزار باتیں کہہ دیں) کہ تعویذ بھی دے دو، دعا بھی کردو۔ خیر اس کا بھی

---

[1] الکلام الحسن ص۱۵۰ ۔

مضائقہ نہیں تھا۔ مگر ساتھ ہی دوسروں کے بکھیڑے بھی اس طرح باندھ کر لایا جیسے یہاں سے ایک پلے میں نمک، ایک میں مرچ، ایک میں ہلدی۔ ایک میں تمباکو باندھ کر لے جائے گا۔

حضرت نے فرمایا۔ آج تعویذ نہیں ملے گا۔ کل آنا اور پوری بات کہنا اور اگر عقل نہ ہو تو یہاں کسی سے پوچھ لینا کہ پوری بات کس طرح ہوتی ہے[1]

ایک لفافہ میں ایک سے زائد تعویذ نہ لینا چاہیئے

فرمایا ایک صاحب کا خط آیا ہے تین تعویذ منگائے ہیں۔ نہ معلوم بیگاری ٹٹو سمجھتے ہیں۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ ایک لفافہ میں صرف ایک تعویذ منگاؤ۔

اسی طرح ایک جج صاحب کا طاعون کے زمانہ میں خط آیا تھا۔ چھ تعویذ ایک دم منگائے تھے۔ میں نے ایک تعویذ لکھ کر بھیجا۔ اور لکھ دیا کہ اس کی کسی سے نقل کرالیں[2]

فرمایا ایک صاحب نے ایک خط میں چار تعویذ اکھٹے مانگے ہیں۔ اگر دس خط ہوں اور سب میں ایک ایک تعویذ کی فرمائش ہو تو یہ آسان ہے۔ مگر چار تعویذ کی فرمائش ایک ہی خط میں یہ گراں ہے۔

اتنی فرصت کسی کو ہے، ایک لکھ دیا ہے باقی نقل کرالینا[3]

فرمایا جن خطوط میں تعویذوں کی فرمائش ہوتی ہے ان سے میرا بڑا جی گھبراتا ہے۔ ایک صاحب کا خط آیا ہے جس میں ایک ہی قسم کے دس بارہ تعویذوں کی ایک دم فرمائش ہے۔ واہیات لوگوں کو خالی بیٹھے بیٹھے ایسی ہی سوجھتی ہے اگر اس طرح تعویذ لکھے جایا کریں تو ایک محکمہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ باقاعدہ

---

[1] معارف حکیم الامت ص۲۲۵ ق۲، [2] ص۲۶۶ ق۳ [3] ص۳ [4] ص۲۶۹ ق۵

ایک دفتر ہو جس میں منشی رہیں، تاکہ ان لوگوں کا یہ کام ہو۔ مجھے اتنی فرصت کہاں۔
ایک تعویذ لکھ کر ان کو لکھ دوں گا کہ اور جتنی ضرورت ہو۔ آپ خود کسی سے
نقل کروالیں ۔[۱]

فرمایا آج ایک خط آیا تھا دوپہر ہی اس کا جواب لکھ دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ
ایک آسیب کا تعویذ چاہیئے۔ لیکن لفافہ پر نہ خود پتہ لکھا نہ اس پر ٹکٹ چسپاں کیئے
اس بدفہمی کو ملاحظہ فرمایئے۔ کہاں تک بیٹھا ہوا ان کوتاہیوں کی تاویلیں کروں۔
کوئی حد بھی ہے ؟ پتہ لکھنا اور ٹکٹ چسپاں کرنا یہ میرے ذمہ رکھا ہے۔ میں نے یہ لکھ
دیا ہے کہ تم پر خود آسیب ہے جس نے تمہارے دماغ کو مجنون کر دیا ہے۔ پہلے اپنا
علاج کرو۔ تمہے اتنی تمیز نہ ہوئی کہ جب تم لفافہ پر پتہ لکھ سکتے تھے اور ٹکٹ بھی چسپاں
کر سکتے تھے پھر کیوں ایسا نہیں کیا ؟ جب تم نے اپنے کرنے کا کام نہیں کیا تو مجھ
سے کسی کام کی امید کرنا یہ کم عقلی اور بدفہمی نہیں تو اور کیا ہے ؟
اس کے بعد فرمایا کہ گالیاں تو بہت دیں گے ، دیا کریں۔ آخر ایسی غلطی کرتے
کیوں ہیں۔ ان بے فکروں کو ذرا حقیقت کا پتہ تو چلے اور یہ تو معلوم ہو کہ جس سے
خدمت لیا کرتے ہیں اس کی بھی کچھ رعایت کیا کرتے ہیں۔ اور اس کے بھی کچھ
حقوق ہوا کرتے ہیں ۔[۲]

ہر تعویذ میں بسم اللہ لکھنے کی تجویز اور ایک بڑا مفسدہ

فرمایا لوگ تعویذ مانگتے ہیں پوری بات نہیں کہتے اس میں بہت تکلیف ہوتی

---

[۱] ملفوظات حکیم الامت ص۱۳۹ ق ۱، ج۲ [۲] ” ص۳۷۹ ق ۲، ج۱

ہے۔ اسی تکلیف سے بچنے کے لیے میں نے ایک مرتبہ یہ تجویز کی تھی کہ جو بھی تعویذ کے لیئے آیا کرے گا۔ اس سے کچھ نہ پوچھوں گا بس بسم اللہ شریف کا تعویذ بنا کر دے دیا کرونگا اس تجویز کی مشق کرنے کے لیے منتظر رہا کہ کوئی تعویذ والا آئے تو اس تدبیر پر عمل کروں۔ اتفاق سے دو شخص آئے اور انہوں نے آکر حسب معمول جاہلوں کی طرح صرف اتنا ہی کہا کہ تعویذ دے دو۔ یہ نہیں کہا کہ کس چیز کا تعویذ۔ میں نے ان کے کہتے ہی بسم اللہ شریف کا تعویذ لکھ کر دے دیا۔ اس قسم کا یہ پہلا ہی تعویذ بنایا تھا وہ لے کر چل دیا۔ میں اپنی اس تجویز پر بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا کہ تدبیر کامیاب رہی نہ کچھ کہنا نہ کچھ سننا۔ نہ پوچھ نہ گچھ۔ بڑا آسان طریقہ سمجھ۔

میں آیا۔ میں نے مولوی شبیر علی صاحب سے کہا کہ میں نے تعویذ کے متعلق بڑی سہولت کی تجویز نکالی ہے اور وہ تدبیر بیان کی۔ وہ بولے کچھ بھی ہے۔ جن دو لوگوں کو تعویذ دیا تھا وہ کیا کہتے جا رہے تھے۔؟ یہ کہتے جا رہے تھے کہ دیکھو ہم نے کچھ بھی نہیں کہا اور تعویذ مل گیا۔ ان کو تو بغیر بتلائے ہوئے دل کی خبر ہو جاتی ہے۔ تب اس تجویز کو بھی سلام کیا۔ یہ حالت ہے عوام کے عقائد کی۔ اگر مجھ کو یہ واقعہ معلوم نہ ہوتا تو خود یہ تجویز کتنے بڑے فساد کا ذریعہ بن جاتا۔

ایک بار ان ہی پریشانیوں کی وجہ سے کہ لوگ آ آکر پریشان کرتے ہیں یہ خیال ہوا تھا کہ ایک شخص کو رجسٹر لیکر خانقاہ کے دروازہ پر بٹھلا دوں اور جو آیا کرے اس کی حاجت (جو بھی ضرورت ہو) لکھ کر مجھ کو دکھلا دیا کرے۔ مگر اس میں وہی مصیبت پیش نظر ہوگئی کہ اس میں مقرب سمجھنے کا سخت اندیشہ ہے تھوڑے دنوں بعد لوگ ان واسطہ صاحب کی پرستش کرنے لگیں گے یہ سمجھ کر کہ یہ بڑا مقرب ہے پھر نہ معلوم کہاں تک نوبت پہنچ جائے۔ تعجب نہ تھا کہ رجسٹر بھرنے کی فیس آنے والوں سے وصول کرنے لگتا۔ اس لیے آنے والوں کی بیہودہ

حرکات سے تکلیف اٹھانا گوارہ کرتا ہوں۔ مگر بحمدللہ کسی کو واسطہ اور مخصوص نہیں بناکر ایک کی روایت کو دوسرے پر حجت نہیں بناتا۔

اور یہ عدل ہے اس پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اور ان کا فضل سمجھتا ہوں۔ دوسرے ان واسطہ صاحب کو خود بھی اپنے مقرب ہونے کا وہم ہو جاتا۔ اس میں ان کا بھی نقصان تھا[1]

---

[1] ملفوظات حکیم الامت ص ۳۳/۲، قسط ۱۳

باب ۱۲

تعویذ پر اجرت لینے کا بیان

جھاڑ پھونک اور عمل و تعویذ کرنا عبادت نہیں

تعویذ نقش لکھنا خود دنیا ہی کا کام ہے ـــــ وہ تو ایسا ہی ہے جیسے حکیم جی کا نسخہ لکھنا عبادت نہیں ہے۔ اس پر اگر اجرت بھی لے تو کچھ حرج نہیں اور قرآن پاک پڑھنا عبادت ہے اس کا ثمرہ (ثواب) آخرت میں ملے گا۔ اس کی صریح دلیل یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ: اقرؤا القرآن ولا تاکلوا به یعنی قرآن پڑھو اور اس کے عوض میں کھاؤ نہیں۔ ایک حدیث تو یہ ہے۔

اور ایک دوسری حدیث شریف میں ایک اور قصہ آیا ہے کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں تھے۔ ایک گاؤں سے گذر ہوا۔ ان گاؤں والوں نے ان کو کھانا تک نہ کھلایا۔ وہاں اتفاقاً ایک شخص کو سانپ نے کاٹ لیا۔ ایک شخص ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ 'ا بیکم راقٍ' کیا تم لوگوں میں کوئی منتر پڑھنے

والا ہے ؛ ایک صحابی تشریف لے گئے اور یہ کہا کہ ہم اس وقت دم کریں گے جب ہم کو سَو بکریاں دو۔ انھوں نے وعدہ کر لیا۔ انہوں نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا۔ سبحان اللہ ان حضرات کی کیا پاکیزہ زبان تھی۔ فوراً شفاء ہو گئی۔ ایسا ہو گیا۔ جیسے رسی میں سے کھول دیتے ہیں۔ اس نے حسب وعدہ سَو بکریاں دیں وہ لے کر اپنے ساتھیوں میں آئے۔ بعض صحابہ نے کہا کہ ان کا لینا حرام ہے۔ بعض نے کہا کہ حلال۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں حاضر ہوئے تو اس کا استفتاء کیا گیا۔ حضور نے فرمایا! ——— بلاشبہ کھاؤ بلکہ میرا بھی حصہ لگاؤ۔

اب بظاہر اس حدیث میں اور گزشتہ حدیث میں تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں کوئی تعارض نہیں۔ اس قصہ میں تو قرآن کو جھاڑ پھونک کے طور پر پڑھا گیا ہے اور اس طور سے پڑھنا عبادت نہیں ہے اس لیے اس پر معاوضہ لینا جائز ہے اور "اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ" (یعنی قرآن پڑھ کر اس کے عوض کھاؤ نہیں) اس میں قرأۃ قرآن سے قرأۃ بطور عبادت ہے اس لیے اس پر معاوضہ لینا حرام اور دین کو دنیا سے بدلنا ہے ۔[۱]

ختم بخاری شریف پر اجرت لینا

فرمایا اہل دیوبند پر ختم بخاری شریف کے متعلق لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لوگ خود تو ختم لا الٰہ الا اللہ (اور قرآن وغیرہ) کو تو منع کرتے ہیں اور کبھی کبھی خود اس کا ارتکاب کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ختم بخاری شریف حصول ثواب کے لیے (یعنی ایصال ثواب کے لیے) پڑھ کر مدرانہ نہیں لیا جاتا بلکہ مریض کی شفاء کے لیے یا حق مقدمہ

---

[۱] التبذیب لمعۃ حقوق و فرائض ص۲۱۹

میں غلبہ حاصل کرنے کے لیئے پڑھا جاتا ہے (جو عبادت نہیں بلکہ دنیوی مقصد ہے) اور دنیوی مقاصد پر اجرت لینا جائز ہے [۱] فرمایا دنیاوی حاجتوں کے لیے دعا پر اجرت لینا جائز ہے اور دینی حاجت پر اجرت جائز نہیں [۲]

وظیفہ اور تعویذ کا پیشہ

تعویذ اور نقش اگر شریعت کے موافق ہو اور کوئی دھوکہ بازی نہ کی جائے اس پر اجرت لینا جائز ہے [۳]

لیکن ناجائز عملیات یا جائز عملیات لیکن ناجائز مقاصد کے واسطے کرنا اور اس پر اجرت لینا جائز نہیں۔ افسوس ہے کہ اکثر لوگوں نے اس کو پیشہ بنالیا ہے اور اسی کو کمائی کا ذریعہ بنالیا ہے۔ اور جائز ناجائز کا فرق کیئے بغیر روپے گھسٹنے کی فکر میں لگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں، ہدایت فرمائیں [۴]

پیری مریدی کا پیشہ

مقدس لباس میں چور اور ڈاکو

اس زمانہ میں بعض لوگوں نے پیرزادگی کو بھی ایک پیشہ بنالیا لیا ہے۔ کچھ مصنوعی تعویذ گنڈے یاد کر لیئے۔ دو چار شعبدے سیکھ لیے۔ اور ٹھگنے کے لیے پیری مریدی بھی شروع کر دی۔ مریدوں سے فصلانہ (یعنی ہر فصل کے موقع پر غلہ وغیرہ لینا) اور دوسرے شخصوں سے مکروفریب (چالبازی) کے ذریعہ متفرق آمدنی حاصل

---

[۱] ملفوظات دعوات عبدیت ص ۱۳۶/۱۲ ، [۲] الکلام الحسن ص ۴۵۳/۲ ، [۳] ... فی احکام الرقی ص ۳۲ ۔

کرتے ہیں۔ یہ پیشہ تمام پیشوں میں بدترین پیشہ ہے اور حرام ہے۔ البتہ اگر شیخ کامل نے پیری مریدی کی اجازت دی ہو تو ہدایت وارشاد کی غرض سے بیعت کرنا بھی درست ہے اور خلوص سے اگر کوئی کچھ دے تو قبول کرنا بھی درست ہے مگر دنیا کے کمانے کے لیے یہ بھی درست نہیں [۱]

تعویذ وظیفہ یا عمل کرنے پر اجرت لینا

حضرت کا معمول ہے کہ اگر کوئی شخص وظیفہ یا عمل کسی حالت کے لیے پڑھوانا چاہتا ہے تو اس کے مناسب اجرت پڑھنے والے طالب علموں کو پڑھوانے والے سے دلواتے ہیں۔

ایک صاحب نے اولاد کے محفوظ رہنے کے لیے اجوین اور سیاہ مرچ پڑھوانی چاہی اس کے لیے اکتالیس بار سورہ والشمس پڑھی جاتی ہے۔ ایک بار تو حضرت خود پڑھ دیتے ہیں اور چالیس مرتبہ کسی غریب طالب علم سے پڑھوا دیتے ہیں۔ اور اس کی اجرت دلوا دیتے ہیں ——— چنانچہ ایک مرتبہ اجرت دے کر فرمایا کہ یہ بلا کراہت جائز ہے کیوں کہ یہ رقیہ (جھاڑ پھونک) ہے اس پر اجرت لینا جائز ہے گو عرفاً (باعتبار محنت کے) یہ اتنی اجرت کا کام نہیں لیکن جو نفع اس سے متوقع ہے۔ اس کے مقابلہ میں چند روپے کیا چیز ہیں [۲]

مقتدا شخص کیلئے تعویذ پر اجرت لینا مناسب نہیں

سوال ۲۹۶: میرے پاس بعض لوگ تعویذ کرانے آتے ہیں تو میں ان کی حاجت کو

---

۱ صفائی معاملات ص۲۵، ۲ ملفوظات اشرفیہ، ص ۳۷۸

سن کر مناسب حال کوئی اسم اسماء الہیہ سے لکھ کر یا کوئی مناسب آیت لکھ کر یا عموماً سورۃ فاتحہ لکھ کر دے دیتا ہوں کہ اس کو دھو کر پلاؤ۔ اور اکثر اکیس روز کے لیے دیتا ہوں اور مناسب اجرت لے لیتا ہوں۔ یہ درست ہے یا نہیں۔ اور اکثر لوگوں شفاء ہو جاتی ہے۔

الجواب:۔ شفاء سے پہلے تو لینے میں بدنامی ہے جو عوام کے دین کے لیے مضر ہے۔ اور شفاء کے بعد لینے میں یہ خرابی تو نہیں۔ لیکن مقتدا لوگوں کے لیے نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ پس جب تک شدید حاجت (یعنی سخت ضرورت) نہ ہو بچنا اولیٰ ہے[1]

غلط اور جھوٹے تعویز گنڈوں کا پیشہ

زانیہ کی اجرت اور جھوٹے تعویذ گنڈے، فال کھلائی کا نذرانہ وغیرہ سب حرام ہے۔ آج کل پیرزادے ان دونوں بلاؤں میں مبتلا ہیں۔ رنڈیوں سے خوب نذرانے لیتے ہیں اور خود واہی تباہی تعویذ گنڈے کرتے ہیں۔ فال کھولتے ہیں اور لوگوں کو ٹھگتے ہیں[2]

ٹھگنے والے عامل سے بچانیکی کوشش

ایک صاحب نے ایک خاص عورت سے نکاح ہو جانے کی تمنا ظاہر کر کے لکھا ہے کہ اگر وہاں نکاح نہ ہوا تو شاید میری جان جاتی رہے۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ "یہ عامل کا کام ہے۔ اور میں نہ عامل ہوں اور نہ مجھ کو کسی عامل

---

[1] امداد الفتاوی ص ۲۰۳/۳ [2] تعلیم الدین ص ۲۸ ۔

کا مال کا پتہ معلوم ہے۔ میں پہلے ایسے خطوں میں بعض عاملوں کا پتہ لکھ دیا کرتا تھا مگر معلوم ہوا کہ وہاں کمائی ہونے لگی ہے۔ یہاں تک کہ ایک صاحب نے ایک تعویذ دیا اور پھر کہا کہ ایک سو ایک روپیہ نذرانہ دیجیئے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر پہلے کہہ دیتے (کہ ایک تعویذ کے اتنے پیسے لوں گا) تو اچھا تھا۔ اب بیچارے کو مجبوراً دینا پڑا ہے[1]

عمل و تصرف کے ذریعہ کسی کا مال لینا حرام ہے

عملیات و تصرف کے ذریعہ سے کسی سے کچھ وصول کرنا یہ بھی حرام ہے بعض اہل تصرف اس کو بزرگی سمجھتے ہیں کہ کسی طرف متوجہ ہو گئے کہ یہ شخص ہم کو پانچ سو روپیئے دے گا۔ ——— تصرف کے اندر یہ اثر ہے کہ اس شخص کا قلب مغلوب ہو کر متاثر ہو جاتا ہے اور وہ وہی کام کرتا ہے (جس کا اس نے تصرف کیا ہے) یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حلال ہے حالانکہ حرام ہے اور ایسا ہی حرام ہے جیسے کسی کو مار کر چھین کر لیا جائے۔ اور ایسے دیئے ہوئے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بعد میں آدمی پچھتاتا ہے۔

ایک فقیر صاحب تصرّف تھا وہ کچھ پڑھ کر پیشانی پر مٹی لگا لیتا تھا ایک مرتبہ وہ ایک انگریز کے پاس گیا۔ اس انگریز نے اس کی صورت دیکھتے ہی نوکر کو حکم دیا کہ اس کو سو روپیہ دے دو۔ جب وہ چلا گیا تو بہت پچھتایا کہ میں نے کیا کیا فوراً نوکر سے کہا اس کو پکڑ و۔ جب وہ آیا تو صورت دیکھتے ہی کہا کہ اس کو کچھ نہ کہو اور وہ سو روپیئے دے دو پھر وہ چلا گیا تو پھر پچھتایا۔ اور پھر نوکر سے کہا کہ اس کو پکڑو

---

[1] الفضل للوصل سفرنامہ لاہور ص ۱۷۳

جب وہ سامنے آیا تو پھر یہی کہا۔ تیسری بار میں خانساماں نے کہا کہ آپ تو پریشان کرتے ہیں آپ لکھ کر دیجئے۔ چنانچہ سو روپیہ دینا اس سے لکھوا لیا۔ اس وقت وہ نادم تو ہوا یعنی پچھتایا۔ تو لیکن چونکہ لکھ چکا تھا اس لیے کچھ نہ بولا۔ بس اس طرح کسی کا مال لینا بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسے لٹھ مار کر لینا۔

یاد رکھو! جو عمل ہاتھ پاؤں سے ناجائز ہے وہ قلب سے بھی ناجائز ہے[۱]

باطنی تصرف یا کسی عمل کے ذریعہ مال حاصل کرنا

اگر کوئی درویش / بزرگ صوفی / باطنی تصرف سے کسی کے دل میں یہ خیال ڈال دے کہ فلاں شخص کو ایک ہزار روپیہ دے دو / اس کا اس طرح کرنا اور دوسرے کو / اس کا لینا بھی حرام ہے۔ لوگ اس کو کمال سمجھتے ہیں۔ مگر ایسا کرنا حرام ہے کہ باطنی تصرف سے کسی کا مال لیا جائے۔ تجربہ ہے کہ ایسی صورت میں آدمی دب کر کچھ دے دیتا ہے۔ پھر بعد میں پچھتاتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ خوش دلی سے نہیں دیا تھا[۲]

... اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اَلَا لَا تَظْلِمُوا اَلَا لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِنْہُ۔

ترجمہ: خبردار! ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو کسی مسلمان کا مال بغیر اس کی دلی رضامندی کے حلال نہیں[۳]

---

[۱] احکام الحیاۃ صـ۱۳ رسالہ المبلغ۔ [۲] اصلاح انقلاب صـ۱۸۶۔

[۳] حقوق ویحیٰ النفس وعظ التہذیب صـ۱۵۳۔

باب ۱۳

آسیب اور جنات کا بیان

آسیب کی حقیقت

آسیب کی حقیقت صرف یہ ہے کہ خبیث شیاطین تصرف کرتے ہیں۔ اور جھوٹ موٹ کسی کا نام لے دیتے ہیں[۱]

کیا خبیث اور جنات واقعی پریشان کرتے ہیں

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ ارواح خبیثہ اور شیطان تکلیف دیا کرتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ فرمایا ممکن تو ہے[۲]

جن کا تصرّف

بعض جگہ دیکھا ہے کہ آسیب زدہ لڑکی کو کسی کے سر مڑھ دیا (یعنی دھوکہ دے کر شادی کر دی) اور جب اس کا شوہر اس کی طرف متوجہ ہوا تو جن صاحب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ بیچارہ یوں ہی صبر کر کے رہ گیا۔ ان سب کا نتیجہ برا ہوتا ہے[۳]

[۱] امداد الفتاوی ص ۴۳۹/۵ ۔ [۲] مکتوبات خیرت ص ۱۴/۲ ۔ [۳] اصلاح انقلاب ص ۲۶/۲

عورتوں پر آسیب دوؔ وجہ سے ہوتا ہے

فرمایا عورتوں پر جو آسیب کا اثر ہو جاتا ہے اس کے دوؔ سبب ہوتے ہیں۔ کبھی جن کا غصہ اور کبھی اس کی شہوت۔ جیسا کہ بعض عورتوں نے بیان کیا کہ اس نے ہمبستری کا ارادہ کیا[۱]

جنات کن لوگوں کو زیادہ پریشان کرتے ہیں

جنّات کا ذکر تھا۔ فرمایا کہ جنات اپنے معتقدین ہی کو زیادہ ستاتے ہیں اور جو انکے قائل نہیں ان پر اپنا اثر نہیں ڈالتے۔

اور فرمایا کہ اس میں ایک راز ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی باطنی قوت میں تمام حیوانوں سے زیادہ قوت رکھی ہے۔ چنانچہ منجملہ ان قوتوں کے ایک قوت دافعہ بھی ہے۔ جو لوگ جنات (آسیب بھوت پریت) کے قائل ہی نہیں ان کی قوت دافعہ کام کرتی ہے۔ اسی لئے ان پر جنات کا اثر نہیں ہوتا[۲]

کیا جنات انسان کو ایک ملک سے دوسرے ملک لے جا سکتے ہیں

کسی عورت کے بچہ پیدا ہوا اور اس کا شوہر مدت سے غائب ہو تو اس بچہ کو ولدالحرام (حرامی اولاد) نہ کہا جائے گا۔ یہ مسئلہ سن کر لوگ بے سمجھے فوراً اعتراض کر دیتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرد دس برس سے باہر ہو اور پھر بھی یہ بچہ اس کا کہا جائے۔

---

[۱] الکلام الحسن صفحہ ۳۲۲ ، ۱ [۲] ، صفحہ ۸ ، [۳] ملفوظات مقالات حکمت صفحہ ۱۲۰ ۔

لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ شریعت نے اس بارے میں کس قدر احتیاط سے کام لیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ فراش کے ہوتے ہوئے نسب کو دوسری طرف نہیں لے جا سکتے یعنی جب تک کہ میاں بیوی کا تعلق موجود ہے نسب کو ثابت ہی کہیں گے۔

رہی یہ بات کہ شوہر دو برس سے باہر ہے یہاں اس سے بچہ کیسے ہوگیا؟ یہ بعید بیشک ہے مگر ادھر گناہ جو موجود ہے کہ کسی عورت کو حرام کار کہنا اور کسی آدمی کو مجہول النسب کر دینا سخت گناہ کبیرہ ہے۔ اس کے حرام کار ہونے کا ثبوت کوئی کہاں سے لائے گا۔ اس واسطے بعید سے بعید صورت بھی ایسے موقع پر مان لی جا سکتی ہے۔ چنانچہ اس کی بعض صورتیں جو ممکن ہیں کتابوں میں لکھی ہیں۔ مثلاً استخدام جن (یعنی جنات کے ذریعہ سے) ایسا ہو سکتا ہے۔ یعنی جن کسی کے تابع ہوں۔ اس نے عورت کو وہاں پہنچا دیا یا مرد کو یہاں لے آیا۔ یا جن نے عداوت کی وجہ سے ایسا کیا۔ بدنام کرنے کی وجہ سے عورت کو مرد کے پاس پہنچا دیا۔ یا مرد کو عورت کے پاس پہنچا دیا۔ اور حمل ہو گیا۔ اور بچہ ہو گیا۔ جنوں کا وجود ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ بھی انسانوں کی طرح بغض عداوت وغیرہ اخلاق رذیلہ رکھتے ہیں تو اگر کسی جن کو کسی عورت سے عداوت ہو اور وہ ایسا کر گزرے تا کہ عورت بدنام ہو جائے تو کیا تعجب ہے۔ یہ صورتیں بعید اور بہت بعید سہی مگر امکان کے درجہ میں ضرور ہے (السلام التحقیقی ملحقہ التبلیغ صفحہ ۹۶/۲۲)۔

شیاطین کا تصرف

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان رہتا ہے ممکن ہے کہ وہی شیطان ہوتا ہو جس کا لوگوں پر اثر ہوتا ہو۔

(جو اس کی بداعمالی یا کسی کوتاہی کی وجہ سے اللہ کی مشیت سے اس پر مسلط کر دیا جاتا ہو) اور جس شخص پر مسلط تھا اسی کا نام لے دیتا ہو۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرا کوئی شیطان ہو کیوں کہ شیطان کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے: یجری من الانسان مجری الدم (کما قال علیہ السلام کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح جاری رہتا ہے) اس لیے یہ بھی ممکن ہے۔

الغرض یہ جنات اور شیاطین کا اثر ہوتا ہے اور وہ بھی شریر جنات کا (لیکن لوگ اس کو روح یا کسی بزرگ کا سایہ آنا سمجھتے ہیں) مُردہ روحوں کا اثر جیسا کہ مشہور ہے یہ صحیح نہیں [1]

کسی کے اوپر کسی بزرگ کا سایہ یا رُوح آنے کی تحقیق

کسی کے اوپر کسی مردہ روح (یا کسی بزرگ کی روح اور سایہ آنا) جیسا کہ عوام میں مشہور ہے صحیح نہیں۔ کیوں کہ قرآن میں ہے کہ کافر موت کے بعد کہتا ہے:

رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ [2]

ترجمۃ:- اے میرے رب مجھ کو پھر واپس بھیج دیجئے تاکہ جس کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں نیک کام کروں۔ ہرگز نہیں۔ یہ ایک بات ہی بات ہے جس کو یہ کہے جا رہا ہے اور ان لوگوں کے آگے ایک آڑ ہے قیامت کے دن تک [3]

---

[1] مجادلات معدلت ص $\frac{156}{19}$ ؛ [2] سورۃ مومنون ص ؛ [3] بیان القرآن ؛

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت اور قیامت کے درمیان وہ ایسی حالت میں رہتے ہیں کہ ان کو دنیا میں آنے کی تمنا ہوتی ہے لیکن برزخ درمیان میں حائل ہے اور وہ دنیا میں آنے سے باز رکھتا ہے۔

اور عقلاً بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر مردہ تنعم (یعنی نعمت اور راحت) میں ہے تو اُسے یہاں آکر کسی کو لپٹنے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اگر عذاب میں مبتلا ہے تو عذاب کے فرشتے اس کو کیوں کر چھوڑ سکتے ہیں کہ وہ دوسروں کو لپٹتا پھرے۔ؔ

تسخیر جنات کا عمل جاننے کا شوق

ایک شخص کے خط بھیج کر یہ دریافت کیا کہ تسخیر جنات کا عمل بتلا دیجئے۔ فرمایا کہ تسخیر جنات (یعنی جنت کی تسخیر) تو جانتا ہوں۔ تسخیر جنات نہیں جانتا۔

میں نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رح سے تسخیر جنات کا عمل دریافت کیا تھا انہوں نے فرمایا کہ ہاں ہے مگر تم بتلاؤ کہ بندہ بننا چاہتے ہو یا خدا؟ پھر کبھی ہوس (اور شوق) نہیں ہوا۔ؔ

موکل کو قبضے میں کرنے اور جنات تابع کرنیکا شرعی حکم

بعض لوگ مؤکلوں کو تابع کرتے ہیں جس کی حقیقت یہ ہے کہ عمل کے زور سے جنات اس شخص کی خدمت کرنے لگتے ہیں۔ سو اس طرح کسی سے خدمت لینا کہ اس کی طیب خاطر (دلی رضامندی) نہ ہو حرام ہے اور دلی رضامندی نہ ہونے کے قرائن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ جنات اُس عامل کو خوب ڈراتے اور دھمکاتے ہیں تاکہ وہ

لہ مجادلات معدلت طحقہ دعوات عبدیت ص۱۵۶/۱۹، لہ الکلام الحسن ص۱۳۳/۲۔

عمل چھوڑ دے۔ اور بعضوں کو موقع پاکر ہلاک بھی کر دیتے ہیں۔[1]

جنات کا وجود دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ اور ان کا وجود بالکل یقینی ہے اور وہ مسخر بھی ہو جاتے ہیں لیکن ان کا مسخر کرنا جائز نہیں۔ کیوں کہ اس میں غیر کے قلب پر شرعی ضرورت کے بغیر بالجبر تصرف ہوتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔[2]

بعض لوگ جنات کو عمل سے مسخر کر لیتے ہیں اور ان سے خوب کام لیتے ہیں مگر شریعت میں یہ جبر کی وجہ سے حرام ہے۔[3]

دست غیب اور جنات سے پیسے یا کوئی چیز منگانے کا حکم

"دست غیب" میں یہ ہوتا ہے کہ جنات اس کام پر مسلط ہو جاتے ہیں بعض عمل میں تو وہی روپیہ جس کو یہ خرچ کر چکا ہے وہ جہاں بھی ہو وہاں سے اٹھا لاتے ہیں اور بعض عمل میں دوسرا روپیہ جس جگہ سے ان کے ہاتھ آئے نکال لاتے ہیں۔ سو اسکی تو ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی شخص خاص اس کام کے لیے آدمیوں کو نوکر رکھے کہ چوری کر کر کے مجھ کو دیا کرو۔ اس نے یہی کام جنات سے لیا۔ اور چوری کے ناجائز ہونے کا کس کو انکار ہو سکتا ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ ممکن ہے کہ وہ جن اپنے پاس سے لے آتے ہوں تو چوری کہاں ہوئی۔ سو اوّل تو امکان سے دوسرے احتمالات کی نفی نہیں ہو سکتی۔ دوسرے اگر اپنے ہی پاس سے لائیں تو بھی ظاہر ہے کہ خوشی سے نہیں لاتے ورنہ اوروں کو لا کر کیوں نہیں دیتے۔ محض عمل کے جبر سے لاتے ہیں تو کسی کو مجبور کرنا کہ اپنا مال مجھ کو دے دے خود حرام ہے۔ اور اس تقریر

---

[1] التقیٰ فی احکام الرقی ص ۳۹ ۔ [2] ملفوظات دعوات عبدیت ص ۱۴۰/۱ ۔

[3] حسن العزیز ص ۱۶۳ ۔

سے تسخیر جنات کا ناجائز ہونا بھی سمجھ میں آ گیا[۱]

خود بخود پیسے آنے کا عمل اور اس کا شرعی حکم

فرمایا کانپور کی ملازمت کے زمانہ میں ایک درویش صاحب کانپور آئے اور مجھ پر بڑے مہربان تھے۔ مجھے چار روپیہ روز مل جانے کا ایک عمل دست غیب کا لکھ کر دے گئے تھے۔ میں نے تحقیق کرنا چاہا کہ یہ چار روپیہ کہاں سے آئیں گے۔ تو معلوم ہوا کہ اس عمل کے ذریعہ چار روپیہ مسخر ہو جاتے ہیں۔ وہ جہاں کہیں جائیں گے بعینہٖ پھر اس کے پاس واپس آ جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس میں جنات کے عمل کو دخل ہو گا۔ اور فرمایا کہ یہ تو چوری ہوئی۔ ہم نے چار روپیے کا کوئی سامان خریدا اور وہ چار روپیہ پھر ہمارے پاس آ گئے جو اس کا حق تھا۔ اس لیے ایسا عمل کرنا حرام ہے۔

افسوس ہے کہ بعض ناواقف درویش بھی اس کو کرامت سمجھ کر خوش ہوتے ہیں جو کہ قطعی حرام اور گناہ ہے[۲]

بھوت پریت حق ہیں اور اذان دینے سے بھاگ جاتے ہیں

فرمایا یہاں تھانہ بھون میں ایک گاڑی بان ہے نیک معتبر آدمی ہے۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں انبہٹہ (ایک گاؤں کا نام ہے) سے تھوڑا دن باقی تھا اسی وقت چل دیا، نانوتہ میں رات ہو گئی۔ کچھ کچھ بارش بھی ہو رہی تھی مگر میں چلتا ہی رہا اور بادل کی گہری تاریکی تھی (اندھیرا چھایا ہوا تھا) رات میں بجلی چمکی تو دیکھا کہ ایک

---

[۱] اصلاح انقلاب ص ۳۵۳، التقی فی احکام الرقی ص ۲۹۔ [۲] مجالس حکیم الامت ص ۱۸۱۔

عورت زیور پہنے سڑک کے کنارے کھڑی ہے۔ میں سمجھا کوئی بہو اپنی ساس سے لڑ کر یہاں آگئی ہے پھر دیکھا تو چھلانگ مار کر میری گاڑی پر آگئی۔ میں نے کہا کون ہے تو نہ بولی، میں نے سمجھا کہ شاید شرم کرتی ہے میں خاموش ہوگیا۔ پھر جسم سے کود کر سڑک پر ہوگئی۔ اور میرا نام لیا۔ تب میں سمجھا کہ چھلنی ہے (یہ بھی جنات شیطان کی قسم ہے) میں فوراً بے ہوش ہوگیا۔ گر بیل راستہ سے واقف تھے وہ گاڑی کو لیے ہوئے گھر آ گئے اس وقت گھر جلال آباد میں تھا۔ راستہ میں سپاہی نے گاڑی میں پڑا ہوا دیکھ کر پکارا گر میں نے ڈر کے مارے آنکھ نہیں کھولی۔ اس نے کہا کہ میں سپاہی ہوں۔ میں نے کہا کہ اگر سپاہی ہے تو مجھ کو گھر پہنچا دے وہ سپاہی گھر پہنچا گیا۔

فرمایا میں نے کہا جب ایسا موقع ہوا کرے تو اذان کہہ دیا کرو، غول بیابانی (بھوت پریت وغیرہ) فوراً چلے جائیں گے۔ اسی سلسلہ میں فرمایا بعض لوگ میت کے دفن کرنے کے بعد عذاب قبر کے دفع کرنے کے واسطے اذان کہتے ہیں نعوذ باللہ کیا فرشتوں کو بھگاتے ہیں (اذان سے فرشتے بھاگتے بھی تو نہیں وہ تو اللہ کے مقرر کردہ ہیں) قبر پر اذان دینے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے[1]

دفع وبا کے لئے اذان دینا

سوال:۔ بیماری کے موسم میں جو اذانیں کہی جاتی ہیں ان کا کیا حکم ہے۔؟

فرمایا بدعت ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وبا جنات کے اثر سے ہوتی ہے اور اذان سے جنات بھی بھاگتے ہیں۔ اس واسطہ اس اذان میں کیا حرج ہے؟ ایک شخص کو میں نے جواب دیا کہ اذان شیطان کے بھگانے کیلئے ہے مگر کیا وہ اذان اس

---

[1] الکلمۃ الحق ص۲۹۔

کے لیئے کافی نہیں جو نماز کے لیے کہی جاتی ہے ؟ اگر کہا جائے کہ وہ صرف پانچ دفعہ ہوتی ہے تو اس وقت شیاطین ہٹ جاتے ہیں مگر پھر آجاتے ہیں تو یہ تو اس اذان میں بھی ہے کہ جتنی دیر تک اذان کہی جائے اتنی دیر ہٹ جائیں گے اور پھر آجائیں گے۔ اور نماز کی اذان سے تو رات دن میں پانچ دفعہ بھی بھاگتے ہیں۔ یہ تو صرف ایک ہی دفعہ ہوتی ہے۔ ذرا دیر بھاگ جائیں گے اور اس کے بعد تمام وقت رہیں گے۔ تو شیاطین کے بھاگنے کی ترکیب صرف یہ ہو سکتی ہے کہ ہر وقت اذان کہتے رہو۔ پھر صرف ایک وقت کیوں کہتے ہو۔

آج کل بعض عُلماء کو بھی اس کے بدعت ہونے میں شبہ پڑ گیا ہے حالانکہ یہ یقیناً بدعت ہے اور اس کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔ یہ صرف اختراع ہے[1]

مسئلہ کی تحقیق وتفصیل

کسی وبا' طاعون یا زلزلہ کیوقت اذان پکارنا

سوال:۔ دفع وبا (مثلاً طاعون) کے واسطے اذان دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اور جو لوگ استدلال میں حصن حصین کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں،

اِذا تغیلت العیلان نادیٰ بالاذان۔

---

[1] حسن العزیز صفحہ ۲ ،

پیش کرتے ہیں ان کا یہ استدلال درست ہے یا نہیں ؟ اور اس حدیث کا کیا مطلب ہے ؟ اور ایسے ہی یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ شیطان اذان سے اس قدر دور بھاگ جاتا ہے جیسے [مدینہ کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے] اور طاعون اثر شیطان سے ہے اس کا کیا مطلب ہے ؟۔

الجواب

اس باب میں دو حدیثیں معروف ہیں ایک حصن حصین کی مرفوع حدیث اذا تغیلت الغیلان نادی بالاذان۔

دوسری حدیث صحیح مسلم کی حضرت سہل سے مرفوعاً مروی ہے ۔۔۔ اذا سمعت صوتا فناد بالصلوٰۃ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نودی للصلوٰۃ ولیّ الشیطان ولہ۔ حاص۔

اور حصن حصین میں مسلم کا جو حوالہ دیا گیا ہے وہ یہی حدیث ہے۔ اور دونوں حدیثیں مقید ہیں اذا تغیلت و اذا سمعت صوتا۔ کے ساتھ اور جو حکم مقید ہوتا ہے کسی قید کے ساتھ اس میں قید نہ پائے جانے کی صورت میں وہ حکم اپنے وجود میں مستقل دلیل کا محتاج ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ طاعون میں دونوں قیدیں نہیں پائی جاتیں کیوں کہ نہ اس میں شیطان کا تشکل و تمثل [یعنی صورتیں نمودار ہوتی] ہیں اور نہ ان کی آواز سنائی دیتی ہے۔ صرف کوئی باطنی اثر ہے [جس کی وجہ سے طاعون ہوتا ہے] پس جب اس میں دونوں قیدیں نہیں پائی گئیں تو مذکورہ دونوں حدیثوں سے اس میں اذان کا حکم

بھی ثابت نہ ہوگا۔

اور دوسری شرعی دلیل کی حاجت ہوگی [اور دوسری کوئی ایسی دلیل ہے نہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طاعون یا اس جیسی وبا کے وقت اذان پکاری جائے]۔

[اور قیاس بھی نہیں کر سکتے کیوں کہ اذان حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح پر مشتمل ہے اس لیے غیر صلوٰۃ کے لیے اذان کہنا غیر قیاسی حکم ہے۔ قیاس سے ایسے حکم کا تعدیہ نہیں۔ اس لیے وہ دلیل شرعی کوئی نص ہونا چاہیے۔ محض قیاس کافی نہیں اور طاعون میں کوئی نص موجود نہیں۔

الغرض نفس الامر میں یہ حکم غیر قیاسی ہے پس اس قیاس سے زلزلہ وغیرہ کے وقت بھی اذان کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

[خلاصہ کلام یہ کہ] اس بات میں حدیث تغیل سے استدلال کرنا درست نہیں اور یہ اذان [جو طاعون یا زلزلہ کے وقت دی جائے] احداث فی الدین [یعنی بدعت] ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طاعون عمواس میں [جو صحابہ کے زمانہ میں ہوا] شدت احتیاط کے باوجود کسی صحابی سے منقول نہیں کہ طاعون کے لیے اذان کا حکم دیا ہو یا خود عمل کیا ہو[1] واللہ اعلم۔

ہمزاد کا صحیح مفہوم

"ہمزاد" کا لفظ تراشا ہوا ہے' البتہ جنات کا کسی عمل سے مسخر ہونا صحیح ہے۔[2]

ہمزاد وغیرہ کوئی چیز نہیں محض قوت خیالیہ کے اثر سے کوئی روح خبیث شیطان مسخر ہو جاتا ہے[3] ہمزاد سے مراد یہ نہیں کہ اس کے ساتھ اس کی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو بلکہ انسان کے مقابلہ میں ایک شیطان بھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے جو صرف تولد (پیدائش) میں اسکا مشارک (یعنی شریک) ہے اسی بناء پر اس کو ہمزاد کہہ دیا۔ نہ عمل میں شریک ہے' نہ زمان تولد میں[4]

---

[1] بوادر النوادر ص ۱۷۶ ج ۱ [2] امداد الفتاوی ص ۳۴۹ [3] ایضاً ص ۵۰۳ ج ۴ [4] حسن العزیز ص ۳۰۹ ج ۲۔

جن صحابی کو دیکھنے والا تابعی ہو گا یا نہیں ؟

فرمایا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمہ نے جس جن کو دیکھا تھا وہ جن تو صحابی تھا۔ مگر میں نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے دریافت کیا کہ کیا شاہ ولی اللہ صاحب تابعی ہو گئے یا نہیں ؟ فرمایا کہ نہیں۔ کیوں کہ تابعی ہونے کے لیے قرب زمانی شرط ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ۔

اور فرمایا کہ رؤیت (یعنی دیکھنا) اصل میں ان آنکھوں سے نہیں ہوئی۔ باطنی آنکھوں سے ہوئی۔ اُس دیکھنے والے کو پتہ نہیں چلتا۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں ان آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر ان آنکھوں کو بند کر لے تو بھی دیکھ لے گا۔ اس واسطے بھی صحابی نہ ہوئے[1]

فصل : حاضرات کا عمل اور اسکی حقیقت

انگوٹھی یا (ناخن) وغیرہ کے ذریعہ سے جو حاضرات کا عمل کیا جاتا ہے۔ یہ سب واہیات ہے اس جگہ جن وغیرہ کچھ بھی حاضر نہیں ہوتے۔ بلکہ جو کچھ عامل کے خیال میں ہوتا ہے۔ عامل جو کچھ بھی اپنے پورے تخیل سے کام لیتا ہے وہی اس میں نظر آنے لگتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس عمل کے لیئے بچہ یا عورت کا ہونا شرط ہے کیوں کہ ان کے خیالات زیادہ پراگندہ نہیں ہوتے۔ اور ان میں شک کا مادہ بھی کم ہے۔ اس لیئے ان کی قوت متخیلہ (یعنی خیالات) جلدی متاثر ہوتے ہیں۔ اور اگر

---

[1] الکلام الحسن صہ ۱۰۳ ۔

کوئی عقلمند ہوگا تو اس کو شبہات پیش آئیں گے اس لیئے عامل کو کامیابی نہ ہو سکے گی چنانچہ ایک صاحب کہتے تھے کہ میں نے ایک انگوٹھی ایک بچہ کو دی پھر جو کچھ میرے خیال میں تھا سب اس کو نظر آنے لگا۔ تھوڑی دیر میں میں نے اس طرف سے توجہ ہٹالی اور ایک کتاب دیکھنے لگا تو وہ سب صورتیں اس بچہ کی نظر سے غائب ہو گئیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تو محض کھیل ہے، اسی واسطے اگر ایک شخص ارادہ کرے کہ صورتیں نظر آئیں اور دوسرا شخص جو پہلے سے زیادہ قوت خیال والا پختہ ارادہ کرے کہ صورتیں نظر نہ آئیں تو ہرگز نظر نہ آئے گا۔[1]

اسی طرح مسمریزم کے عمل میں روحیں وغیرہ کچھ نہیں آتیں صرف اس شخص کا ارادہ اور اس کی قوت خیالیہ ہوتی ہے جو شخص ہو کر نظر آتی ہے۔ اسی طرح تسخیرِ ہمزاد کوئی چیز نہیں۔ اور لطف یہ کہ خود عامل بھی اس دھوکہ میں ہیں کہ کوئی چیز آتی ہے۔[2]

بعض لوگ حاضرات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے جنات حاضر ہوتے ہیں اور کسی عورت یا نابالغ بچہ کے ہاتھ میں کوئی نقش یا انگوٹھے پر سیاہی اور تیل لگا کر اسکو نگاہ جما کر دیکھنے کو کہتے ہیں اور اس کو کچھ صورتیں نظر آنے لگتی ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ جن ہیں اور جنات کا وجود واقعی دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ مگر صورت مذکورہ میں جنات کے آنے کا دعویٰ محض دوسروں کو دھوکہ دینا یا خود دھوکہ میں مبتلا ہوتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ عامل جب تصور جما کر بیٹھتا ہے کہ معمول کو ایسا نظر آئے گا تو اس عامل کی قوت خیالیہ سے معمول (جس پر عمل کیا جارہا ہے اس) کے خیال میں

---

[1] ملفوظات دعوات عبدیت ص ۱۰۶/۱۴، [2] ” ” ص ۱۰۷/۱۴۔

وہ تصورات متشکل و متمثل نظر آجاتے ہیں۔ یعنی عامل کے تصورات معمول کو شکل و صورت میں نظر آنے لگتے ہیں) سو یہ مسمریزم کا ایک شعبہ ہے جس کی بنیاد محض خیال ہے۔ اس میں کوئی خارجی چیز موجود نہیں ہوتی۔ اسی لیے اکثر ایسا ہوا ہے کہ اگر عامل کسی اور طرف متوجہ ہو گیا تو معمول کی نظر سے وہ سب چیزیں غائب ہو گئیں۔ اور اسی وجہ سے معمول (جس پر عمل کیا جائے) اکثر ضعیف العقل (یعنی عورت) اور ضعیف القلب تجویز کیا جاتا ہے جس میں قوت انفعالیہ زائد ہوتی ہے۔ عقلمند پر ایسا اثر نہیں ہوتا اور اگر شاذ و نادر عامل کی قوت بہت ہی زیادہ ہو یا صرف معمول کی یکسوئی کافی ہو جائے تو بھی ہمارے دعوی میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ افسوس ہے کہ مسمریزم والے اس کو ارواح کا انکشاف و تصرف سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بالکل باطل ہے۔[1]

عاملین کا دعویٰ اور میرا تجربہ

فرمایا بہت سے تعویذ گنڈے والے حاضرات کے ذریعہ معلومات حاصل کرنے کے قائل ہیں اور میرا تجربہ ہے کہ حاضرات محض خیالات کا تصرف ہے اگر اس مجلس میں کوئی آدمی یہ خیال جما کر بیٹھے کہ یہ کچھ نہیں بالکل باطل (اور جھوٹ) ہے تو حاضرات کا ظہور اُسے نہ ہو سکے گا۔ ہم نے خود اس کا تجربہ کیا ہے کہ جب تک یہ خیال جمائے بیٹھے رہے حاضرات والے عاجز ہو گئے۔ کچھ بھی نظر نہ آیا۔ اور جب یہ خیال ہٹا لیا تو سب کچھ نظر آنے لگا۔[2]

---

[1] التقی فی احکام الرقی ص۲۹۔

[2] مجالس حکیم الامت ص۱۰۹۔

حاضرات کے ذریعہ گمشدہ لڑکے کا پتہ معلوم کرنا

ایک صاحب نے حاضرات کا ذکر کیا کہ کسی کا لڑکا واقعی بھاگ گیا ہے۔ اس نے حاضرات کا عمل کرا کے معلوم کرایا تو سب نشان بتلا دیئے کہ (فلاں جگہ موجود ہے) اس پر فرمایا کہ حاضرات کوئی چیز نہیں محض خیال کے تابع ہیں۔ مجھے اس کا پورے طور سے تجربہ ہے۔ یہ سب بالکل واہیات ہے۔ جس مجلس میں حاضرات کا عمل کرایا گیا ہوگا اس میں ضرور کوئی شخص ایسا ہوگا جو اپنے خیال میں لڑکے کو ان پتوں کی جگہ جانتا ہوگا[1]۔

جنات کو جلانے کا شرعی حکم

سوال[۵۵]:- اگر کسی بچہ یا عورت پر جن کا شبہ ہوتا ہے تو عاملین جنات کو جلا دیتے ہیں۔ آیا جنات کو جلا کر مار ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:- اگر کسی تدبیر سے پیچھا نہ چھوڑے تو درست ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اس تعویذ میں یہ عبارت لکھ دے کہ اگر نہ جائے تو جل جائے (یعنی جلانے سے پہلے اس کو آگاہ کر دے کہ اگر تم نہ جاؤ گے تو میں جلا دوں گا۔ پھر بھی اگر کئی بار کہنے کے بعد نہ جائے تو جلانے کی اجازت ہے[2]۔

[2] امداد الفتاوی ص۳۴۸ ج۴

---

[1] ملفوظات اشرفیہ ص۱۹۷

باب ۱۴

مسمریزم، قوتِ خیال، توجہ و تصرف کا بیان

مسمریزم اور قوتِ خیال کی تاثیر

فرمایا کہ چیونٹیاں جو مٹھائی، وغیرہ پر چڑھتی ہیں اگر سانس روک کے وہ مٹھائی وغیرہ رکھی جائے تو اس پر چیونٹیاں نہیں چڑھتیں۔ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے۔ یہ عمل بھی مسمریزم کی ایک قسم ہے۔ ایسے اعمال میں اصل فاعل عامل کی قوت خیالیہ ہے اور خیال کی قوت مسلّم ہے۔

میں نے بلا واسطہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رح سے سنا ہے کہ ایک شخص کو یہ خیال ہوا کہ شیر آیا اور کمر پر پنجہ مار گیا۔ اس کے اس خیال سے پنجہ کا نشان کمر پر ہو جاتا تھا۔ اور اس سے خون گرتا تھا۔ مسمریزم کی حقیقت یہی ہے باقی روحوں وغیرہ آنا سب فضول دعویٰ ہے۔ یہ سب صرف خیال کی کرشمہ کاریاں ہیں[1]

---

[1] ملفوظات حکیم الامت صفحہ ۱۴۲ قسط ۱۰ ۔

مسمریزم اور باطنی قوت استعمال کرنے کا

شرعی حکم

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمریزم کا سیکھنا اور اس پر عمل کرنا اور یقین کرنا مسلمانوں کے لیے کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز اور ایک میز تین پاؤں کی بچھا کر مردہ روحوں کو بلا کر سوال و جواب کرتے ہیں اور روحوں سے دریافت کر کے تبلاتے ہیں کہ تمہارا کام ہوگا یا نہیں ہوگا ؟ اس پر مسلمانوں کو یقین کرنا کیسا ہے۔

الجواب

پہلے مسمریزم کی حقیقت سمجھنا چاہیے پھر حکم سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی اس عمل کی حقیقت یہ ہے کہ قوت نفسانیہ (یعنی اندرونی و باطنی قوت) کے ذریعہ بعض افعال صادر کرنا۔ جیسے اکثر افعال جسمانی قوت کے ذریعہ سے صادر

کیئے جاتے ہیں۔ پس نفسانی (باطنی) قوت بھی جسمانی قوت کے افعال صادر ہونے کا ایک آلہ (اور ذریعہ) ہے۔

اور اس کا حکم یہ ہے کہ جو افعال فی نفسہا (اپنی ذات میں) مباح ہیں ان کا صادر کرنا بھی اس قوت سے جائز ہے اور جو افعال غیر مباح (ناجائز) ہیں ان کا صادر کرنا بھی ناجائز۔ مثلاً جس شخص پر اپنا قرض واجب ہو اور وہ وسعت بھی رکھتا ہو۔ اس قوت سے اس کو مجبور کر کے اپنا حق وصول کر لینا جائز ہے اور جس شخص پر جو حق واجب نہ ہو جیسے چندہ دینا، یا کسی عورت کا کسی شخص سے نکاح کر لینا، اس کو مغلوب کر کے اپنا مقصود کر لینا حرام ہے۔ یہ تو اس کا فی نفسہ حکم تھا۔

اور ایک حکم عارض کے اعتبار سے ہے کہ اس میں اگر کوئی مفسدہ خارج سے شامل ہو جائے تو اس مفسدہ کی وجہ سے بھی اس میں عارضی ممانعت ہو جائے گی مثلاً اس کو کشف واقعات کا ذریعہ بنانا (یعنی موجودہ یا آئندہ کے حالات معلوم کرنا) جس پر کوئی شرعی دلیل نہیں۔ مثلاً چور کا دریافت کرنا یا مُردوں کا حال پوچھنا۔ یا کسی کام کا انجام پوچھنا۔ یا ارواح کے حضور کا اعتقاد کرنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے کہ یہ سب محض جھوٹ تلبیس اور دھوکہ ہے جس میں خود اکثر عمل کرنے والے مبتلا ہیں اور اسی جہالت پر ان کی تصنیفات اس فن میں مبنی ہیں۔ اور بعض لوگ دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مسمریزم سے ان چیزوں کا کوئی تعلق نہیں اور اگر بالفرض ہوتا بھی تب بھی کہانت اور عرافت اور نجوم کی طرح اس سے کام لینا اور اس پر اعتقاد کرنا حرام ہوتا۔ چونکہ احقر کو اس عمل کا خود تجربہ ہے اس لیے مذکورہ تحقیق میں کچھ تردد نہیں۔

(بوادر النوادر ص ۶۴۳ حکمۃ ۸۵)

مسمریزم یا علم التراب

فرمایا مسمریزم کو عمل التراب کہتے ہیں کیونکہ زمین میں قوت برقیہ ہے بعض حکماء اسی کے ذریعہ سے کلکتہ کا حال یہیں سے بیٹھے بیٹھے معلوم کر لیتے تھے بلکہ تار کے خبر رسانی کا جو ذریعہ نکلا ہے وہ بھی یہی قوت برقیہ ہے جو زمین میں ہے ۔ ۲

میں نے بلا واسطہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے سنا ہے کہ ایک شخص کو یہ خیال ہوتا تھا کہ شیر آیا اور کمر پر پنجہ مار گیا اس کے اس خیال سے پنجہ کا نشان کمر پر ہو جاتا تھا اور اس سے خون گرتا تھا مسمریزم کی یہی حقیقت ہے باقی ارواح وغیرہ کا آنا سب فضول دعوے ہیں صرف خیال کی کرشمہ کاریاں ہیں ۔ ۳

ایک شخص کی نظر چھت پر پڑنے سے وہ چھجہ گر گیا تھا۔ اور ایک شخص نے نظر کی مشق کی تھی وہ جہاز ڈبو دیتا تھا

"مسمریزم" اس عمل کی حقیقت یہ ہے کہ قوت نفسانیہ کے ذریعہ سے بعض افعال کا صادر کرنا۔ جیسے اکثر افعال قویٰ بدنیہ کے ذریعہ سے صادر کئے جاتے ہیں پس قوت نفسانیہ بھی مثل قویٰ بدنیہ کے صدور افعال کا ایک آلہ ہے۔

اور اس کا حکم یہ ہے کہ جو افعال فی نفسہا مباح ہیں ان کا صادر کرنا بھی جائز مثلاً جس شخص پر اپنا قرض واجب ہو اور وہ ادائیگی کی وسعت بھی رکھتا ہو تو اس قوت سے اس کو مجبور کر کے اپنا حق وصول کر لینا جائز ہے اور جس شخص پر جو حق واجب نہ ہو جیسے چندہ دینا یا کسی عورت کا کسی شخص سے نکاح کر لینا اس کو مغلوب کر کے اپنا مقصد حاصل کرنا حرام ہے۔ یہ اس کا فی نفسہ حکم ہے اور ایک حکم عارض کے اعتبار سے ہے کہ اگر اس میں کوئی مفسدہ خارج سے منضم ہو جائے تو اس مفسدہ کی ممانعت ہو جائے گی

ا حسن العزیز ص ۲۹۹ ج ا ۲ الافاضات الیومیہ ص ۲۵۵ ۳ حسن العزیز ص ۳۶۱ ج ۲

مسمریزم کی حقیقت اور اس کا حکم

سوال :- مسمریزم ایک علم ہے جس میں طبیعت کی اور نظر کی یکسوئی کی مہارت چند روز حاصل کی جاتی ہے پھر اس سے بہت سی باتیں حاصل ہوتی ہیں مثلاً کسی کو نظر کے زور سے بیہوش کر دینا پوشیدہ اسرار پوچھنا وغیرہ ذالک جیسے حکمار اشراقین کیا کرتے تھے اس کا حاصل کرنا درست ہے یا نہیں ۔

الجواب :- چونکہ مشاہدہ سے اس پر مفاسد کثیرہ کا ترتب معلوم ہوا ہے جیسے انبیار و اولیار کے کمالات کو اسی قبیل سے سمجھنا، ان کے ساتھ مساوات و مماثلت کا دعویٰ یا زعم کرنا، عامل میں عجب پیدا ہونا، بعض اغراض غیر مباحہ میں تصرف سے کام لینا، دوسرے عوام کے لئے گمراہی اور فتنہ کا سبب بننا وغیر ذالک ۔

اس لئے یہ فن بالذات گو قبیح نہ ہو مگر عوارض و مفاسد مذکورہ کی وجہ سے قبیح لغیرہ کی قسم میں داخل ہو کر منہی عنہ اور حرام ہے چنانچہ ماہر اصول فقہ پر یہ قاعدہ مخفی نہیں ۔ؕ

ؕ امداد الفتاویٰ ص۲۳۶

مسمریزم اور توجّہ کا فرق

اس مقام پر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ توجّہ کی حقیقت مسمریزم کی حقیقت ایک ہی ہے۔ بس اتنا فرق ہے کہ اگر کوئی بزرگ اپنی قوت نفسانی سے کام لینے لگے اس کو اصطلاح میں توجہ کہتے ہیں۔ اور اگر ایک آوارہ (بددین) آدمی قوت نفسانی سے کام لے اسے مسمریزم کہتے ہیں۔ باقی حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے کہ دونوں ہی میں نفسانی قوت اور خیال سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض لوگ توجہ کو بڑا کمال سمجھتے ہیں مگر حقیقت میں یہ کچھ بھی نہیں۔

ایک فاسق فاجر بلکہ کافر شخص بھی توجّہ سے اثر ڈال سکتا ہے۔ اس کا مدار مشق پر ہے۔ اور بعض لوگ فطری طور پر بغیر مشق ہی کے صاحب تصرّف ہوتے ہیں۔ یہ کچھ کمال نہیں۔ کیوں کہ جو کام کافر بھی کر سکے وہ مسلمان کے واسطے کمال کیوں کر ہو جائے گا۔[1]

تصرّف کا شرعی حکم

تصرف کا شرعی حکم یہ ہے کہ فی نفسہٖ وہ مباح وجائز ہے۔ اور پھر غرض اور مقصد کے تابع ہے۔ یعنی اگر اس کا استعمال کسی جائز اور پسندیدہ غرض کے لیے کیا جائے تو یہ محمود سمجھا جائے گا۔ جیسے مشائخ صوفیاء کے تصرّفات۔ اور اگر کسی مذموم (برے) مقصد کے لیے کیا جائے تو مذموم ہوگا۔ پھر مذمت وکراہت میں جو درجہ اس کی غرض اور مقصد کا ہوگا اسی کے مطابق اس کی مذمت وکراہت میں کمی بیشی ہوگی۔[2]

---

[1] تعیم التعیم۔ التبلیغ ص ۱۱۲ [2] بوادر النوادر ص ۹۸۳۔

انسان کی قوت خیالیہ جنات کی قوت خیالیہ سے زیادہ قوی ہوتی ہے

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ جو عامل جن کو دفع کر دیتے ہیں یہ کس چیز کا اثر ہوتا ہے ؟ فرمایا کہ یہ قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہے۔ اسی کا تصرف ہوتا ہے عرض کیا کہ اگر وہ جن بھی اپنی قوت خیالیہ سے کام لے ؟ فرمایا کہ ممکن تو ہے۔ مگر انسان کی قوت دافعہ کا مقابلہ جن نہیں کر سکتے۔ ان کی قوت دافعہ ایسی قوی نہیں ہوتی۔[1]

مسمریزم اور قوت خیال کے کرشمے

مسمریزم میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ بھی عالم خیال ہوتا ہے۔ اور یہ جو حاضرات واضرات ہے یہ بھی وہی ہے۔ محض قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہے۔ روح دوح کچھ نہیں ہوتی۔ اسی واسطے بچوں پر یہ عمل چلتا ہے۔ بچے کو آئینہ دکھا کر پوچھتے ہیں کہ دیکھو بھنگی آیا، سقہ آیا۔ یا عورتوں پر یہ عمل چلتا ہے کیوں کہ ان میں بھی عقل کم ہوتی ہے یا کوئی مرد ہو جو بہت ہی بے وقوف ہو اس پر بھی چل جاتا ہے۔ اور اثر ڈالنے کے لیے بڑی بڑی ترکیبیں کرتے ہیں۔ ناخن پر سیاہی لگا کر کہتے ہیں کہ نہایت غور کے ساتھ اس سیاہی کے اندر دیکھتے رہو۔ یہ اس وجہ سے کرتے ہیں تاکہ خیالات بالکل یکسو ہو جائیں۔ چنانچہ طلسمی انگوٹھی میں جو چیزیں نظر آتی ہیں اس کا یہی راز ہے۔

ایک صاحب کے پاس طلسمی انگوٹھی تھی ان کے ایک دوست تھانیدار تھے ان کی پیشانی پر زخم لگا تھا پھر وہ زخم اچھا ہو گیا تھا۔ وہاں بھی شرط یہ تھی کہ دیکھنے والا

---

[1] ملفوظات حکیم الامت صفحہ ۲۵۶ قسط ۲

کوئی بچہ ہو یا عورت۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ خود عامل کو کچھ نظر نہیں آتا۔ معمول کو جس چیز پر عمل کیا جاتا ہے اس کو نظر آتا ہے۔

اور عامل کی جہاں ذرا توجہ ہٹتی ہے فوراً وہ تصویریں غائب ہو جاتیں ہیں ایک مرتبہ اسی قسم کے واقعہ میں میں نے ایک صاحب سے کہا تھا کہ بتلائیے اسکی کیا وجہ تھی کہ روح غائب ہو جاتی تھی کیا آتے جاتے روح تھک گئی تھی۔ یالا حول لکھی تھی۔؟

الغرض اس طرح کے تصرفات اور ایسے تخیلات ہوا کرتے ہیں [1]

چور معلوم کرنے کا عمل بھی مسمریزم کی قسم ہے

چور کے عمل میں لوٹا وغیرہ گھوم جانا یہ محض قوت خیالیہ کا اثر ہے جو مسمریزم کا شعبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس پر زیادہ خیال ہوتا ہے اسی کا نام نکل آتا ہے چنانچہ اگر دو عاملوں کے سامنے دو مختلف آدمیوں پر چوری کا گمان ظاہر کر دیا جائے اور وہ دونوں الگ الگ اس عمل کو کریں تو پھر دونوں جگہ مختلف نام نکلیں گے۔ یہی حال مسمریزم کے تصرفات کا ہے جس سے سوالوں کے جوابات حاصل کرتے ہیں۔ اور جس کو اس کے مشاق (جنہوں نے باقاعدہ مشق کی ہو وہ اس کو) غلطی سے ارواح کا تصرف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں وہ تصرف ہوتا ہے قوت خیالیہ کا۔ اور اس کا امتحان بھی اسی مذکورہ طریقہ سے ہوتا ہے جس کا دل چاہے آزمالے۔

بلکہ اس سے زیادہ قوی اور صریح دلیل سے اس کا امتحان خود بندہ

---

[1] التبلیغ۔ ۲ اثار المربع ص۱۱۔

نے کیا ہے وہ یہ کہ (بعض عاملوں نے میرے سامنے) ایک میز منگا کر اس پر عمل کیا اور زبان سے یہ کہا گیا کہ اگر حقیقت میں اس میں روحیں آتی ہیں تو میز کا فلاں پایہ مثلاً ایک بار اٹھے۔ اور اگر روحیں نہیں آتیں تو وہ پایہ دو بارہ اٹھ جائے اس کے بعد عمل کے اثر سے دوبارہ پایہ زمین سے اٹھا۔ پس مذکورہ فن کے قاعدہ ہی سے تصرفات کا منشا (اور اس کا سبب) قوت خیالیہ ہونا ثابت ہو گیا چونکہ میرا یہ اعتقاد تھا کہ واقعی روحیں نہیں آتیں اس لیۓ اسی کے موافق جواب نکلا۔ اور جس کا اعتقاد اس کے خلاف ہو گا اس کو اس کے خلاف جواب ملے گا گو دونوں اعتقادوں میں صحیح و باطل کا فرق ہے۔ اور یہ قوت خیالیہ عجیب چیز ہے جس سے عجیب غریب امور ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ناواقف لوگ اس کو غلطی سے قوت قدسیہ کی طرف منسوب سمجھتے ہیں[1]

غائب اور مردہ شخص کی تصویر دکھلانیوالا عمل

ایک مرتبہ طلسمی انگوٹھی ہندوستان میں مشہور ہوئی تھی جس میں غائب اور مردہ آدمیوں کی تصویریں نظر آتی ہیں۔ اس کا مدار بھی محض خیال پر تھا۔ اس لیے اس میں یہ شرط تھی کہ اس انگوٹھی کو کوئی عورت یا بچہ دیکھتا رہے تو اس کو صورتیں نظر آئیں گی۔ اس میں راز یہی تھا کہ تم نے کسی آدمی کا تصور کیا اور اس کا خیال جمایا تو تمہارے خیال کا اثر انگوٹھی دیکھنے والے کے خیال پر پڑا۔ اس کو وہی صورتیں نظر آنے لگیں۔ اور اگر تم کسی کا تصور نہ کرو بلکہ یہ خیال جما لو کہ اس کو کوئی صورت نظر نہ آئے تو اس کو ہرگز ایک صورت بھی نظر نہ آئے گی۔

---

[1] التقی فی احکام الرقی ص۲۸

کانپور میں ایک مولوی صاحب نے کچھ مشق کی تھی جس سے غائب لوگوں کی صورتیں دکھا دیا کرتے تھے۔ ان کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی آدمی آیا اور اس نے درخواست کی کہ مجھے فلاں شخص کی صورت دکھلا دو۔ انہوں نے اس سے کہا کہ جاؤ وضو کر کے حجرہ میں بیٹھ جاؤ۔ ادھر انہوں نے گردن جھکا کر توجہ کی، تھوڑی دیر میں اسے کچھ بادل وغیرہ نظر آتے تھے پھر اس شخص کی صورت نظر آجاتی تھی۔ اس کی بھی یہی حقیقت تھی کہ وہ مولوی صاحب توجہ سے دوسرے کے خیال پر اثر ڈالتے تھے جس کی وجہ سے اس کے خیال میں وہ صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ

اس قسم کے عملیات کی کاٹ

ایک مرتبہ ان کی مجلس میں ایک طالب علم بیٹھے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے درخواست کی کہ مجھ کو فلاں بزرگ کی صورت دکھلا دیجئے۔ وہ حسب معمول ادھر متوجہ ہو گئے۔ اس کے بعد طالب علم نے چپکے چپکے یہ آیت پڑھنی شروع کی۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔

تو اس شخص کو شروع شروع میں تو کچھ مقدمات نظر آنے لگے تھے لیکن جب اس طالب علم نے یہ آیت پڑھنی شروع کی تو وہ بھی سب غائب ہو گئے۔ اب وہ بزرگ پوچھتے ہیں کہ کچھ نظر آیا۔ اس نے کہا کہ جو کچھ نظر آیا تھا وہ بھی سب غائب ہو گیا اور صورت تو کیا نظر آتی۔ غرض انہوں نے بڑا ہی زور لگایا مگر خاک بھی نظر نہ آیا اور اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

تو بات کیا تھی اُس طالب علم نے جب ان کے خیال کے خلاف جمایا تو دونوں میں تصادم (ٹکراؤ) ہو گیا اور کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ ان عملیات اور سحر وغیرہ کا اثر محض خیال پر ہے۔ اسی لیے معمول (یعنی جس پر عمل کیا جائے اور

عمل کے ذریعہ تصویر وغیرہ دکھائی جائے اس میں معمول (کسی بچہ یا عورت کو بناتے ہیں کیوں کہ ان میں عقل کم ہوتی ہے۔ اور ان کو جو کچھ سمجھا دیا جاتا ہے وہ ان کے خیال میں جم جاتا ہے۔ اور اسی خیال کے مطابق صورتیں نظر آنے لگتی ہیں۔ عقلمند آدمی پر اس کا اثر کم ہوتا ہے کیوں کہ اسے وہم (دوسرے خیالات) آتے رہتے ہیں۔ کہ دیکھیے ایسا ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کم عقل ذاکر پر احوال و کیفیات زیادہ ہوتے ہیں کیوں کہ اس کو یکسوئی زیادہ ہوتی ہے۔ اور عقلمند پر کیفیات کم ہوتی ہیں کیوں کہ اس کا دماغ ہر وقت کام کرتا رہتا ہے[1]

افلاطون کی قوّتِ خیال وقوّتِ تصرّف کا عجیب واقعہ

ایک بار بادشاہ وقت افلاطون کے پاس آیا اور امتحان کے بعد اس نے بادشاہ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی۔ جب رخصت ہونے لگا تو افلاطون نے کہا کہ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے دل سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ دنوں تک تنہائی میں رہتے رہتے خبط ہوگیا ہے یہ جنون ہی تو ہے کہ آپ کی ایسی ٹوٹی پھوٹی حالت اور بادشاہوں کی دعوت کرنے کا حوصلہ ؛ اور بادشاہ بھی اس خیال میں معذور تھا۔

افلاطون نے چاہا تھا کہ بادشاہ کو ایک خاص نفع پہنچاؤں اور دنیا کی حقیقت و بے ثباتی دکھلاؤں، جس پر اس کو بڑا ناز ہے اس لیئے افلاطون نے کہا تھا کہ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں یہ سن کر بادشاہ نے دل میں تو یہی کہا کہ واقعی اس کے دماغ میں خلل معلوم ہوتا ہے۔ اس کے پاس ضروری سامان

---

[1] تعمیم التعلیم، التبلیغ ص۲۳۹۔

تک نہیں یہ مجھے کھلائے گا کیا، لیکن زبان سے یہ بات تو ادب کی وجہ سے نہ کہہ سکا اور یہ عذر کیا کہ آپ کو خوامخواہ تکلیف ہوگی۔ افلاطون نے کہا کہ نہیں مجھے تکلیف نہیں ہوگی۔ میرا جی چاہتا ہے جب اصرار دیکھا تو بادشاہ نے دعوت منظور کر لی اور کہا کہ اچھا آجاؤں گا اور ایک آدھ ہمراہی میرے ساتھ ہوگا۔ افلاطون نے کہا کہ نہیں۔ لشکر، فوج، امراء سب کی دعوت ہے۔ غرض ایک ساتھ دس ہزار کی دعوت کر دی، اور لشکر بھی معمولی نہیں، خاص شاہی لشکر۔ بادشاہ نے کہا خیر خبط تو ہے ہی یہ بھی سہی۔ غرض متعین تاریخ پہ بادشاہ مع لشکر اور تمام امراء و وزراء افلاطون کے پاس جانے کے لیئے شہر سے باہر نکلا تو کئی میل پہلے سے دیکھا کہ... چاروں طرف استقبال کا سامان نہایت شان وشوکت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ہر شخص کے لیئے اس کے درجہ کے موافق الگ الگ کمرہ موجود ہے اور دو طرفہ باغ لگے ہوئے ہیں۔ رات کا وقت تھا ہزاروں قندیل جگہ جگہ ناچ رنگ نہریں، یہ اور وہ (طرح طرح کے ساز وسامان) ایک عجیب منظر پیش نظر تھا۔ اب بادشاہ نہایت حیران کہ یا اللہ یہاں تو کبھی ایسا شہر تھا نہیں۔ غرض ہر شخص کو مختلف کمروں میں اتارا گیا اور ہر جگہ نہایت اعلیٰ درجہ کا سامان فرش فروش، جھاڑ فانوس، افلاطون نے خود آکر مدارات کی اور بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔ ایک بہت بڑا مکان تھا اس میں سب کو جمع کر کے کھانا کھلایا گیا۔ کھانے ایسے لذیذ کہ عمر بھر کبھی نصیب نہ ہوئے تھے۔ بادشاہ کو بڑی حیرت کہ معلوم نہیں کہ اس شخص نے اس قدر جلد یہ انتظامات کہاں سے کر لیئے بظاہر اس کے پاس کچھ پونجی بھی نہیں معلوم ہوتی۔ یہاں تک کہ جب سب کھا پی چکے تو عیش و طرب (مستی) کا سامان ہوا۔ ہر شخص کو ایک الگ کمرہ سونے کو دیا جو ہر قسم کے ساز وسامان سے آراستہ پیراستہ تھا۔ اندر گئے تو دیکھا کہ عیش کی تکمیل کیلئے ایک ایک حسین عورت بھی ہر جگہ موجود ہے۔ غرض سارے سامان عیش کے موجود

تھے۔ خیر وہ لوگ کوئی متقی پرہیزگار تو تھے نہیں، بلکہ خوامخواہ کے آدمی تھے مرد آدمی مہمانی کا یہ رنگ دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور رات بھر بڑے عیش اڑائے کیوں کہ ایسی رات انہیں پھر کہاں نصیب ہوتی یہاں تک کہ سو گئے۔

جب صبح آنکھ کھلی تو دیکھتے کیا ہیں کہ نہ باغ ہے، نہ درخت ہیں بلکہ پتھریلا علاقہ ہے اور ایک ایک پولا۔۔۔۔سب کی بغل میں ہے اور پاجامہ خراب ہے یہ عورتیں تھیں، سب لوگ بڑے شرمندہ ہوئے کہ لاحول ولاقوۃ یہ کیا قصہ ہے۔ بادشاہ کی بھی یہی حالت تھی۔ افلاطون نے بادشاہ سے کہا کہ تم نے دیکھا یہ ساری دنیا جس پر تمہیں اتنا ناز ہے ایک خیال کا عالم ہے۔ اور اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ افلاطون کے خیال کا اس قدر قوی تصرف تھا کہ اس نے یہ خیال جما لیا کہ ان سب کے متخیلہ (یعنی دل و دماغ) میں یہ ساری چیزیں موجود ہو جائیں بس سب کو وہی نظر آنے لگیں۔ جب وہ لوگ سو گئے اس نے اپنے اس خیال کو ہٹا لیا۔ پھر صبح اٹھ کر جو انہوں نے دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔

افلاطون ریاضت و مجاہدہ بہت کئے ہوئے تھا اس لئے یہ قوت اسکے خیال میں پیدا ہو گئی تھی۔ یہ تصوف نہیں ہے بلکہ تصرف ہے یہ اور چیز ہے اور وہ اور چیز ہے۔

افلاطون نے کہا کہ جیسے تمہیں ان چیزوں میں مزہ آتا ہے مجھے بالکل نہیں آتا کیوں کہ مجھے ان کی حقیقت معلوم ہے۔ تو واقعی جو کچھ نظر آیا وہ عالم خیال تھا۔[1]

---

[1] آثار المرتبع، التبلیغ ص۱۰۹۔

جاہل صوفیوں، جوگیوں کا دھوکہ اور قوتِ

خیالیہ کا تصرف

فرمایا بعض درویشوں (جاہل مکار) صوفیوں کے یہاں یہ حالت سنی گئی ہے کہ جب کوئی مرید ہونے لگتا ہے تو بعض اعمال کی وجہ سے جو وہ اپنے اندر دوسرے کی قوت متخیلہ میں تصرف کرنے کی مشق کر لیتے ہیں۔ تو وہ (اسی قوت متخیلہ سے) چاند و سورج مرید کو دکھاتے ہیں۔ سورج کو بتلاتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ ہیں اور چاند کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بتلاتے ہیں اور مرید یقین کر لیتا ہے اور بیچارہ ہمیشہ اسی میں مبتلا رہ کر برباد ہو جاتا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس سے زیادہ آفت یہ ہے کہ بعض مقامات میں بہت سے انوار دکھلاتے ہیں۔ مشائخ کی ارواح میں سے سب کا نام متعین کر رکھا ہے مثلاً یہ کہ یہ روح حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کی ہے یہ حضرت شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ اور مرید کو بتلایا جاتا ہے کہ یہ فلاں بزرگ کی روح ہے اور یہ فلاں بزرگ کی۔ اور حقیقت میں وہ سب شیطانی معاملات ہوتے ہیں۔ اور صرف قوت متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ مرید بیچارہ یقین کر لیتا ہے کہ میں نے بزرگوں کو دیکھا۔ یہ آفت اس زمانہ میں ہو رہی ہے۔ اللہ محفوظ رکھے [1]

---

[1] مقالات حکمت دعوات عبدیت ص۲۲ ۔

اہلِ باطل کے تصرّفات زیادہ قوی ہوتے ہیں

اہلِ حق کے تصرفات اتنے قوی نہیں ہوتے جتنے اہل باطل کے تصرفات قوی ہوتے ہیں۔ اور اہل حق کے تصرفات اتنے قوی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تصرفات کے اثر کی قوت کا دارمدار قوت خیالیہ پر ہے اور خیال میں قوت ہوتی ہے یکسوئی کے ساتھ اور حق کو اس خیال سے جو ذات حق کے علاوہ سے متعلق ہو زیادہ یکسوئی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ اہل حق کے دل میں تو صرف ایک ہی ذات بسی ہوئی ہے ان کے دل میں وہی حق تعالیٰ کا خیال رہتا ہے۔ لہٰذا غیر حق کی طرف جو ان کی توجہ ہوتی ہے اس توجہ میں ان کو پوری یکسوئی نہیں ہوتی بلکہ غیر کی طرف اتنی توجہ کہ جس میں تعالیٰ کا خیال بالکل نہ آئے یا مضمحل ہو جائے وہ اس کو خلاف غیرت بھی سمجھتے ہیں۔

تو چونکہ اہل حق کی وہ توجہ جو غیر حق کی طرف ہوتی ہے کمزور درجہ کی ہوتی ہے اس لیے اہل حق کو اس خیال میں پوری یکسوئی نہیں ہوتی لہٰذا اس خیال میں قوت بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ اور قوت خیالیہ ہی تصرف کے اثر کی قوت کا دارمدار تھا اس وجہ سے اہل حق کے تصرفات میں اتنی قوت بھی نہیں ہوتی جتنی اہل باطل کے تصرفات میں ہوتی ہے۔

دجّال کا تصرّف

اور اہل باطل کی اسی قوت تصرف کی وجہ سے حدیث میں ارشاد ہے کہ جب تم سنو کہ دجّال آیا ہے تو اس سے دور بھاگو۔ اور فرمایا کہ دجّال بھی بڑا صاحب تصرّف ہوگا۔ چنانچہ بعض لوگ اس کے تصرفات کو دیکھ کر اس کے

معتقد ہو جائیں گے [۱]

ایک عبرتناک حکایت

حضرت حکیم الامت رحمہ نے ہندوستان کے کسی مقام کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بزرگ گنگا کے کنارے چلے جا رہے تھے راستہ میں انہوں نے ایک جوگی کو دیکھا کہ وہ بیٹھا ہوا ہے اور اپنے چیلوں کو توجہ دے رہا ہے۔ یہ بھی تماشہ کے طور پر وہاں بیٹھ گئے۔ بس بیٹھنا تھا کہ ان کو یہ محسوس ہوا کہ ان کے قلب میں جو کچھ نور تھا وہ سب سلب ہو گیا۔ اور بجائے نور کے ایک سیاہی پورے قلب میں محیط ہو گئی۔ اور جی چاہنے لگا اور بے حد تقاضا ہونے لگا کہ بس اب تو اسی کے قدموں میں رہ کر ساری عمر گزار دوں۔ اب یہ بزرگ بڑے گھبرائے کہ یہ کیا بلا آئی۔ اس خیال کو بہت دفع کرتے ہیں مگر دفع ہونے کے بجائے بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ آخر کار ان کو اور کچھ تو سوجھا نہیں بس یہ خیال کیا کہ جہاں تک ہو سکے نفس کے اس تقاضہ کے خلاف کرو اور یہاں سے چل دو۔ چنانچہ اس جوگی کو برا بھلا کہتے ہوئے وہاں سے چلے آئے مگر اس کے بعد بھی ان کی یہی حالت رہی۔ اب یہ نہایت پریشان کہ اب کیا کروں مگر کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی۔ اسی حالت میں ان کی آنکھ لگ گئی۔ اور خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری دستگیری فرمائیے میں تو برباد ہو گیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے ایسی حرکت ہی کیوں کی۔ یعنی اس کے پاس کیوں بیٹھے تھے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ مجھ سے غلطی ہو گئی توبہ کرتا ہوں آئندہ کبھی ایسے شخص سے نہ ملوں گا۔ اس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر اپنا دستِ مبارک

---

[۱] القول الجلیل صفحہ ۶۵۔

پھیرا۔ دست مبارک کا پھیرنا تھا کہ وہ سیاہی اور ظلمت ان کے قلب سے بالکل ختم ہو گئی اور پھر وہی نور عود کر آیا۔ اور بالکل اطمینان وسکون پیدا ہو گیا۔[1]

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کا واقعہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت روز ہوا کرتی تھی ——— ایک مرتبہ راستہ میں ایک فقیر کو سنا اس سے ملنے گئے۔ تو اس نے شراب پیش کی انہوں نے انکار کیا۔ اس نے کہا کہ پچھتاؤ گے انہوں نے کچھ توجہ نہ کی۔ رات کو دیکھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے انہوں نے چاہا کہ وہ اندر جائیں مگر دیکھا کہ وہ فقیر دروازہ پر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک شراب نہ پیو گے ہرگز نہ جا پاؤ گے۔ چنانچہ محروم رہے۔ انہوں نے (یعنی شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رح نے) فرمایا کہ زیارت واجب نہیں اور شراب سے بچنا واجب ہے۔ دوسرے دن بھی یہی قصہ پیش آیا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ تیسرے دن بھی ایسا ہی دیکھا بس انہوں نے مجلس کے باہر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فقیر کو ڈانٹا اور فرمایا اخسا و یا کلب (اے کتے دور ہو) اور ان کو اندر بلا لیا۔ صبح کو انہوں نے اس فقیر کے مکان پر جا کر دیکھا تو وہ فقیر نہیں تھا۔ لوگوں سے پوچھا کہ فقیر کہاں گیا۔ کسی نے کہا معلوم نہیں ہاں اتنا دیکھا ہے کہ ایک کتا یہاں سے نکل کر چلا گیا۔ حضرت نے فرمایا ایسے تصرفات بھی اہل باطل کے ہوتے ہیں۔[2]

---

[1] القول الجلیل ص۵ ؛ [2] حسن العزیز ص ۳۲۰/۴

۲۰۵

کیا عمل کے ذریعہ مُردہ کی روح کو بلایا جا سکتا ہے

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک ایسا عمل ہے کہ اس کے ذریعہ سے جب چاہیں مردہ کی روح کو بلا سکتے ہیں کیا یہ ٹھیک ہے فرمایا کہ بالکل غلط ہے (البتہ) ارواح کے تصرف کا احتمال گو نہایت نادر ہے مگر (باذن اللہ تعالےٰ) ممکن ہے۔ اگرچہ عوام کے غلو پر نظر کر کے اس کی بالکلیہ نفی ان کے لئے اصلح (مناسب) ہے اور یہ استقرار ارواح فی البرزخ کے منافی نہیں (کیونکہ) وہ استقرار اصل عادت ہے اور کسی عادت کے سبب اذن الٰہی کے بعد اس سے انفصال خرق عادت ہے اور اس کا وقوع احیاناً متواتر المعنیٰ ہے تفسیر مظہری میں بھی اجمالاً اس سے تعرض کیا ہے تحت قولہ تعالےٰ بل احیاءٌ عند ربہم یرزقون کے

عجیب واقعہ

جس زمانہ میں میں کانپور میں تھا اس زمانہ میں (مجھ سے متعلق) ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک شخص ایسا ہے کہ اس کے ذریعہ سے جس مردہ کی روح کو چاہیں بلا سکتے ہیں مجھ کو یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی اور خود دیکھنا چاہا۔ اس شخص نے کہا کہ میں ان آدمیوں کو جو اس عمل کو کرتے ہیں بلا کر لاؤں گا اور آپ کے سامنے یہ عمل کراؤں گا چنانچہ وہ لوگ ہمارے پاس آئے یہ تین شخص تھے مگر ہم نے مدرسہ میں تو یہ شغل مناسب د

سمجھا اس لئے ایک دوسری جگہ اس کام کے لئے تجویز کی اس مکان میں صرف چھ شخص تھے تین وہ عامل اور ایک میں اور میرے ساتھ ایک مدرسہ کے مہتمم اور ایک مدرس۔ عصر کے بعد یہ اجتماع ہوا ان عاملوں نے ایک مدرسہ کے مہتمم اور ایک کیا کہ دونوں ہاتھوں کو رگڑ کر میز پر رکھا اور ادھر متوجہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود میز کا پایا اٹھا۔ انہوں نے کہا لیجئے اب روح آگئی انہوں نے کہا تمہارا کیا نام ہے؟

معلوم ہوا کہ "تجمل حسین" کوئی آواز نہ تھی کچھ اصطلاحات مقرر تھیں ان سے سوالات کے جوابات معلوم ہو جاتے تھے اب لوگوں نے مبتدع شخص کے لڑکے کی روح کو بلوایا اور اسی تجمل حسین کی روح کو مخاطب کر کے کہا کہ جاؤ اس شخص کی روح کو بلا لاؤ۔ اور جب جانے لگو تو فلاں پایہ کو اٹھا جانا اور جب تم اس کو لے کر آؤ تو اپنے آنے کی اطلاع اس طرح کرنا کہ اس پایہ کو پھر اٹھا دینا چنانچہ فوراً پایہ اٹھا معلوم ہوا کہ روح کو لینے گیا ہے تھوڑی دیر کے بعد پایہ اٹھا معلوم ہوا کہ جس کی روح کو بلایا تھا وہ بھی آگئی اصطلاحوں میں اس لڑکے کی روح سے سوالات کرنے شروع کئے اور اس کی طرف سے اسی اصطلاحوں میں جوابات دیئے گئے۔ اب ہم ناواقف لوگ بڑی حیرت میں تھے کہ کیا معاملہ ہے۔

ان لوگوں نے مجھ سے فرمائش کی آپ جس شخص کی روح کو بلوانا چاہیں تو ہم سے فرمائیے ہم اس شخص کی روح کو بلا دیں گے۔ چنانچہ میں نے حافظ شیرازیؒ کی روح کو بلوایا۔ وہی تجمل حسین سب روحوں کو بلا کر لاتا تھا۔ چنانچہ اسی طرح پایہ پھر اٹھا معلوم ہوا کہ حضرت حافظ صاحب بھی تشریف لے آئے میں نے کہا السلام علیکم۔ اصطلاح میں جواب ملا وعلیکم السلام پھر ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ آپ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ کلام پڑھیے ان کی روح خوش ہوگی چنانچہ میں نے ان کی غزل الا یا ایہا الساقی الخ پڑھی تو میز کا پایہ بار بار اور جلدی جلدی اٹھنے لگا اس سے یہ سمجھا جانے لگا کہ گویا حافظ

صاحبؒ کی روح اپنا کلام سن کر خوش ہو رہی ہے اور وجد میں آ رہی ہے ہم لوگ بڑے تعجب میں تھے اور کوئی وجہ سمجھ میں نہ آتی تھی اتنے میں مغرب کا وقت ہو گیا نماز پڑھنے کے لئے اٹھے ہم تینوں نے آپس میں گفتگو کی کہ یہ کیا بات ہے؟ اخیر میں یہ رائے قرار پائی کہ یہ سب کرشمے قوت خیالیہ کے ہیں ہوتے ہیں اب اس کا یہ امتحان کرنا چاہیئے کہ جب وہ لوگ عمل کرنے لگیں تو ہم تینوں یہ خیال کر کے بیٹھ جائیں کہ پایہ نہ اٹھے مہتمم صاحب بولے کہ وہ لوگ مشاق ہیں ہم لوگوں کی کوشش ان کے مقابلہ میں کیا کارگر ہو سکتی ہے میں نے کہا تم ابھی سے ہمت نہ ہارو نہیں تو کچھ بھی نہ ہو سکے گا یہی سمجھنا چاہیئے کہ ان کے خیال پر ہمارا خیال ضرور غالب آئے گا۔ امتحان تو کرنا چاہیئے چنانچہ ہم لوگ یہ مشورہ کر کے پھر مغرب کے بعد پہونچے اور ان لوگوں سے کہا کہ اس وقت پھر اپنا عمل دکھلاؤ انہوں نے پھر عمل کرنا شروع کیا ادھر ہم یہ تینوں یہ خیال جما کر بیٹھ گئے کہ پایہ نہ اٹھے چنانچہ ان لوگوں نے بہت کوشش اور بہت زور لگایا کہ پایہ اٹھے مگر کچھ نہ ہو سکا وہ لوگ بڑے شرمندہ ہوئے اور مجھ کو یقین ہو گیا کہ یہ سب قوت خیالیہ کے کرشمے ہیں

پھر اگلے روز ہم نے خود تجربہ کیا اور اسی طرح ہاتھ رگڑ کر میز پر رکھے اور ہم یہ تینوں سوچ کر بیٹھ گئے کہ فلاں پایہ اٹھے چنانچہ وہی پایہ اٹھا پھر یہ سوچا کہ اب کی مرتبہ فلاں فلاں دو پایہ اٹھیں چنانچہ وہ دونوں اٹھے پھر تیسرے پایہ کا خیال کیا تو وہ بھی اٹھنے لگا لیکن ان دونوں میں سے جو پہلے کے اٹھے ہوئے تھے ایک پایہ نیچے گر گیا تینوں ایک ساتھ نہ اٹھ سکے اس کے لئے زیادہ قوت کی ضرورت تھی پھر ہم نے میز پر بجائے ہاتھ رکھے ایک انگلی رکھ کر اسی طرح پائے اٹھائے پھر اس میز کے اوپر دوسری میز رکھی اور اس پر ہاتھ رکھ کر یہ سوچ کر کھڑے ہو گئے کہ اوپر والی میز کا فلاں پایہ اور نیچے والی میز کا فلاں پایہ اٹھ جائے چنانچہ اسی طرح اٹھ گئے غرض جسطرح چاہا

اسی طرح پائے اٹھ اٹھ گئے۔ اب ہمیں پوری طرح اطمینان ہو گیا۔

پھر ہم نے اسی قاعدہ کے موافق میز کو یہ خطاب کیا کہ اگر تجھ میں کوئی روح آئی ہے تو ایک بار فلاں پایہ اٹھے اور اگر نہیں آئی تو دو بار اٹھے چنانچہ دو بار اٹھا تو خود انہیں کے قاعدہ سے روح آنے کا غلط ہونا ثابت ہو گیا۔

اصل بات یہی ہے کہ یہ سب تصرفات خیال کے ہیں دوسری بات یہ سمجھنا چاہیئے کہ جب خزانہ خیال میں کوئی چیز آ جاتی ہے تو اس کے آجانے کا اگرچہ علم نہ ہو مگر اس کا اثر بھی عامل کی متخیلہ (قوت خیال) کے ذریعہ سے معمول پر بعض مرتبہ ایسا ہی پڑتا ہے جیسا اس صورت میں ہوتا ہے کہ جب عامل کو اس چیز کا ادراک یعنی علم العلم حاصل ہو جاتا۔

بہرحال یہ سب کرشمے قوت خیالیہ کے ہیں اس میں کسی روح کو دخل نہیں یہ سب اس عامل کی قوت متخیلہ کا اثر ہوتا ہے۔ اگر دو شخص ایک جگہ جمع ہوں تو ایک کے ذہن میں جو خیال ہوتا ہے وہ دوسرے کے ذہن میں بھی پہونچ جاتا ہے۔[1]

[1] الافاضات الیومیہ ص۱۰۴ تا ص۲۰۶ ج۸ حسن العزیز ص۱۵۱ تا ص۱۵۲ ج۱ ملفوظ ۱۳۵ امداد الفتاوی ص۳۸۹

باب ۱۵

اشتات۔ متفرقات

ایک پریشان شخص کا حال

سوال :۔ ایک بزرگ ہیں جن کی عمر ایک سو بیس سال کی ہے دنیاداروں کا ان کے پاس ہجوم رہتا ہے۔ آمدنی بھی خوب ہوتی ہے۔ یہاں کے رئیسوں میں ایک شخص ان کے چکر میں پھنس گئے۔ ان بزرگ نے ان کو یہ شغل بتلایا کہ پردہ بینی پر نظر جماؤ۔ اور میرا تصور کرو۔ وہ کرنے لگا اور عرصہ تک کیا۔ آنکھیں سرخ ہوگئیں اور آنکھوں پر پانی اتر آیا۔ جب پیر صاحب سے حال عرض کیا تو فرمایا کہ آنکھوں سے آنکھوں کو ملاؤ۔ جب پیر سے آنکھیں ملائیں (خدا معلوم) کیا اثر ڈالا کہ جدھر دیکھتے ہیں پیر صاحب کی تصویر طرف دکھائی دینے لگی۔ ان کے یہاں وصول (یعنی اللہ تک پہنچنا) یہی ہے کہ خدا پیر کی شکل میں دکھائی دیتا ہے جس کی وجہ سے اب وہ واصل ہوگئے (یعنی کامل ہوگئے) ہر وقت اس اثر سے اٹھتے بیٹھتے ان ہی کا تصور بندھ گیا یہی شغل تقریباً پانچ چھ سال تک رہا۔ اب وہ شخص پاگل ہوگیا۔ اس کا دماغ

ناؤف ہوگیا۔ دماغ کی قوت کے لیے بہت روپیہ صرف کیا سب نے یہی کہا کہ دماغ پر کوئی اثر پڑا ہے اگر وہ اثر مٹ جائے تو دماغ صحیح ہو سکتا ہے۔ الغرض سب کچھ تدبیریں کر چکا کچھ بھی مفید نہ ہوا۔ اب مجنونانہ کیفیت ہے۔ کچھ دنوں زنجیروں سے باندھ کر رکھا گیا۔ اب کچھ سنبھلا ہے۔ ایک مہینہ کا عرصہ ہوا میرے پاس آیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ مسمریزم کا اثر ہے کوئی مرض نہیں ہے۔ میں نے اس سے سورہ بقرہ پڑھنے کو کہا اور پورے قرآن پر سرسری نظر ڈالنے کو کہا۔ اور یہ کہا کہ روز تھوڑی دیر میرے پاس آیا کیجیے۔ اور آیات شفا پینے کو کہا۔ اور یہ کہہ دیا کہ اس پیر کا اگر تصور آجائے تو دفع مت کرو۔ اور قصداً لاؤ مت، چند روز کچھ فائدہ ہوا۔ یہاں تک کہ نیند بھی اچھی طرح آنے لگی۔

اور ایک روز کہہ رہا تھا کہ اب میں بالکل اچھا ہوں۔ تقریباً بیس پچیس روز اسی حالت پر گذرے۔ پھر پانچ چھ روز سے نیند کم آتی ہے اور کچھ حالت بدلی ہوئی ہے۔ اسی پیر نے پھر اس کو بلایا تھا۔ میں نے منع کر دیا اس لیے گیا نہیں چونکہ یہ بیچارہ بھلا اچھا آدمی تھا۔ اگر حضور والا توجہ فرمادیں تو صحت کی امید ہے۔ خدا کے واسطے کوئی تدبیر فرمائیے اور اسی شہر میں کئی لوگ ان پیر صاحب کے چکر میں پھنسے ہیں، برائے خدا کوئی تدبیر فرما دیجیے۔ یہ عریضہ اس مریض کے اصرار سے بھیجتا ہوں۔[1]

---

[1] تربیت السالک ص۱۲۸۵۔

جواب

السلام علیکم بیچارہ مظلوم کا حال معلوم کر کے سخت افسوس ہوا۔ لیکن ما جعل اللہ من داءٍ الا وقد جعل لہ دواء [اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض نہیں بنایا مگر اس کی دوا و علاج بھی بنا دیا ہے]۔

انشاء اللہ ان کا حال درست ہو جائے گا، اگر صحیح تدبیر کا التزام کیا گیا وہ تدبیر جو میرے خیال میں ہے، یہ ہے۔

۱۔ کسی شفیق ماہر طبیب [معالج] کے مشورہ سے مقویات دماغ و مفرحات قلب، و مقللات سوداء کا استعمال پابندی سے کرنا چاہیے [یعنی مناسب جسمانی علاج کرنا چاہیے]۔

۲۔ ایسے مباح [جائز] کاموں میں لگنا چاہیے جس سے طبیعت میں نشاط ہو۔ جیسے نہروں، باغات میں سیر و تفریح کے لیے جانا۔

۳۔ کسی وقت تنہا نہ رہیں۔

۴۔ کوئی کام ایسا نہ کریں جس میں قوت فکریہ زیادہ صرف ہو [یعنی جس میں سوچنا زیادہ پڑے]۔

۵۔ ایسا کوئی کام کرتے رہیں جس میں اعتدال کے ساتھ قوت فکریہ صرف ہو۔ بشرطیکہ اس سے دلچسپی بھی ہو مثلاً کوئی دستکاری اگر جانتے ہوں یا نیک لوگوں کے اور انبیاء و سلاطین کے حالات یا مواعظ کا مطالعہ کریں۔

۶۔ دماغ میں روغن کدو یا کاہو [یعنی دماغ کی قوت کا مناسب تیل] استعمال کریں۔

۷۔ اگر اس پیر کا بھی تصور آئے تو کسی دوسرے ایسے بزرگ کا جس سے عقیدت و محبت ہو اس طور سے تصور کرنا گویا یہ بزرگ اس باطل گمراہ بزرگ کو مار کر ہٹا رہے ہیں۔ اور وہ بھاگا جا رہا ہے۔

۸۔ اور جو تدبیریں آپ نے تجویز کی ہیں وہ بھی جاری رہیں (یعنی کرتے رہیں) اور یہ نئی تدبیریں زائد پابندی سے کریں۔ انشاء اللہ شفا ہو جائے گی۔

۹۔ اور اس شخص سے ہرگز نہ ملیں نہ ایسے شخص سے ملیں جو اس سے خصوصیت (یعنی خاص تعلق) رکھتا ہو۔ یا اس کا تذکرہ کرے۔ؐ والسلام۔

ایک اور شخص کا حال

سوال:۔ ایک شخص بذریعہ حاضرات بھوت پلید اور جن چڑیل وغیرہ دور کرتا ہے جس کی ترکیب یہ ہے کہ دو چراغ گھی کے جلا جلا کر سامنے رکھتا ہے اور پھر چراغوں کے سامنے آگ کے قریب ہی دو انگارے رکھ کر اس پر گھی جلاتا ہے اور چھوٹی عمر کے بچہ کو پاس بٹھا کر ان پر چراغوں کی لَو کے اندر دیکھنے کی ہدایت کرتا ہے اور وہ بچہ اس میں دیکھتا ہے اور عجائب وغرائب مشاہدہ کرتا ہے۔ اور سوال و جواب ہو کر بھوت وغیرہ اتر جاتا ہے اور پانچ روپے کی شرینی اور ایک مرغ بھی اور اگر مرغ دستیاب نہ ہو تو بکری کی کلیجی پر پکوا کر فاتحہ دیتا ہے۔ اور فاتحہ کا ثواب اللہ کے واسطے سلیمان علیہ السلام اور بالا شہید اور سلطان شہید اور برہان شہید کی روح کو پہنچاتا ہے اور شیرینی غریبوں کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور مرغ یا کلیجی خود کھاتا ہے۔ باقی

ؐ تربیت السالک ص ۱۲۵۹/۲

بچے تو زمین میں دفن کر دیتا ہے اور ــــــ کسی مہادیو یا کالی وغیرہ کا نام بالکل نہیں آتا۔ اور نہ کسی وقت کسی قسم کی پوجا پاٹ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ منتر میں بھی کسی قسم کے الفاظ شرکیہ نہیں تو کیا صورت مذکورہ میں اس کا یہ فعل خلاف شرع ہے یا نہیں۔ اور اس سے ہزاروں مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا ہے اور کسی قسم کا اس شخص کو لالچ اور طمع نہیں ہے اور نہ کچھ لیتا ہے محض انسانی ہمدردی کی وجہ سے کرتا ہے۔ ایک شخص نے اس کو اس فعل سے روکا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ عمل نہ کیا کرو۔ تو کیا یہ شخص یہ کام چھوڑ دے یا نہ چھوڑے۔

الجواب

میں نے جہاں تک تحقیق کی ہے اس عمل میں چند امور کی تحقیق ہوئی۔

۱:- اولاً جو کچھ اس بچے کو مشاہدہ ہوتا ہے وہ کوئی واقعی شئی نہیں ہوتی محض خیالی اور وہمی اشیاء ہوتی ہیں جو عامل کی قوت خیالیہ سے اس بچے کو معمول کے خیال میں خارجی (ظاہری) صورت کی شکل میں نمودار ہو جاتی ہیں۔ گو عامل خود بھی اس راز کو نہ جانتا ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ بچوں ہی پر یہ عمل ہو سکتا ہے۔ یا کسی بے وقوف بڑی عمر کے آدمی پر بھی ہو جاتا ہے۔ اور عقلمند پر خصوصاً جو اس کا قائل نہ ہو (اور اس کو مانتا نہ ہو) اس پر ہرگز نہیں ہوتا پس اس تقدیر پر یہ ایک قسم کا دھوکہ فریب اور کذب و زور (یعنی جھوٹ) ہے۔

۲:- دوسرے فاتحہ کا ثواب جو ان بزرگوں کو پہنچایا جاتا ہے بعض تو فرضی نام ہوتے ہیں۔ اور جو واقعی ہیں یا سب واقعی ہوں تب بھی تخصیص کی

وجہ سے سمجھنا چاہیئے۔ سو عاملین اور عوام کی حالت سے تفتیش کرنے سے یہ متعین (طور پر معلوم) ہوا کہ وہ آسیب کے دفع کرنے میں ان بزرگوں کو دخیل اور فاعل سمجھتے ہیں۔ پس لامحالہ ان کو ان واقعات پر اطلاع پانے والے اور پھر ان کو دفع کرنے والے یعنی صاحبِ علم، اور صاحبِ قدرت مستقلہ سمجھتے ہیں۔ اور یہ خود شرک ہے۔ اور اگر علم و قدرت میں غیر مستقل سمجھا جائے لیکن مستقل نہ سمجھنے کی صورت میں کبھی کبھی تخلف بھی ہو سکتا ہے مگر تخلف کا خیال و احتمال بھی نہیں ہوتا یہی اعتقاد شرک کا شعبہ ہے۔

۳۔ تیسرے اکثر ایسے عملیات میں کلمات شرکیہ مثلاً غیر اللہ کی نداء۔ اور استغاثہ و اعانت بغیر اللہ (یعنی غیر اللہ کو پکارنا ان سے مدد چاہنا فریاد کرنا) ضرور ہوتا ہے۔ اور عامل کا یہ کہنا کہ منتر میں کسی قسم کے شرک کے الفاظ نہیں ہیں۔ تاوقتیکہ وہ الفاظ معلوم نہ ہوں۔ اس لیے قابلِ اعتماد نہیں کہ اکثر عامل کم علمی (جہالت) کی وجہ سے شرک کی حقیقت ہی نہیں جانتے۔

۴۔ چوتھے مرغ وغیرہ کے ذبح کرنے میں زیادہ نیت یہی ہوتی ہے جو شیخ سدّو کے بکرے میں عوام کی ہوتی ہے۔

رہا فائدہ ہو جانا اوّلاً تو وہ اکثر عامل کی قوتِ خیالیہ کا اثر ہوتا ہے عمل کا اس میں دخل نہیں ہوتا اور اگر عمل کا دخل بھی ثابت ہو جائے تو کسی شئی پر کسی اثر کا مرتب ہو جانا اس کے جواز کی دلیل نہیں۔ بہرحال جس عمل میں یہ مذکورہ مفاسد ہوں وہ بلاشبہ ناجائز ہے۔ البتہ جو اس سے یقیناً منزّہ ہو وہ جائز ہے۔ اور ایسا شاید بہت ہی

نادر ہو لیہ

بزرگوں کی نذر نیاز کرنے میں فسادنیت

بعض لوگ اللہ ہی کے لیئے نذر کرتے ہیں لیکن اس کے اندر شرک مدفون ہوتا ہے۔ مثلاً یہ نذر کی کہ اے اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں آپ کے نام کی ایک دیگ کھانے کی پکوا کر کھلا کر بڑے پیر صاحب کو اس کا ثواب بخشوں گا اور یہ نہایت احتیاط کا صیغہ سمجھا جاتا ہے۔ ظاہر میں تو یہ نذر اللہ کے لیئے ہے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ یہ لوگ اس مقصد میں ضرور ان بزرگوں کو کسی قدر معین (مددگار) اور دخیل اور متصرف سمجھتے ہیں (اور سمجھتے ہیں کہ ان بزرگ کی فاتحہ کرنے سے وہ کام جلدی کروا دیں گے)۔

چنانچہ اگر ان سے کہا جائے کہ ان بزرگ کو دوسرے وقت ثواب پہنچا دینا تو ان کے دل میں ضرور یہ خیال گذرے گا کہ اس کے نہ کرنے سے اثر ضعیف ہو جائے گا (اور کام نہ ہو گا) جس کا سبب ان بزرگ سے روحانی امداد کا پہنچنا ہے (حالانکہ یہ عقیدہ غلط ہے) ہر مسلمان اس پر غور کر کے دیکھ لے کہ یہ خلاف توحید ہے یا نہیں ؎

مزارات پر جا کر بزرگوں کے توسل سے فریاد کرنا

مخلوق کے ساتھ توسل (یعنی وسیلہ کرنے) کی تین صورتیں ہیں۔

۱:- ایک مخلوق سے دعاء کرنا اور اس سے التجا کرنا جیسے مشرکین

لہ ضمیمہ التقی فی احکام الرّقی صـ۳۵، ۳۶ ؎ اصلاح انقلاب صـ۱۸۹

کا طریقہ ہے یہ بالاجماع حرام ہے۔ باقی یہ کہ یہ شرک جلی بھی ہے یا نہیں سو اس کا معیار یہ ہے کہ اگر یہ شخص اس مخلوق کو مؤثر مستقل ہونے کا معتقد ہے تب تو یہ شرک کفری ہے جیسے کسی مخلوق کے لیے نماز روزہ ایسی عبادت کرنا جو حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور مستقل بالتاثیر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام اس کے سپرد اس طور سے کر دیئے ہیں کہ وہ ان کے نافذ کرنے میں حق تعالیٰ کی خاص مشیت کے محتاج نہیں گو اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ اس کو تفویض (واختیار) سے معزول کر دے۔

۲۔ دوسری صورت یہ کہ مخلوق سے دعاء کی درخواست کرنا اور یہ ایسے شخص سے جائز ہے جس سے دعاء کی درخواست ممکن ہے۔ اور یہ امکان میت میں کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ پس توسل کے یہ معنی زندہ کے ساتھ خاص ہوں گے۔

۳۔ تیسری صورت یہ کہ مقبول مخلوق کی برکت سے اللہ سے دعاء کرنا اسکی حقیقت یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ یا فلاں عمل ہمارا یا فلاں بندہ کا عمل آپ کے نزدیک مقبول و پسند ہے اور ہم کو اس سے تعلق ہے خواہ عمل کے کرنے کا، خواہ اس بندہ یا عمل سے محبت کا۔ اور آپ نے ایسے شخص پر رحمت کا وعدہ کیا ہے جس کو یہ تعلق ہو۔ پس ہم اس رحمت کا آپ سے سوال کرتے ہیں۔ اس توسل کو جمہور نے جائز کہا ہے۔[1]

---

[1] بوادر النوادر صہ ۷۰۳ رسالہ الادراک والتوسل۔

بزرگوں کے واسطے نذر نیاز کرنے میں فنائیت

۱۔ کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ اعتقاد کرنا کہ ہمارے سب حال کی ان کو ہر وقت خبر رہتی ہے۔ نجومی پنڈت سے غیب کی باتیں دریافت کرنا۔ یا جس پر جن چڑھا ہو اس سے غیب کی خبریں پوچھنا۔ یا فال کھلوانا پھر اس کو یقینی سمجھنا یا کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ یہ سب شرک فی العلم ہے۔ اسی طرح کسی سے مرادیں مانگنا یا روزی اور اولاد مانگنا۔ کسی کے نام کا روزہ رکھنا۔ کسی کو سجدہ کرنا، کسی کے نام کا جانور چھوڑنا، یا چڑھاوا چڑھانا، کسی کے نام کی منت ماننا۔ کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا، کسی کے نام جانور ذبح کرنا، جن بھوت پریت وغیرہ کے چھوڑ دینے کے لیئے ان کی بھینٹ دینا، بکرا وغیرہ ذبح کرنا۔ بچے جینے کے لیئے اس کے نار کا پوجنا، کسی کی دہائی دینا، یہ سب کفر و شرک کی باتیں ہیں[۱]

غیر اللہ کی نذر ماننا

بعض لوگ غیر اللہ کی نذر (اس طرح) مانتے ہیں کہ اے فلاں بزرگ اگر ہمارا کام ہو گیا تو آپ کے نام کھانا کریں گے یا آپ کی قبر پر غلاف چڑھائیں گے یا آپ کی قبر پختہ بنا دیں گے۔ تو یہ بالکل شرک جلی ہے۔ کیونکہ نذر بھی عبادت کی ایک قسم ہے رد المحتار۔ احکام النذر قبیل باب الاعتکاف[۲]۔

عبادت میں کسی کو شریک کرنا صریح شرک ہے۔ اس کا علاج توبہ اور عقیدہ کو درست کرنا ہے اور ایسی نذر منعقد بھی نہیں ہوتی۔ اس کو پورا نہ کرے[۳]

[۱] تعلیم الدین ص۱۳ [۲] بہشتی زیور ص۴۵ [۳] اصلاح انقلاب ص۱۰۹

قرآن سے فال نکالنا

اہل فال (فال نکالنے والے) کبھی قرآن سے اپنے خاص احکام خبریہ یا انشائیہ پر استدلال کیا کرتے ہیں (جیسے آج کل رسالوں میں، جنتریوں میں فالنامہ قرآنی مروج ہے) محققین علماء نے ایسے تفاول کو حرام کہا ہے کما فی الفتاوی الحدیثیہ لابن حجر الہیتمی مثلاً اگر کسی شخص جس کا نام زید ہو اس کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا اور اس کو شک ہو کہ نا معلوم اس کا کیا انجام ہوگا۔ یا یہ شک ہو کہ مجھ کو اس میں کیا کرنا چاہیئے اور وہ قرآن پاک سے تفاول کرے اور اتفاق سے اس میں سورۂ احزاب کی آیات جو زید بن حارثہ کے باب میں نازل ہوئی ہیں نکل آئیں اور اس سے وہ اپنے انجام پر استدلال کرے کہ جدائی ہوگئی۔ یا اس مشورہ پر استدلال کرے کہ اس سے جدائی کر لینا مناسب ہے۔ اور واقع میں بھی ایسا ہو گیا یہ استدلال صحیح ہے؟ اور کیا قرآن سے اس خبر یا انشار کی صحت کا اعتقاد جائز ہوگا؟ اسی وجہ سے محققین علماء نے ایسے تفاول کو حرام کہا ہے [۱]

(چونکہ) توکل کے بعض مراتب یعنی اعتقادی توکل فرض اور شرائط ایمان میں سے ہے اور طیرۃ (یعنی بد فالی) اس توکل کے خلاف ہے اس لئے حرام اور شرک کا شعبہ ہے جیسا کہ اور احادیث سے مفہوم ہوتا ہے اور جس فال کا جواز ثابت ہے اس میں اعتقاد یا اخبار (خبر دینا) یا طلب کرنا نہیں بلکہ کلمات خیر سے رحمت کی امید ہے جو ویسے ہی مطلوب ہے [۲]

[۱] بوادر النوادر ص۳۹۵ [۲] امداد الفتاوی ص۳۷۸ ج۵

مولانا شاہ عبدالحق محدث دھلویؒ نے فرمایا کہ از روئے احادیث کسی چیز سے نیک فال لینا تو درست اور جائز ہے مگر بد فالی لینا درست نہیں فرق کی وجہ یہ ہے کہ نیک فال کا حاصل زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ اپنا مقصد پورا کرنے کی توی امید ہو جائے گی۔ اور بندہ بھی اس کا مامور ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مایوسی اور قطع رجاء (امید کو ختم کرنا) ہے اللہ سے رجاء (یعنی امید) ختم کرنا حرام ہے جو چیز اس کا سبب ہے وہ بھی ناجائز ہے جب تک شر کے لئے کوئی دلیل نہ ہو حسن ظن مامور بہ ہے اور بدگمانی ممنوع ہے غرض حسن ظن کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں عدم الدلیل علیٰ خلافہ (یعنی اس کے خلاف دلیل نہ ہونا) کافی ہے اور بدگمانی بغیر دلیل کے جائز نہیں ہے[۱]

واقعہ افک میں قرآن کا ارشاد اس پر شاہد ہے فلولا اذجاؤھم الایہ[۲]

جس تفاول (فال لینے کی) اجازت ہے اس کی حقیقت صرف رجاء (امید کی تقویت ہے ایک ضعیف بنیاد پر جو اس کے بغیر مامور بہ ہے نہ کہ استدلال۔

اور اس درجہ میں قرآن سے بھی فال لینا جائز ہوگا۔

فال وغیرہ کی بناء پر کسی مسلمان سے بدگمان ہو جانا اور کسی قول یا فعل یا غیر مشروع خیال کا مرتکب ہو جانا یہ خاص خرابیاں ہیں اس عمل فال میں۔ غرض فال نکالنے کا عمل مروج طریقہ پر بالکل مذموم ہے۔

اور جس فال کا جواز ثابت ہے اس میں اعتقاد یا اخبار نہیں بلکہ کلمات خیر سے رحمت کی امید ہے یہ ویسے بھی مطلوب ہے۔

[۱] مجالس حکیم الامۃ صفحہ ۲۷۲

یعجبہ الفال الصالح (نیک فالی کو پسند فرماتے تھے) اور اکابر سے جو فال ثابت ہے) اس کی اصل صرف اتنی ہے کہ کسی شخص کو کچھ تشویش یا فکر ہے اس وقت اتفاق سے یا کسی قدر قصد سے کوئی لفظ خوشی وکامیابی کا اس کے کان میں پڑا یا نظر سے گزرا تو رحمت الٰہیہ سے جو امید (کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کو پہلے سے بھی تھی وہ اس لفظ سے اور قوی ہوگئی (پس) اس کا حاصل تقویت رجار رحمت (یعنی رحمت کی امید کو قوی کرنا) ہے اس سے آگے اختراع اور ابتداع میں تفاول کو موثر نہیں سمجھا اور نہ ایسا سمجھنا جائز ہے مگر محض تقویت رجاء (امید کی قوت) کے لئے تفادل کیا جاتا ہے ؎۲

(تطیّر) بدفالی سے اثر نہ لینا چاہیئے اس لئے کہ وہ یاس (ناامیدی) ہے بخلاف نیک فالی کے کہ وہ رجار (امید) ہے اور رجار کا حکم ہے یہ فرق ہے فال صالح میں کہ وہ جائز ہے اور طیرہ یعنی فال بد میں کہ وہ ناجائز ہے ورنہ تاثیر کا اعتقاد دونوں جگہ ناجائز ہے ؎۳

؎۱ افاضات الیومیہ ص۱۴۳ ج۱۰ ؎۲ بوادر النوادر ص۳۹۵ ؎۳ اصلاح انقلاب ص۹۴ ج۲

باب ۱۶

مفید اور آسان اہم عملیات و تعویذات

فقر و فاقہ کا علاج

فقر و فاقہ کی حالت کا دستور العمل یہ ہے کہ اگر فقر و فاقہ آفت سماویہ سے ہے مثلاً قحط ہے، بارش بند ہے۔ تو اس کی تدبیر تو دعا ہے۔ اور اگر اس کا سبب سستی و کاہلی کی وجہ سے فقر و فاقہ ہے تو اس کی تدبیر محنت و مزدوری اور کوشش کرنا ہے۔ اور دونوں کی مشترک تدبیر جو بمنزلہ شرط کے ہے وہ اپنے ظاہری و باطنی اعمال کی اصلاح ہے[1]

---

[1] الصبر ملحقہ فضائل صبر و شکر ص۵۳۔

وتر کی نماز میں شفاء امراض اور بواسیر کیلئے

مخصوص سورتیں پڑھنا عبادت کو دنیوی غرض کا ذریعہ بنانے کا شرعی حکم

سوال ۳۷۹۔ وتر نماز میں سورہ قدر اور سورہ کافرون اور سورہ اخلاص بواسیر کے مرض کے واسطے مجرب بتلاتے ہیں اگر اس کو التزام کے ساتھ پڑھا جائے تو قباحت تو نہیں۔؟

الجواب

اس میں سوال کا منشاء یہ ہے کہ طاعت مقصودہ کو دنیوی غرض حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

سو اس میں تفصیل یہ ہے۔ کہ یہ ذریعہ بنانا دو قسم پر ہے۔ ایک بلا واسطہ جیسے عاملوں کا طریقہ ہے کہ دعاؤں اور کلمات سے خاص دنیوی اغراض ومقاصد ہی ہوتے ہیں۔

اور دوسری قسم دینی برکت کے واسطے سے [اس طرح] کہ طاعات سے اوّلاً دینی برکت مقصود ہوتی ہے پھر اس دینی برکت کو دنیوی اغراض میں موثر سمجھا جاتا ہے۔ احادیث میں جو خاص طاعات اور قربات کی خاصیتیں اغراض دنیوی کے قبیل کی وارد ہیں وہ اسی دوسری قسم سے ہیں۔ جیسے سورہ واقعہ کی خاصیت آئی ہے کہ لم تصبہ فاقۃ [اس کی وجہ سے فاقہ نہیں ہوتا] اور یہ دنیوی خاصیتیں جس طرح وحی سے معلوم ہوتی ہیں کبھی الہام سے بھی معلوم ہوتی ہیں۔

پس سوال میں جس عمل کا ذکر کیا گیا، قسم اوّل کے طریق سے تو نماز کی وضع کے خلاف ہے۔ اور دوسرے طریق سے کرنے میں کچھ حرج نہیں [۱]

وبائی امراض طاعون وغیرہ سے حفاظت

اور ان کے دفعیہ کا صحیح علاج

سوال ۵۷۲:۔ ہمارے موضع میں وبائی مرض پھیلا ہوا ہے مخلوق پریشان ہے اس مرض کے دفعیہ کے واسطے کئی طریقے سنے گئے اور کتابوں سے معلوم ہوئے مگر پورے طور پر اطمینان نہیں ہوتا نہ عمل کا پورا طریقہ معلوم ہو سکا اس علاقہ میں اکثر لوگوں نے اس کام کو جناب کی رائے پر منحصر رکھا ہے جو سہل طریقہ اس آفت کے دفعیہ کا اور امن وامان کے حاصل ہونے کا ہو تحریر فرمائیں۔ اس کام کے واسطے چندہ بھی ہو رہا ہے مگر اب تک کسی کام میں خرچ نہیں ہوا۔

اور چند روز سے اکثر گاؤں کے باشندے گاؤں سے باہر عیدگاہ میں جمع ہو کر تھوڑی دیر تک توبہ واستغفار کر کے سات مرتبہ اذان پڑھتے ہیں۔ پھر دو رکعت نفل نماز ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس وبائی مرض کے دفعیہ کے واسطے دعا مانگتے ہیں۔ یہ عمل یا کوئی دوسرا طریقہ جس طرح مناسب ہو تحریر فرمائیں۔ اور کتاب شرع محمدی میں جو فقہ کی اردو میں منظوم ہے اس میں ایسا طریقہ ہے اگر یہ جائز ہے اور رائے عالی میں مناسب معلوم ہوتا ہے اس کو بھی تحریر فرما دیں۔

---

[۱] امداد الفتاویٰ ص ۴۵۳ ج ۱۔

الجوابُ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ!

اللہ تعالیٰ اس مرض کو سب جگہ سے دور فرمائیں۔ جو عمل آپ نے شرع محمدی سے نقل کیا ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ اذان کہنے کی کوئی اصل ہے اور نہ جماعت کے ساتھ نفل ادا کرنا ثابت ہے۔ اس لیے ان سب اعمال کو موقوف کر دیا جائے۔

اس کے لیئے اصل دوا ہیں صدقہ کی کثرت اور گناہوں سے توبہ کرنا اور صدقہ کے لیے چندہ جمع کرنا مناسب نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ (اس طرح دینے میں خلوص نہیں رہتا۔ بلکہ ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنے طور سے جو توفیق ہو خود دے دے۔ اور جو چندہ جمع ہو گیا ہے سب دینے والوں سے اجازت حاصل کر کے ایسے لوگوں کو نقد یا غلہ خرید کر خفیہ طور پر دے دیا جائے جو بہت حاجت مند ہیں، اور کسی سے سوال نہیں کرتے۔

اور عید گاہ میں جمع ہو کر دعا کرنے میں مضائقہ نہیں لیکن نہ اذان کہیں نہ جماعت سے نفلیں پڑھیں۔ بلکہ (اللہ کے حضور میں اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے خوب) روئیں اور الگ الگ نفلیں پڑھیں۔ اور بہتر ہے کہ گھر آکر نفلیں پڑھیں۔

اور نیز ضروری ہے کہ حق العباد جو کسی کے ذمہ ہوں ان سے سبکدوشی حاصل کریں جس نے کسی کا حق دبا رکھا ہو اس کو واپس کرے۔

ظلم کرنا، غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، بدنگاہی کرنا (بے پردگی کرنا) اور اس کے علاوہ تمام معاصی کو چھوڑ دیں اور ہر وقت استغفار زبان و دل سے جاری

رکھیں۔

اورجن لوگوں کو سورہ تغابن "جو اٹھائیسویں پارہ کے تین پاؤ پر ہے یاد ہو صبح وشام فجر و مغرب کی نماز کے بعد ایک ایک بار پڑھ کر اپنے اوپر اور سب گھر والوں پر دم کردیا کریں۔

اور جو چیز کھائیں، پئیں، پہلے اس پر سورہ اِنّا انزلناہٗ ۳ بار پڑھ کر دم کرلیا کریں. بلکہ جو [اس وبائی مرض میں] مبتلا ہوگیا ہو اس کو بھی پانی پر دم کرکے وہ پانی پلادیں؛

اور سب سے بڑی چیز گناہوں کا ـــــــ امداد الفتاوی ص۵۵۵ ج۴۔
چھوڑنا ہے اور ظاہری علاج ومعالجہ [دوا وغیرہ] بھی ضروری ہے۔

فراخی رزق کا عمل

حال :۔ گھریلو ضروریات نے پریشان کر رکھا ہے اس واسطے فراخی رزق کیلئے عشاء کے بعد کچھ دنوں سے ایک عمل پڑھنا شروع کر دیا ہے جس کی اجازت مولانا مرحوم رامپوری سے ہے۔ وہ یہ ہے کہ سورۂ مزمل شریف گیارہ بار اور اس کے ساتھ یا مغنی گیارہ سو بار پڑھتا ہوں۔ اگر یہ وظیفہ میری باطنی حالت کے کچھ خلاف ہو تو تحریر فرمادیجئے میں فوراً چھوڑ دوں گا۔

تحقیق :۔ خلاف نہیں (یعنی کچھ حرج نہیں) گو کچھ زیادہ مناسب بھی نہیں۔

تربیت السالک ص۱۲۲۴

الّو کی آنکھ سے نیند آنے نہ آنے والا عمل

اور اس کی حقیقت

مولوی صادق الیقین صاحب کو نیند بہت آتی تھی انھوں نے کسی کتاب میں

عمل دیکھا کہ اگر اُلّو کو ذبح کیا جائے تو اس کی خاصیت یہ ہے کہ ذبح کے وقت اس کی ایک آنکھ تو بند ہو جاتی ہے اور ایک کھلی رہتی ہے۔ ان دونوں کی مختلف خاصیتیں ہیں۔ کھلی آنکھ جس کے پاس رہے گی اس کو نیند کم آئے گی۔ چنانچہ انہوں نے اُلّو ذبح کیا تو واقعی اس کی ایک آنکھ بند ہو گئی اور ایک کھلی رہ گئی۔ کھلی آنکھ انہوں نے چاندی کی انگوٹھی میں اپنے پاس رکھی۔ اور کہتے تھے کہ مجھے اس سے نفع ہوا۔

دوسری آنکھ جو نیند لانے والی تھی اس کے لیے میں نے انہیں لکھا کہ وہ میرے کام کی ہے اسے ضائع مت کرنا میرے پاس بھیج دو۔ انہوں نے بھیج دی۔ مجھے تو اس کا کچھ بھی اثر محسوس نہیں ہوا۔ ان کو جو اثر محسوس ہوا وہ میری رائے میں ان کا خیال تھا ہم نے تو اس اثر کا مشاہدہ نہیں کیا۔[۱]

بینائی کا عمل

حال:۔ احقر نے ایک بزرگ سے سنا تھا کہ (الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراھیم) نماز کے بعد پڑھ کر انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لینے سے آنکھوں کی روشنی قائم رہتی ہے۔ احقر یہ عمل کیا کرتا تھا پھر یہ خیال ہوا کہ حضور سے دریافت کر لوں۔ ممکن ہے کہ اس میں کوئی خرابی ہو جو ظاہراً نہ معلوم ہوتی ہو۔

اس کے پڑھنے کے وقت انبیاء علیہم السلام کی طرف بالکل توجہ بھی نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف یہ خیال ہوتا تھا کہ ان اسماء میں اس فائدہ کیلئے ایک اثر مثل دواؤں کے ہے۔

---

[۱] حسن العزیز صفحہ ۹۶۶۔

تحقیق ۔ جواز کے لیے یہ کافی ہے لیکن کمال توحید کے خلاف ہے ۔ بجائے اسکے یہ بہتر ہے کہ یَانُوْرُ ۰ بار یا ۱۲ بار پڑھ کر یہی عمل (مذکورہ طریقہ سے یعنی نماز کے بعد) کیا جائے [1]

احتلام سے حفاظت کا عمل

اگر کسی کو احتلام کی کثرت ہو تو عامل لوگ اس کا علاج تبلاتے ہیں کہ سورۂ نوح پڑھ کر سویا جائے ۔

اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک (انگلی سے) سینہ پر لکھ لے ۔ اور بعض یہ تبلاتے ہیں کہ اس سے خطاب کر کے کہے کہ بے شرم حضرت آدم کو تو سجدہ کرنے سے تجھے عار (شرم) آئی تھی ۔ اور مجھ سے بُرا کام کراتا ہے تجھے شرم نہیں آتی [2]

ایک گندہ عمل بھی مشہور ہے جس کا بہت لوگوں نے تجربہ کیا ہے وہ یہ کہ سوتے وقت شیطان کو خطاب کر کے یہ کہے کہ " او بے شرم ہمارا باوا (یعنی آدم علیہ السلام) کو سجدہ کرنا بھی گوارہ نہ ہوا ' اور ہم سے ایسا ذلیل فعل گوارہ کرتا ہے کمبخت تجھے حیا نہیں آتی [3]

برائے حفاظت حمل

حمل کی حفاظت کے لیے والشمس وضحٰھا (پوری سورۃ) اجوائن اور کالی مرچ پر اکتالیس بار پڑھے ' اور ہر بار والشمس کے ساتھ درود شریف اور بسم اللہ پڑھے

---

[1] تربیت السالک ص ۱۲۵۹ ، [2] الکلام الحسن ص ۹۷ [3] حسن العزیز ص ۱۵۱ ۔

اور دودھ چھوٹنے تک تھوڑی تھوڑی روزانہ حاملہ کو کھلائے یہ

جوتہ چپل چوری نہ ہونے کا عمل

حضرت سلطان جی نے فرمایا کہ ہم تم کو ایک عمل بتلاتے ہیں اس کو کرنے سے جوتہ چپل کبھی چوری نہ ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ جوتہ رکھ کر یہ کہہ دیا جائے کہ "میں نے اسکو مباح کیا" اور راز اس کا یہ ہے کہ چور کی قسمت میں تو حرام ہے ہی اور یہ مباح کرنے سے حلال ہوگیا اس لیے وہ اس کو نہ ملے گا۔ اگرچہ طالب علمانہ شبہات کی گنجائش ہے مگر بزرگوں کے کلام میں برکت ہوتی ہے۔

ایک صاحب نے مجھ کو بھی یہ عمل بتلا کر کہا تھا کہ مجرب ہے۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ اس حالت میں اگر کوئی لے لے تو پھر مالک کو اس سے لینے کا حق نہ ہونا چاہیے؟ فرمایا کہ سلطان جی نے مباح کرنے کو فرمایا ہے۔ مالک بنانے کو نہیں فرمایا۔ تو اگر کوئی اٹھالے تو اس سے لینے کا حق باقی ہے کیوں کہ وہ مالک نہیں بنا بخلاف مالک کر دینے کے کہ اس میں یہ حق نہیں رہتا ہے[1]

ٹرانسفر

تبادلہ ملازمت ہوجانے کا اہم عمل

ایک جگہ سے دوسری جگہ تبادلہ ملازمت کے لیے فرمایا۔

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ

---

[1] حسن العزیز ص ۱۵۱، ج ۲ الاشرف ص ۷۳ ۱۳۵۴ھ۔

وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ؎

اوّل آخر سات سات بار درود شریف کے ساتھ عشاء کے بعد ستّر بار (یہ آیت) پڑھا کرے۔ اور مدخل صدق پر جہاں کا تبادلہ مقصود ہو تصوّر کریں۔ اور مخرج صدق پر جہاں سے جانا مطلوب ہو وہاں کا تصوّر کریں۔ اور سلطانا نصیرا پر یہ تصوّر کریں کہ عزت کے ساتھ تبادلہ ہو ؎

صحت و تندرستی کا مجرب عمل

فرمایا کہ لوگوں کے خیالات اس قدر خراب ہو گئے کہ ایک مرتبہ میں ایک شخص کی عیادت کے لیے گیا اس پر سورۂ یٰسٓ پڑھ کر دم کرنے کا خیال ہوا۔ میں نے اس خوف سے کہ اس کے گھر والے برا مانیں گے کہ اس کو مرنے والا سمجھ کر سورہ یٰسٓ پڑھ رہے ہیں۔ نیز اگر یہ مر گیا تو اس کے گھر کے لوگ کہیں گے کہ سورۂ یٰسٓ سے مر گیا اس لیے سورہ یٰسٓ شریف آہستہ پڑھی۔ مگر خدا کا شکر کہ وہ مریض صحت مند و تندرست ہو گیا ؎

کھیت اور باغ میں چوہے نہ لگنے کا مجرب عمل

ایک شخص نے مجھ سے کھیت میں چوہے نہ لگنے کا تعویذ مانگا میں نے اس سے کہا کہ پانچ کلھیاں (مٹی کے برتن) لے آؤ۔ میں نے ان پانچوں میں یہ آیت لکھ کر رکھ دی:

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ

؎ پ۱۵ بنی اسرائیل ؎ ملفوظات دعوات عبدیت ص۱۴۳ ج۳ ؎ " " ص ۱۰۱/۱۴ ۔

الظّٰلِمِیْنَ وَلَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِھِمْ ۔

اور اس سے یہ کہہ دیا کہ چار تو چاروں کونوں پر گاڑ دینا اور ایک بیچ کھیت میں ذرا اونچی جگہ گاڑ دینا. جہاں پیر نہ پڑے. بس اسی دن سے چوہے لگنا بند ہو گئے یہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی اجازت کی برکت تھی [1]

فرمایا ایک مرتبہ ایک کاشتکار نے مجھ سے کہا کہ میرے کھیت میں چوہے بہت پیدا ہوتے ہیں اور بڑا نقصان پہنچاتے ہیں. اس لیے کوئی تعویذ دے دیں حضرت نے پانچ پرچوں پر قرآن کے یہ الفاظ لکھ دیئے.

" لَنُھْلِکَنَّ الظّٰلِمِیْنَ " اور فرمایا کہ ان کو کسی مٹی کی کلھیا یا ڈبہ وغیرہ میں بند کر کے ایک کھیت کے بیچ میں اور چار چاروں کونوں میں دفن کر دیں [2]

---

[1] ملفوظات ص۵ ؛ [2] مجالس حکیم الامت ص۹۶ ۔

کشتی میں جیتنے کا تعویذ

فرمایا ایک پہلوان نے کشتی میں غالب رہنے کا مجھ سے تعویذ مانگا۔ میں نے کہا کہ اگر تمہارا مقابل کوئی مسلمان نہیں ہے تو تعویذ دے دوں گا ورنہ نہیں[1] اور بمبئی سے ایک خط آیا ہے کہ کوئی ایسا تعویذ دے دو کہ میں کشتی میں کسی سے مغلوب نہ ہوں میرا جی تو نہ چاہتا تھا کہ تعویذ لکھوں مگر خیر اس کی خاطر یہ تعویذ لکھ دیا۔

"یَا ذَا الْبَطْشِ الشَّدِیْدِ اَنْتَ الَّذِیْ لَا یُطَاقُ اِنْتِقَامُہٗ"[2]

دودھ کی زیادتی کی وجہ سے پریشانی کا تعویذ

ایک شخص نے بچہ کی ولادت کے بعد بیوی کی چھاتیوں میں دودھ کی زیادتی اور اس کی وجہ سے شدید تکلیف کی شکایت کی تو حضرت نے قرآن پاک کی یہ آیت "قِیْلَ یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَاءَکِ وَیَا سَمَاءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَاءُ"[3]

---

[1] مجالس حکیم الامت ص۱۳۰، [2] الصبر ملحق فضائل صبر و شکر ص۴۶۔

[3] مجالس حکیم الامت ص۹۶۔

وبائی امراض سے شفا وصحتیابی کا مفید عمل

فرمایا جب میں مدرسہ جامع العلوم کانپور میں مدرس تھا۔ اتفاقاً کانپور میں طاعون کی وبا پھیلی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ فرما رہے ہیں کہ کھانے پینے کی چیزوں پر تین مرتبہ سورۂ قدر اِنَّا اَنزَلنٰہُ الخ پوری سورۃ پڑھ کر دم کر کے پلایا جائے مریض کو صحت ہو جائیگی۔ اور تندرست اور محفوظ رہے گا۔[1]

فرمایا ایک زمانہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ اِنَّا اَنزَلنٰہُ پانی پر دم کر کے پلانا مفید ہے۔ مگر میں اس میں فاتحہ اور آیات شفاء کو بھی ملا لیتا ہوں۔[2]

پڑھا ہوا پانی بھی بہت مفید ہوتا ہے

ایک شخص نے درد کے لیے تعویذ مانگا۔ فرمایا دوا یا پانی پر دم کرالو وہ بدن کے اندر جائے گا جس سے زیادہ اثر کی امید ہے۔[3]

ہر مرض ہر درد خصوصاً پیٹ کے درد کا مجرب عمل

ایک صاحب نے پیٹ کے درد کے لیے تعوید کی درخواست کی۔ فرمایا تفسیر حسینی میں نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ تھے جن کا نام تھا محمدؐ واسع۔ ان کے کہیں درد ہوا۔ خادم کو حکم دیا کہ طبیب کو بلاؤ۔ طبیب [ڈاکٹر] نصرانی تھا خادم اس کو بلانے جا رہا تھا۔ راستہ میں حضرت خضر علیہ السلام ملے، دریافت فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ عرض کیا کہ فلاں بزرگ کے درد ہے طبیب کو بلانے جا رہا ہوں۔ فرمایا واپس جاؤ۔ اور ان بزرگ سے میرا

---

[1] مجالس حکیم الامت ص۲۵۴، [2] الکلام الحسن ص۱۳۵، [3] ،، ص۸۲۔

سلام کہنا اور کہہ دینا آپ کے لیئے نصرانی طبیب سے علاج کرانا مناسب نہیں اور یہ آیت دم کر دیں۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔

میں ایسے مواقع کے لیے (یعنی درد وغیرہ کے لیے) یہی آیت اور کبھی کوئی دعاء حدیث شریف کی لکھ کر دے دیتا ہوں [1]

بواسیر، ٹی بی، اور ہر قسم کی خطرناک بیماری کیلئے

ایسے امراض میں تعویز کا کیا اثر ہوگا۔ پابندی کے ساتھ فجر کی نماز کے بعد ۴۱، اکتالیس بار الحمد شریف پانی پر دم کر کے دن بھر پلاتے رہیں۔ جب پانی کم ہو جائے اور ملا لیں [2]

طاعون اور جنات دفع کرنیکے لیئے اذان کہنا

فرمایا جب کبھی جن نظر آئیں۔ تو اذان کہہ دے۔

ایک صاحب نے پوچھا کہ اگر کسی پر جن کا اثر ہو۔ تو اذان کہنا مفید ہوگی یا نہیں؟ فرمایا کہ اس کے کان میں کہہ دے امید ہے کہ فائدہ ہوگا: اور والسماء والطارق پڑھ کر دم کرے۔

اور طاعون کے دفع کرنے کے لیئے اذانیں کہنا بدعت ہے۔ اسی طرح بارش اور استسقاء کے لیئے اور قبر پر دفن کرنے کے بعد بھی اذان کہنا بدعت ہے [3]

ایک صاحب نے عرض کیا کہ جب کسی جن کو دیکھے تو ننگا ہو جائے اس سے وہ جن دور ہو جاتے ہیں۔ فرمایا اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا ہے اور خلاف شرع

---

[1] ملفوظات حکیم الامت ص۳۶۳ ج۳، [2] ملفوظات اشرفیہ ص۲۶۳ ص۲۴۶، [3] الکلام الحسن ص۹۶ ص۵۵

ہونا ظاہر ہے۔[1]

مقدمہ کی کامیابی کے لیے ایک شخص نے مقدمہ کی کامیابی کے لیے تعویذ کی درخواست کی تو تعویذ بھی لکھ دیا اور فرمایا تمہارے گھر والے سب لوگ "یا حفیظ" بغیر کسی تعداد کے ہر وقت پڑھتے رہیں۔[2]

جب حاکم کے سامنے جائے فرمایا جب حاکم (جج) کے سامنے جاؤ، "یا وَدُوْدُ" پڑھو۔[3]

سنگین مقدمہ کے لیے مجرّب عمل سخت سے سخت مقدمہ کے لیے ان اسماءُ کا پڑھنا مفید ہے۔ کئی مرتبہ کا آزمودہ ہے تجربہ کے بعد انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

"یا حلیمُ یا علیمُ یا علیُّ یا عظیمُ" یہ اسماء ایک لاکھ اکیاون مرتبہ بطور ختم کے پڑھے۔ انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔ مکان اور کپڑے پاک ہونا چاہیے خوشبو بھی لگائیں۔[4]

حکام جج کو نرم کرنے کے لیے ان اسماء کو حاکم کے سامنے پڑھتا رہے، نرم ہوجائے گا:

"یَاسُبُّوْحُ یَاقُدُّوْسُ یَاغَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ"

حاکم کو مطیع کرنے کے لیے ان چار حروف کو اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں پر پڑھ کر حاکم کو سلام کرے اور فوراً مٹھی بند کرلے حاکم مطیع ہوجائے گا۔ "الفؔ یاؔ سینؔ میمؔ"[5]

---

[1] الکلام الحسن ص۹۵، [2] " ص۲۴۹، [3] " ص۲۵۲، [4] بیاض اشرفی ص۲۴۴۔

[5] بیاض اشرفی ص۲۵۵۔ [6] یہ بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

روزگار کے لیئے روزگار کے لیئے تعویذ نہیں ہوتا میں پڑھنے کے لیے بتلاتا ہوں۔ یَا بَاسِطُ ۷۲ مرتبہ پانچوں نماز کے بعد پڑھ لیا کرو۔[1]

ایضاً ۔ عشاء کی نماز کے بعد یَا وَہَّابُ چودہ تسبیح اور چودہ دانے پڑھ لیا کرو اور اوّل آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ۔[2]

کشادگی رزق کے لیئے یَا مُغْنِیُ کا ورد گیارہ سو مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد اوّل آخر درود شریف گیارہ بار۔ وسعت رزق کیلئے بہت ہی مفید ہے۔[3]

ملازمت وغیرہ کے لیئے ملازمت وغیرہ کے لیے عشاء کے بعد یَا لَطِیْفُ گیارہ سو بار پڑھیں اوّل آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ کر دعا کر لیا کریں۔ جو بہتر ہوگا وہی ہو جائے گا۔[4]

حزبُ البحر حزب البحر اطمینان رزق اور مقہور اعداء کے لیے مجرب ہے۔[5]

ترقی کے لیئے فرمایا "یالطیف" کی گیارہ تسبیح ترقی کے لیئے مفید ہے۔ عشاء کے بعد پڑھی جائیں، اوّل آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ۔[6]

ادائیگی قرض کے لیئے ایک صاحب نے سوال کیا کہ میں قرضدار ہوں دعا فرما دیجیے اور کچھ پڑھنے کو بتلا دیجیے۔ فرمایا کہ یَا مُغْنِیُ عشاء کی نماز کے بعد گیارہ سو بار پڑھا کرو۔ اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف۔ یہ عمل حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔[7]

---

[1] الافاضات ص۱۶۱ [2] انفاسِ عیسیٰ ص۵۵۴ [3] ″ ص۵۵۴ [4] مقالات حکمت ص۲۵ [5] الافاضات ص۲۴۵ [6] مقالات حکمت ص۲۵ [7] الکلام الحسن ص۱۴۳ [8] ملفوظات حکیم الامت ص۳۵۹ قسط ۲۔

ذہن کشادہ اور فہم میں ترقی ہونیکے لیے یَاعَلِیْمُ ایک سو پچاس بار روز کسی وقت پڑھ لیا کیجیئے اس سے ذہن کشادہ اور فہم ترقی پذیر ہوگا[۱]

قوت حافظہ کے لیئے پانچوں نماز کے بعد سر کے اوپر ہاتھ رکھ کر گیارہ بار یَاقَوِیُّ پڑھنا حافظہ کے لیے نافع ہے[۲]

ذہن کے لیئے ذہن کی درستگی کے لیئے فرمایا کہ نماز کے بعد یاعلیم ۲۱ بار پڑھ لیا کریں[۳]

کلام پاک نہ بھولنے کیلئے ایک طالب علم نے شکایت کی کلام پاک بھول جاتا ہوں حضرت نے فرمایا "یاعلیم" ۱۵۰ بار فجر کی نماز کے بعد پڑھ کر قلب پر دم کرلیا کرو[۴]

قوت حافظہ کیلئے بہترین عمل

ایک صاحب نے عرض کیا کہ میرا ایک لڑکا ہے اس کو قوت حافظہ کی کمی کی شکایت ہے۔ فرمایا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب رہ اس کے لیئے یہ فرمایا کرتے تھے کہ صبح کے وقت روٹی پر الحمد شریف (پوری سورۃ) لکھ کر کھلایا جائے۔ قوت حافظہ کے لیے بہت مفید ہے۔ میں نے اس میں بجائے روٹی کے بسکٹ کی ترمیم کردی ہے۔ کیوں کہ ملاست (یعنی بسکٹ کے چکنا) ہونے کی وجہ سے اس میں لکھنے میں سہولت ہوتی ہے۔ اور فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کم از کم چالیس روز کھانے کیلئے فرمایا کرتے تھے[۵]

---

[۱] ملفوظات حضرت ص۳۴، [۲] افاضات الیومیہ ص۱۴۳، [۳] ملفوظات اشرفیہ ص۲۴۷۔
[۴] الافاضات الیومیہ ص۲۴۵، [۵] ملفوظات حکیم الامت ص۲۵۳ قسط ۳۔

امتحان میں کامیابی کے لیئے امتحان میں کامیابی کے لیئے فرمایا روزانہ "یا علیم" ۱۵۰ بار فجر کی نماز کے بعد پڑھ لیا کرو۔ اور امتحان کے روز اس کی کثرت رکھو (یعنی خوب پڑھو) ؎۱

سانپ سے حفاظت کے لیئے اگر یہ چاہیں کہ گھر سے سانپ چلا جائے تو اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا اُرد پر پڑھ کر تین کونے میں ڈالدے، اور اگر بند رکھنا چاہے تو چاروں کونوں میں ڈال دے ؎۲

مکان سے سانپوں کو بھگانے اور حفاظت کے واسطے پنڈول کے تین ڈھیلے لے کر سورۃ والسماء والطارق پوری سورۃ پڑھے اور سب سے آخری آیت چھوڑ دے اور ہر ڈھیلے پر سات دفعہ پڑھ کر دم کرے۔ اور جس مکان میں سانپ بہت رہتے ہوں اس میں جتنے کمرے ہوں ہر کمرہ میں تین ڈھیلے (تین کونوں میں رکھے) اور ایک کونہ خالی چھوڑ دے اور اس چوتھے کونے میں (سانپوں کو مخاطب کرکے) کہے کہ یہاں سے نکل جاؤ۔ اس کے کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ پھر کوئی سانپ نہ رہے گا ؎۳

بچھو کی جھاڑ ایک گول دائرہ بنا کر انیس کا عدد اس دائرہ میں لکھے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سات جوتے اس [دائرہ] پر مارے۔ اس طرح کرنے سے شفا ہو جائے گی۔ مجرب ہے ؎۴ اس طرح لکھے (۱۹)

بچھو کی جھاڑ ایک پیالہ میں پانی لے کر ایک گھونٹ پیئے اور لفظ بسم پڑھ کر پیئے پھر بسم اللہ پڑھ کر دوسرا گھونٹ پیئے۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن پڑھ کر تیسرا

؎۱ ملفوظات اشرفیہ ص۲۲۳، ؎۲ بیاض اشرفی ص۳۶، ؎۳ ؎۴ " ص۲۴۵

" ص۲۴۶

گھونٹ پیے۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر چوتھا گھونٹ پیے۔ چند مرتبہ کرنے سے شفاء ہوجاتی ہے۔ مفید ہے [۱]

جدائی اور تفریق یعنی ناجائز اور غلط تعلقات کو ختم کرانے کے لیئے

۱۔ دو قبروں کے درمیان بیٹھ کر یہ آیت والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الیٰ یوم القیامۃ پڑھے۔ اور اس آیت کا یہ نقش سامنے رکھے۔ جدائی ہوگی نقش یہ ہے [۲]

والقینا	بینھم	العداوۃ	والبغضاء
بینھم	العداوۃ	والبغضاء	الیٰ
العداوۃ	والبغضاء	الیٰ	یوم
البغضاء	الیٰ	یوم	القیامۃ

۲۔ **بغض میں مجرب ہے** سورۂ تبت بغیر بسم اللہ کے نمک و سرسوں اور دونوں کے بال لے کر [جن کے درمیان بغض و جدائی کرانا ہے] اکیس مرتبہ ہر چیز پر علیحدہ علیحدہ پڑھے۔ اور ہر بار دونوں کا نام لے، جن میں عداوت کرنی ہے۔ جانی عداوت ہوجائے گی۔ ناجائز موقع پر نہ کریں ورنہ سخت خطرہ ہے کہ خود اس کے اور اس کے گھر والوں میں نا اتفاقی نہ ہوجائے [۳]

۳۔ **برائے دشمنی** [جن کے درمیان دشمنی کرانا ہو ان] دونوں کے بال لے۔ اور سات بنولے لے کر ہر ایک پر ایک بار سورۂ

---

[۱] بیاض اشرفی ص ۲۴۵، [۲] ص ۲۴۶، [۳] ص ۲۴۵۔

زلزال دونوں کے نام اور دونوں کے ماں باپ کے نام لے کر پڑھ کر آگ میں ڈالدے۔

ناجائز موقع میں دشمنی کرانے والا سخت گنہگار ہوگا اور دنیا میں کسی مصیبت کا جلد شکار ہوگا۔[۱]

حمل قرار پانیکے لیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حرفوں کو علیحدہ علیحدہ (یعنی اس طرح ب، س، م ل....) ایک سو دس مرتبہ لکھ کر حیض (ماہواری) سے پاک ہونے غسل کرنے کے بعد عورت کے گلے میں لٹکایا جائے۔ اس طرح کہ پیٹ میں پڑا رہے۔ اور اسی روز سورج ڈوبنے سے پہلے چینی کی طشتری پر سورہ الحمد پوری سورۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ لکھیں۔ اور سورج طلوع ہونے سے پہلے پانی سے دھو کر عورت کو پلایا جائے۔ اور چالیس روز تک پابندی سے اسی طرح پلاتے رہیں۔ حمل ٹھہرنے تک پاکی کے شروع میں دو تین مرتبہ مسلسل ہمبستری ہونی چاہیئے۔ اور تعویذ اس وقت کھولا جائے جبکہ حمل دو مہینہ کا ہو جائے۔[۲]

ظالم کو ہلاک برباد کرنیکے واسطے

اگر ایک آبخورہ آب نارسیدہ (مٹی کا نیا پیالہ جس میں پانی نہ پہنچا ہو) کے ۱۳ ٹکڑے کر کے ہر ایک ٹکڑے پر "تبت ید" پوری سورۃ بغیر بسم اللہ کے ایک بار پڑھے۔ اور ظالم کے گھر پر تمام ٹھیکریاں (ٹکڑے) ڈال دیں تو ظالم تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اسکو سنیچر یا بدھ کو کرے۔ اور اگر دوسرا اپنے اوپر کرے تو اس کے اتارنے کا بھی یہی

---

[۱] بیاض اشرفی صفحہ ۲۴۱، [۲] " صفحہ ۲۴۴

طریقہ ہے۔

تنبیہ:۔ ناحق کسی کو پریشان اور برباد کرنے والا عنداللہ گنہگار تو ہو ہی گا سخت خطرہ ہے کہ دنیا میں بھی وہ ہلاک اور بری طرح برباد ہوئے۔

ظالم اور دشمن سے حفاظت کے واسطے

جو شخص اس دعا کو ہمیشہ فجر کی فرض و سنت کے درمیان دس مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ اور کاغذ پر لکھ کر اپنے بازو پر باندھ لے تو کوئی دشمن اس پر غالب نہ آئے گا وہ دعا یہ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْقَادِرُ الْقَاهِرُ الْقَوِیُّ الْکَافِیْ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ عَدُوِّیْ وَاَقْوٰی مِنْهُ اَنَّا کَفَیْنَاکَ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ اَللّٰهُمَّ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

خواب میں دیکھنے کا عمل، خاص قسم کا استخارہ

گیارہ سو مرتبہ الرّحیم پڑھے۔ پھر پانچ روپیہ کی شیرینی بچوں کو تقسیم کرے اور یہ نیت کرے کہ اس کا ثواب اولیاء اللہ کو پہنچے بس اب اس کے عامل ہو گئے ضرورت کے وقت ایک پرچہ پر صرف الرّحیم لکھ کر رات کو اپنے سر کے نیچے رکھے خواب میں جو معاملہ دیکھنا ہوگا معلوم ہو جائے گا۔ مجرّب ہے۔

مریض کا حال دریافت کرنا اور یہ تحقیق کرنا کہ آسیب ہے یا مرض یا سحر

یہ نقش جو ذیل میں لکھا ہے اس کو مٹی کے کورے برتن میں کالی سیاہی سے لکھ کر مریض کے سر پر سات مرتبہ اتارے پھر

۱؎ بیاض اشرفی ص۲۴۶، ۲؎ ص۲۴۶، ۳؎ ص۲۴۳

آگ میں ڈالے۔ اگر حرف سفید ہوں تو سحر ہے اور اگر حروف سرخ ہوں تو آسیب وغیرہ ہے۔ اور اگر حروف غائب ہو جائیں تو آسیب پری ہے۔ اور اگر حروف سیاہ رہیں تو جسمانی مرض ہے۔ وہ نقش یہ ہے:

۱۱ ۳ ۸ ۱ ۵ ع ۹ ح ۴ ع ۱۲ ۱۱ ۴ ۳ ۂ

میاں بیوی میں آپس میں محبت قائم کرنے اور خوشگوار تعلقات کے لیئے

میاں بیوی میں باہم سلوک کرانے کے لیے یہ آیات لکھ کر دے یا دم کر کے کھلائے پلائے انشاءاللہ فوراً محبت ہوگی۔ مجرب ہے۔ جن صاحب سے اس کو نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دھوکے سے پڑھوا کر کسی ناجائز موقع پر استعمال کیا بالکل اثر نہیں ہوا بلکہ کرنے والے کا بہت نقصان ہوا۔ لہٰذا سب کو چاہیئے کہ ناجائز جگہ اس کا استعمال نہ کریں۔ (ورنہ کسی وبال میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے) وہ آیات یہ ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ أَلِّفْ بَيْنَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ كَمَا أَلَّفْتَ بَيْنَ مُوسَىٰ وَهَارُونَ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

ہ بیاض اشرفی ص۲۴۳، ج ، ص۲۴۵ ہ

فلاں بن فلاں کی جگہ شوہر اور اس کے باپ کا نام لے اور فلانہ بنت فلانہ کی جگہ بیوی اور اس کی ماں کا نام لے۔

کسی شخص کو طلب کرنیکے لیئے

اگر کسی کو طلب کرنا ہو تو کچی اینٹ پر وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي سے مَتْنُونًا تک پ۱۶ لکھ کر آدھی رات میں کنویں میں ڈال دے اور اسی جگہ بیٹھ کر اول آخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف پڑھ کر مندرجہ ذیل آیات کو ایک سو ایک بار پڑھے۔ تین روز تک اسی طرح کرے انشاء اللہ مراد حاصل ہو گی۔ بشرطیکہ شرعاً جائز ہو ورنہ وبال میں گرفتار ہو گا[1]۔ وہ آیات یہ ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۔ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ ۝ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ الرَّحِيمِ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ

---

[1] بیاض اشرفی ص۲۳۵

بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا سكتہ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ۝ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ۘ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓي اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ڛ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۣ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَـنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْـنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔[1]

---

[1] بیاض اشرفیہ ص ۲۳۸۔

مختلف امراض کے مجرّب عملیات

برائے تپ ولرزہ ملیریا وغیرہ بخار کیلئے بخار آنے سے پہلے گڑ کی گولی بنا کر اس پر بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰىهَا اِنَّ رَبِّىۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ پڑھ کر کھلا دے۔

۲:۔ اسی آیت کو بیری کی لکڑی پر لکھ کر گلے میں ڈالے۔

۳:۔ پیپل کے تین پتے لے کر ان پر بسم اللہ سمیت اِنَّا اَعۡطَيۡنٰكَ (پوری سورۃ) لکھ کر بخار کے آنے سے پہلے مریض کو دیا جائے وہ انہیں دیکھے اور پھر چاٹ لے تین روز تک کرے انشاء اللہ چلا جائے گا۔

۴:۔ یہ نقش لکھ کر بازو پر باندھے۔

الرحیم	الرحمٰن	اللّٰہ	بسم
بسم	الرحیم	الرحمٰن	اللّٰہ
اللّٰہ	بسم	الرحیم	الرحمٰن
الرحمٰن	اللّٰہ	بسم	الرحیم

۵:۔ یہ نقش لکھ کر بازو پر باندھے:

عثمان	عمر	ابوبکر
لا الٰہ	بحق	علی
رسول اللّٰہ	محمّد	الا اللّٰہ

برائے دردسر۔ یہ نقش لکھ کر باندھے۔

۲۱	۲۶	۱۹
۲۰	۲۲	۲۴
۲۵	۱۸	۲۳

صحت بود دردسر دفع بود

برائے دفع دشمن مٹی کا ایک کچا ڈھیلا لے کر اس پر تین بار یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ اور یہ تصور رکھے کہ دشمن میرے سامنے کھڑا ہے۔ پھر اس کی خیالی صورت پر ڈھیلا مارے۔ روزانہ اسی طرح کرے۔ خدا کی رحمت سے یقین ہے کہ دشمن دفع ہو جائے گا۔[۱]

برائے محبت وغیرہ چاہیئے کہ بعد عشاء عطریات اور خوشبو کا استعمال کر کے دوزانو باادب بیٹھ کر اس ورد کو حضورِ قلب کے ساتھ تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے۔ جملہ حاجات برآئیں گی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ اَلْبَشَرِ بَشَرٌ لَا کَالْبَشَرِ بَلْ ھُوَ کَالْیَاقُوْتِ فِی الْحَجَرِ[۲]۔

برائے سہولت نکاح بعد نماز عشاء یَا لَطِیْفُ یَا وَدُوْدُ گیارہ سو گیارہ بار۔ اوّل آخر درود شریف کے ساتھ چالیس روز تک پڑھے۔ اور اس کا تصور کرے انشاء اللہ مقصود حاصل ہو گا۔ اگر مقصود پہلے پورا ہو جائے چھوڑے نہیں[۳]۔

برائے تسخیر نمک کی سات کنکڑیاں لے کر ہر آیت پر آیت زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوَاتِ سے حُسْنُ الْمَاٰبِ تک[۴] مطلوب کا تصور کر کے اور طالب اپنی والدہ کے نام اور مطلوب اور اس کی والدہ کے نام کے

---

[۱] بیاض اشرفی ص۲۳۵۔ [۲] ۔ ۔ [۳] ۔ ۔ [۴] ۔ ۔ ۔

ساتھ پڑھ کر آگ میں ڈال دے[1]

برائے تسخیر
اسی آیت زُیِّنَ لِلنَّاس ۔ ۔ ۔ ۔ تا مآب کو شیرینی یا عطر یا چھالیہ پر ستر بار طالب اور اس کے باپ کے نام اور مطلوب اور اس کی ماں کے نام کے ساتھ پڑھ کر استعمال میں لائیں[2]

برائے تسخیر
سورۂ مزمل ۴۱ بار نمک پر طالب اور مطلوب کے نام اور ان کے ماں باپ کے نام کے ساتھ پڑھے اور استعمال میں لائے

سر کے درد کی مجرب جھاڑ
ایک پرچہ پر "بسم اللہ" پوری لکھ کر اس کے نیچے موٹے قلم سے حرف سؔ لکھے اور اسکے پہلے شوشہ پر ایک میخ (کیل) گاڑ کر کسی لکڑی سے بسم اللہ پڑھ کر سات مرتبہ اس میخ پر لکڑی مارے۔ چند بار ایسا کرنے سے بہت نفع ہوگا مجرب ہے[3]

درد ڈاڑھ اور ہر قسم کے درد کیلئے
ایک تختی پر ریت پھیلا کر ا ب ج د ہ و ز لکھے پھر پہلے حرف پر کیل رکھ کر ایک بار فاتحہ پڑھے۔ پھر دوسری پر دوبارہ۔ اسی طرح بڑھاتا جائے۔ درد جاتا رہیگا اور جتنے درد ہیں سب کے لیے مفید ہے[4]

پسلی چلنے کے واسطے
نمک کی سات کنکریاں لے کر ہر ایک پر تین بار۔۔۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتا جائے اور پیٹ پر اوپر سے نیچے کو (یعنی لمبائی میں) پھیرتا جائے۔ پھر اسی طرح پڑھ کر چوڑائی میں پھیرتا جائے پھر کنویں میں ان کنکریوں کو ڈال دے[5]

---

[1] بیاض اشرفی، [2] " صـ۲۴۸، [3] " " ، [4] " صـ۲۴۹،
[5] " صـ۲۴۲

ناف اکھڑ جانیکے لیئے جس کی ناف اکھڑ گئی ہو یہ تعویذ لکھ کر باندھا جائے۔

۸	۱	۶
۳	۵	۷
۴	۹	۲

ذالك تخفيف من ربكم ورحمة

تلی بڑھ جانیکے لیئے اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ لکھ کر تلی پر لٹکا دیا جائے۔[۱]

گنڈہ برائے ہر مرض ۱۲ تار کا دھاگہ لے کر سورۂ مزمل ۳ بار پڑھ کر اوّل آخر ایک بار درود شریف کے ساتھ پڑھ کر ایک گرہ باندھے۔ اسی طرح پڑھ کر ۱۲ گرہیں باندھ کر گلے میں ڈالے۔[۲]

ہر قسم کی بیماری کیلیئے "لا یستوی" اخیر تک ۳ بار۔ سورہ مزمل ایک بار سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ قل یاایھا الکافرون ایک بار۔ ہر بیماری کے واسطے مجرب ہے۔ پڑھ کر دم کرے۔ یا پانی وغیرہ میں دم کرکے پلائے۔[۳]

برائے علم سنت اور وتر کے درمیان ۱۰۰ بار یا ۲۵ بار سلامٌ قولًا مِن رَّبٍّ الرَّحِيْم۔ یا ۳۰۶ بار درود شریف پڑھے۔[۴]

برائے حافظہ۔ استغفار کی کثرت بہت مفید ہے۔ کذا افادہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ

برائے قوت حافظہ آیت، رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ

---

۱ بیاض اشرفی ۔ ۲ ، ۳ ، ۴ صفحہ ۲۲۹ ، ۵ ، ۶

عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِىْ يَفْقَهُوْا قَوْلِىْ، صبح کے وقت ۲۱ مرتبہ پڑھے لے

زنا کی رغبت دور کرنے کیواسطے چوراہے کے سنگریزے لے کر پاک پانی سے دھو کر مسجد سے باہر باوضو ہر ایک پر سورہ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ (پوری سورۃ) اور "الٰہی بحق سورہ کوثر از زنا منحرف شود" پڑھ کر اوّل آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھ کر رغبت رکھنے والے کی چارپائی کے نیچے یا چولہے میں دفن کر دے ؎

جس شخص کیلئے قتل کا حکم دیدیا گیا ہو اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ. ایک رات میں چار ہزار مرتبہ پڑھ کر نیز ایک کاغذ پر لکھ کر حاکم کے سامنے جائے (انشاء اللہ خلاصی ہو گی ؎

قیدی کی خلاصی کے لئے رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ. سوالاکھ مرتبہ عصر بعد یا مغرب بعد پڑھے ؎

موٹھ وغیرہ کے واسطے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پوری سورۃ پڑھ کر ایک خط اپنے سامنے کھینچ کر اس پر قدم رکھ کر سورۂ مزمل پڑھ کر موٹھ پر دم کرے ؎

برائے دشمنی دونوں کے بال اور سات بنولے لے کر ہر ایک پر سورۃ زلزال ایک بار دونوں فریق اور ان کے ماں باپ کے نام لے کر پڑھ کر آگ میں ڈال دے۔ (ناجائز موقع پر کرنے سے خود عمل کرنے اور کروانے کیلئے

؎ بیاض اشرفی ص۲۴۰ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎

وبال میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔[1]

حفاظت کے لیے اہم عملیات

عامل کی حفاظت کے لئے حصار عامل کو چاہیے کہ عمل کرنے سے پہلے وضو کرکے تین مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے اور اپنے تمام جسم پر دم کرے۔ پھر چاقو لے کر ایک خط اپنے سامنے داہنی جانب سے شروع کرے اور شروع کرتے وقت ایک سانس میں سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ پوری سورۃ پڑھے پھر اپنے داھنی طرف خط کھینچے اور سورہ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْن پوری سورۃ پڑھے۔ پھر بائیں جانب خط کھینچے اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقْ پوری سورۃ ایک سانس میں پڑھے۔ پھر اپنے پیچھے ایک خط کھینچے اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پوری سورۃ ایک سانس میں پڑھے۔[2]

ہر طرح کی آفتوں سے مکان کی حفاظت کیلئے بعض صالحین سے سنا گیا ہے کہ اگر سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ کر جس سمت کی طرف دم کردے گا جتنی دور تک نیت کرے گا انشاء اللہ وہاں تک ہر آفت سے حفاظت رہے گی۔[3]

جنات و شیاطین سے حفاظت کیلئے سوتے وقت قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پوری سورت دوسو بار پڑھے۔ جنات و شیاطین سے حفاظت رہے گی۔[4]

---

[1] بیاض اشرفی صفحہ ۲۴۱، ج۲ [2] صفحہ ۲۴۲، ج۲ [3] صفحہ ۲۴۸، ج۲ [4] صفحہ ۲۴۹، ج۲

آسیب کے لئے مفید عملیات

جن کے شر سے حفاظت کے لئے[1]

یہ نقش سورۃ مزمل کا ہے جو اس کو اپنے پاس رکھے گا جن کے شر سے محفوظ رہے گا وہ نقش یہ ہے:

۳۲۵۶۶	۳۲۵۵۹	۳۲۵۶۴
۳۲۵۶۱	۳۲۵۶۳	۳۲۵۶۵
۳۲۵۶۲	۳۲۵۶۷	۳۲۵۶۰

جنّ کے شر سے حفاظت کے لئے

یہ نقش سورہ جن کا ہے۔ بچوں کے گلے میں باندھے جن کے شر سے حفاظت رہے گی۔ وہ نقش یہ ہے[2]

۷۸۲۲	۷۸۱۷	۷۸۲۴
۷۸۲۳	۷۸۲۱	۷۸۱۹
۷۸۱۸	۷۸۲۵	۷۸۲۰

جس گھر میں ڈھیلے آتے ہوں

جس شخص کے گھر میں ڈھیلے آتے ہوں اس نقش کو لکھ کر دیوار پر قبلہ رو چسپاں کرے وہ نقش یہ ہے[3]

۹	۶	۳	۱۶
۷	۱۲	۱۳	۲
۱۴	۱	۸	۱۱
۴	۱۵	۱۰	۱۵

---

[1] بیاض اشرفی، [2] ” ، [3] ” صـــ ۲۴۳ ۔

جن کو دفع کرنے کے واسطے

جس گھر میں جن آواز دیتا ہو یا ڈراتا ہو اس کو لکھ کر دروازہ پر لگا دے۔ جن کے شر سے محفوظ رہے گا۔[1]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بحق جبرائیل یا بدوح

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۶	۸	۲	۴
۴	۲	۸	۶

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بحق جبرائیل یا بدوح

مجبوری میں جن کو جلانے کے واسطے

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے اعمال میں منقول ہے کہ جن بغیر حاضر ہوئے جل جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نقش لکھ کر فتیلہ بنائے اور نئی روئی میں لپیٹ کر کورے چراغ میں چنبیلی کا تیل ڈال کر روشن کرے۔ اور اس کا رخ مریض کی طرف کرے۔ فتیلہ کے جلانے کی طرف مقرر ہے۔ وہ یہ ہے کہ داہنی جانب نیچے کی طرف سے موڑنا شروع کرے اور اسی جانب میں اوپر کی طرف سے جلائے۔ نقش مکرم یہ ہے۔[2]

اللّٰھم احرق الشیاطین

۱۳	۳	۲	۱۶
۸	۱۰	۱۱	۵
۱۲	۶	۷	۹
۱	۱۵	۱۴	۴

---

[1] بیاض اشرفی صـ۲۴۳، [2] ” صـ۲۴۳

سر کا اور دانت کا درد اور ریاح

ایک پاک تختی پر پاک ریتا بچھا کر ایک میخ سے اس پر یہ لکھو، ابجد، ہوز حطی اور میخ کو زور سے الف پر دباؤ اور درد والا اپنی انگلی زور سے درد کی جگہ رکھے اور تم ایک دفعہ الحمد الخ پڑھو اور اس سے درد کا حال پوچھو اگر اب بھی رہا ہو تو اسی طرح ب کو دباؤ، غرض ایک ایک حرف پر اسی طرح عمل کرو انشاء اللہ تعالیٰ حروف ختم نہ ہونے پائیں گے کہ یہ درد جاتا رہے گا۔

ہر قسم کا درد

خواہ کہیں ہو یہ آیت بسم اللہ سمیت تین دفعہ پڑھ کر دم کریں اور کسی تیل وغیرہ پر پڑھ کر مالش کریں یا باوضو لکھ کر باندھیں:

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ط وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

دماغ کا کمزور ہونا

پانچوں نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر گیارہ بار یَا قَوِیُّ پڑھو۔

نگاہ کی کمزوری

بعد پانچوں نمازوں کے یَا نُوْرُ گیارہ بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

زبان میں ہلکا پن ہونا یا ذہن کا کم ہونا:

فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر یہ آیت اکیس بار پڑھیں

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ، اور روزمرہ ایک بسکٹ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لکھ کر چالیس روز کھلانے سے بھی ذہن بڑھتا ہے۔

دل دھڑکنا

یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر گلے میں باندھیں، ڈورا اتنا لمبا رہے کہ تعویذ دل پر پڑا رہے اور دل بائیں طرف ہوتا ہے، اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ

قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ،

پیٹ کا درد

یہ آیت پانی وغیرہ پر تین بار پڑھ کر پلاویں یا لکھ کر پیٹ پر باندھیں لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ

ہیضہ اور ہر قسم کی وبا طاعون وغیرہ

ایسے دنوں میں جو چیز بھی کھاویں، پیویں پہلے تین بار اس پر سورہ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ پڑھ کر دم کر لیا کریں انشاءاللہ حفاظت رہے گی اور جس کو ہو جائے اس کو بھی کسی چیز پر دم کر کے کھلا دیں، انشاءاللہ شفاء ہوگی۔

تلی بڑھ جانا

یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر تلی کی جگہ باندھیں۔ ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ رَحْمَةٌ،

ناف ٹل جانا

یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر ناف کی جگہ باندھیں، ناف اپنی جگہ آجاوے گی اور اگر بندھا رہنے دیں تو پھر نہ ٹلے گی۔ اَللّٰهُ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا،

بخار

اگر بدون جاڑے کے ہو یہ آیت لکھ کر باندھیں اور اسی کو دم کریں، قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ اور اگر جاڑے سے ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں یا بازو پر باندھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖیهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

پھوڑا پھنسی یا ورم

پاک مٹی پنڈول وغیرہ چاہے ثابت ڈھیلا چاہے پسی ہوئی لے کر اس پر یہ دعا تین بار پڑھ کر تھوک دیں.....

بِسْمِ اللّٰهِ بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا اور اس پر تھوڑا پانی چھڑک کر وہ مٹی تکلیف کی جگہ یا اس کے آس پاس دن

میں دو چار بار ملا کرے۔

سانپ بچھو یا بھڑ وغیرہ کا کاٹ لینا ذرا سے پانی میں نمک گھول کر اس جگہ ملتے جاویں اور قُل یا پوری سورت پڑھ کر دم کرتے جاویں بہت دیر تک ایسا ہی کریں۔

سانپ کا گھر سے نکلنا یا کہ آسیب ہونا چالیس کیلیں لوہے کی لے کر ایک ایک پر یہ آیت پچیس پچیس بار دم کر کے گھر کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سانپ اس گھر میں نہ رہے گا وہ آیت یہ ہے: اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَّ اَكِيدُ كَيْدًا ۞ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۞ اس گھر میں آسیب کا اثر بھی نہ ہوگا۔

باؤلے کتے کا کاٹ لینا یہی آیت جو اوپر لکھی گئی ہے اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ سے رُوَيْدًا تک ایک روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر ایک ٹکڑا روز اس شخص کو کھلا دیں، انشاء اللہ ہڑک نہ ہوگی۔

بانجھ ہونا چالیس لونگیں لے کر ہر ایک پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے اور جس دن عورت پاکی کا غسل کرے اس دن سے ایک لونگ روزمرہ سوتے وقت کھانا شروع کرے اور اس پر پانی نہ پئے اور کبھی کبھی میاں کے پاس بیٹھے اٹھے۔ آیت یہ ہے: اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ انشاء اللہ تعالیٰ اولاد ہوگی۔

حمل گر جانا ایک تاگا کسم رنگا ہوا عورت کے قد کی برابر لے کر اس میں نو گرہ لگا دے اور ہر گرہ پر یہ آیت پڑھ کر پھونکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حمل نہ گرے گا، اور اگر کسی وقت تاگا نہ ملے تو کسی پرچہ پر لکھ کر پیٹ پر باندھیں آیت یہ ہے: وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝

بچہ ہونے کا درد یہ آیت ایک پرچہ پر لکھ کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران میں باندھے یا شیرینی پڑھ کر اس کو کھلا دے انشاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی سے پیدا ہوگا۔ آیت یہ ہے: اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝

بچہ زندہ نہ رہنا اجوائن اور کالی مرچ آدھ آدھ پاؤ لے کر پیر کے دن کے دوپہر کے وقت چالیس بار سورہ والشمس اس طرح پڑھے کہ ہر دفعہ کے ساتھ درود شریف بھی پڑھے اور جب چالیس بار ہو جاوے پھر ایک دفعہ درود شریف پڑھے اور اجوائن اور کالی مرچ پر دم کر دے اور شروع حمل سے یا جب سے خیال ہوا ہو۔ دودھ چھڑانے تک روزمرہ تھوڑا تھوڑا دونوں چیزوں سے کھایا کرے انشاء اللہ اولاد زندہ رہے گی۔

ہمیشہ لڑکی ہونا اس عورت کا خاوند یا کوئی دوسری عورت اس کے پیٹ پر انگلی سے کنڈل یعنی دائرہ ستر بار بنا دے اور ہر بار میں یا مَتِیْنُ کہے انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا۔

بچہ کو نظر لگجانا یا رونا یا سونے میں ڈرنا یا کمیڑہ وغیرہ ہو جانا

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پڑھ کر اس پر دم کرے اور یہ دعا لکھ کر گلے میں ڈال دے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَّامَّةٍ انشاء اللہ سب آفتوں سے حفاظت رہے گی۔

چیچک : ایک نیلا گنڈا سات تار کا لے کر اس پر سورہ الرحمٰن جو ستائیسویں پارہ کے آدھے پر ہے پڑھے اور جب یہ آیت آیا کرے فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ الخ اس پر دم کر کے ایک گرہ لگا دے۔ سورۃ کے ختم ہونے تک اکتیس گرہ ہو جائیں گی پھر وہ گنڈہ بچے کے گلے میں ڈال دے اگر چیچک سے پہلے ڈال دیں تو انشاء اللہ چیچک سے حفاظت رہے گی اور اگر چیچک نکلنے کے بعد ڈالیں تو زیادہ تکلیف نہ ہو گی۔

ہر طرح کی بیماری : چینی کی تشتری پر سورۃ الحمد اور یہ آیتیں لکھ کر روزمرہ بیمار کو پلایا کریں بہت ہی تاثیر کی چیز ہے۔ آیات شفا یہ ہیں:

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ وَشِفَاۗءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۝

محتاج اور غریب ہونا : بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے گیارہ گیارہ بار درود شریف اور بیچ میں گیارہ تسبیح یا مُعِزُّ کی پڑھ کر دعا کیا کرے اور چاہے یہ وظیفہ پڑھ لیا کرے کہ بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے

سات دفعہ درود شریف اور بیچ میں چودہ تسبیح اور چودہ دانے یعنی چودہ سو چودہ مرتبہ یَا وَھَّابُ پڑھ دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ فراغت اور برکت ہو گی۔

آسیب لپٹ جانا

ان آیتوں کو پڑھ کر بیمار کے کان میں دم کرے اور پانی پڑھ کر اس کو پلاوے۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ؕ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ؕ اور سورہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ سات بار کان میں دم کرنا اور داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہنا بھی آسیب کو بھگا دیتا ہے۔

کسی طرح کا کام اٹکنا

بارہ روز تک روز اس دعا کو بارہ ہزار مرتبہ پڑھ کر ہر روز دعا کیا کرے انشاء اللہ کیسا ہی مشکل کام ہو پورا ہو جائے گا یَا بَدِیْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ،

جادو کی کاٹ کیلئے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پانی پر دم کر کے مریض کو پلا دیں اور زیادہ پانی پر دم کر کے اس پانی میں نہلا دیں اور یہ دعا چالیس روز تک روز مرہ چینی کی تشتری پر لکھ کر پلایا کریں۔ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَةِ مُلْکِهٖ وَبَقَائِهٖ یَا حَیُّ انشاء اللہ تعالیٰ جادو کا اثر جاتا رہے گا اور یہ دعا ہر اس بیمار کے لیے بھی بہت مفید ہے جس کو حکیموں نے جواب دیدیا ہے۔

خاوند کا ناراض یا بے پرواہ رہنا

بعد نماز عشاء کے گیارہ دانے سیاہ مرچ کے لے کر آگے پیچھے گیارہ بار درود شریف اور درمیان میں گیارہ تسبیح یَا لَطِیْفُ یَا وَدُوْدُ کی پڑھیں اور خاوند کے مہربان ہونیکا خیال رکھیں۔ جب سب پڑھ چکیں تو ان سیاہ مرچوں پر دم کر کے تیز آنچ میں ڈال دیں

اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں انشاء اللہ تعالیٰ خاوند مہربان ہوجائے گا۔ کم سے کم چالیس روز کریں۔

دودھ کم ہونا

یہ دونوں آیتیں نمک پر سات بار پڑھ کر ماش کی دال میں کھلائیں پہلی آیت وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ دوسری آیت وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ۔ دوسری آیت اگر آٹے کے پیڑے پر پڑھ کر گائے بھینس کو کھلاویں، تو خوب دودھ دیتی ہے جن کو اور زیادہ جھاڑ پھونک کی چیزیں جاننے کا شوق ہو، وہ ہماری کتاب اعمال قرآنی کے تینوں حصے اور شفاء العلیل اور ظفر جلیل دیکھ لیں اور ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھو کہ قرآن کی آیت بے وضو مت لکھو اور نہانے کی ضرورت میں بھی مت پڑھو۔ اور جس کاغذ پر قرآن کی آیت لکھ کر تعویذ بناؤ اس کاغذ پر ایک اور کاغذ سادہ لپیٹ دو۔ تاکہ تعویذ لینے والا اگر بے وضو ہو تو اس کو ہاتھ میں لینا درست ہو اور چینی کی تشتری پر بھی آیت لکھ کر بے وضو کے ہاتھ میں مت دو بلکہ تم خود پانی سے گھول دو۔ اور جب تعویذ سے کام نہ رہے اس کو پانی میں گھول کر کسی ندی یا نہر یا کنویں میں چھوڑ دو۔ (بہشتی زیور ص۹)

حفاظت حمل

اگر کسی عورت کا حمل اکثر گر جاتا ہو یا کسی صدمہ کی وجہ سے کسی مرتبہ ایسا خطرہ ہو تو آیات ذیل لکھ کر حاملہ کے گلے میں اس طرح ڈال دیں کہ وہ تعویذ پیٹ پر پڑا رہے۔ آیات یہ ہیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى

وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ۔ رَبِّ إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔

حفاظت اطفال بچوں کے اکثر امراض سے بحکم خدا حفاظت رہے کلمات ذیل کو لکھ کر بچہ کے گلے میں ڈال دیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَعَيْنٍ لَامَّةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ اور اگر سوتے میں ڈرتا ہو تو اس کو بھی پڑھا دیں۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ سُوْءِ الْأَحْلَامِ وَمِنْ أَنْ يَتَلَاعَبَ بِيَ الشَّيْطَانُ فِي الْيَقْظَةِ وَالْمَنَامِ

نظر بد اگر نظر بد کا احتمال ہو تو آیات ذیل لکھ کر گلے میں ڈال دیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّهُ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ ۔ أَيْضًا ۔ کلمات ذیل بھی نظر بد کا اثر دور کرنے کے لیے خصوصیت سے لکھ کر گلے میں ڈالتے ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَعَيْنٍ لَامَّةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

حفاظت از وبا ہر قسم و طاعون جو نام میں تعلیم کی گئی ایسے امراض کے زمانہ میں جو چیز کھائی پی جاوے اس پر تین بار سورہ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ پڑھ کر دم کر کے کھائیں پئیں۔ اور اگر مریض کے لیے پانی پر تین بار دم کر کے پلایا جاوے تو مبتلا تک کو شفا ہو گئی ہے۔

دردسر دردسر خواہ آدھا سیسی کا ہو یا دوسری طرح کا۔ آیات ذیل لکھ کر درد کے موقع پر باندھ دیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ (پوری سورت) لَا یُصَدَّعُوْنَ عَنْھَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ ۔

دردِزہ کلمات و آیات ذیل کو گڑ پر پڑھ کر کھلا دیں یا لکھ کر سفید کپڑے میں باندھ کر حاملہ کی بائیں ران میں باندھ دیں اور بعد فراغت فوراً کھول دیں انشاءاللہ ولادت میں بہت سہولت ہو گی۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِیْھَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ اٰھِیًا اِشْرَاھِیًا اَللّٰھُمَّ سَھِّلْ عَلَیْھَا الْوِلَادَۃَ خَلَقَہٗ فَقَدَّرَہٗ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَہٗ ۔

آسیب اور سحر جادو اگر کسی پر آسیب کا شبہ ہو تو آیات ذیل لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں اور پانی پر دم کر کے مریض پر چھڑک دیں اور اگر گھر میں اثر ہو تو ان کو پانی پر پڑھ کر گھر کے چاروں گوشوں میں چھڑک دیں۔ آیات یہ ہیں۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ (۲) الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۔ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۔ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۳) وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (۴) اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ

سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ
عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ
مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ
حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ
الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ
يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ (۴) لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ
اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ
مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ
مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ
بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ
الْمَصِيْرُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا
حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ
وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (٦) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا
الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (٧) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ
الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ
يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ

مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهٖ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ (۸) فَتَعٰلَى
اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ
اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَإِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ (۹) وَالصّٰٓفّٰتِ
صَفًّا فَالزّٰجِرَاتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ
السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا
بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ لَا يَسَّمَّعُوْنَ إِلَى
الْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ
إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ
خَلْقًا أَمْ مَّنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ (۱۰) هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ
لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ هُوَ
اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ
الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ
الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۱۱) وَأَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ
صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا (۱۲) قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ
يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ (۱۳) قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ
مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (۱۴) قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ
إِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ
النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

حرز ابی دجانہ

ایضاً۔ کلمات ذیل کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیا جاوے۔ اس عمل کا نام حرز ابی دجانہ ہے، نہایت مجرب ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہٰذَا کِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اِلٰی مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالسَّائِحِیْنَ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰنُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْحَقِّ سَعَۃً فَاِنْ تَکُ عَاشِقًا مُوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا اَوْ رَاعِیًا حَقًّا مُبْطِلًا ہٰذَا کِتَابُ اللّٰہِ یَنْطِقُ عَلَیْنَا وَعَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اُتْرُکُوْا صَاحِبَ کِتَابِیْ ہٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰی عَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ وَالْاَصْنَامِ وَاِلٰی مَنْ یَزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ تُغْلَبُوْنَ حٰمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ حٰمٓ عٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰہِ وَبَلَغَتْ حُجَّۃُ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط اس کو لکھ کر گلے میں ڈال دیا جاوے۔

ایضاً۔ اگر آسیب کا اثر گھر میں معلوم ہو تو آیات ذیل پچیس بار چار کیلوں پر پڑھ کر گھر میں چاروں کونوں میں گاڑ دیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا ہ

ایضاً۔ اس نقش کو مع نیچے کی عبارت کے تین تعویذ لکھیں اور اس کو اس طرح فلیتہ بناویں کہ دو کا ہندسہ نیچے رہے اور آٹھ کا ہندسہ اوپر رہے پھر پاک روئی لپیٹ کر کورے چراغ میں کڑوا تیل ڈال کر مریض کے پاس اوپر کی طرف یعنی ہندسہ آٹھ کی طرف سے روشن کریں، اوّل روز ایک فلیتہ جلا دیں، پھر ایک دن ناغہ کر کے دوسرا پھر ایک دن ناغہ کر کے تیسرا۔ نقش یہ ہے

۸	۱	۶
۳	۵	۷
۴	۹	۲

فرعون، قارون، ہامان، شداد، نمرود، ابلیس

علیہ اللعنۃ واتباع ایشاں اگر نہ گریزند سوختہ شوند

برائے دفع سحر آیات ذیل لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں اور پانی پر پڑھ کر اس کو پلا دیں، اگر نہلانا نقصان نہ کرتا ہو تو ان ہی آیات کو پانی پر پڑھ کر اس سے مریض کو نہلا دیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۙ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۙ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۙ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

برائے دفع مرگی آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے۔ بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ رَبِّ اِنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ رَبِّ اِنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔

برائے اختلاج قلب آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈالیں کہ قلب پر پڑی رہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ

الْقُلُوْبَ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ

محبت زوجین اگر زوجین میں سے کسی کو دوسرے سے نفرت ہو اور محبت نہ ہو تو آیات ذیل کو لکھ کر محب اپنے پاس رکھے اور نمک یا مٹھائی پر پڑھ کر محبوب کو کھلا دیں۔ فلانہ کی جگہ محبوب کا نام اور لفظ فلاں کی جگہ محب کا نام لکھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَيَا مُسَخِّرَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ قَلِّبْ قَلْبَ لِفُلَانَةَ قَلْبَ فُلَانٍ بِالْخَيْرِ لِاَدَاءِ الْحُقُوْقِ يَا وَدُوْدُ حَبِّبْ يَا وَدُوْدُ۔

ردغائب اگر کسی کا لڑکا یا اور کوئی لاپتہ کہیں چلا گیا ہے تو اس کے واپس آنے کے لیئے آیات ذیل کو لکھ کر اس تعویذ کو کالے یا نیلے کپڑے میں لپیٹ کر گھر میں جو کوٹھری زیادہ تاریک ہو اس میں دو پتھروں کے درمیان اس طرح رکھ دیا جاوے کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑے۔ پتھر نہ ہوں تو چکی کے دو پاٹوں میں دبا دیں اور لفظ فلاں کی جگہ اس لاپتہ کا نام لکھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ؕ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ

صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ط حَتّٰی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْھِمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّآ اِلَیْہِ ثُمَّ تَابَ عَلَیْھِمْ لِیَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ اَللّٰھُمَّ یَا ھَادِیَ الضَّالِ وَیَا رَادَّ الضَّالَّۃِ اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ فُلَانٌ۔

پیشاب رک جانا یا پتھری ہو جانا کلمات ذیل کو لکھ کر ناف پر باندھ دیا جاوے۔ رَبَّنَا اللّٰہُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُکَ اَمْرُکَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کَمَا رَحْمَتُکَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَکَ فِی الْاَرْضِ وَاغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَخَطَایَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّیِّبِیْنَ فَاَنْزِلْ شِفَآءً مِّنْ شِفَآئِکَ وَرَحْمَۃً مِّنْ رَحْمَتِکَ عَلٰی ھٰذَا الْوَجْعِ۔

غنا یَا وَھَّابُ بعد نماز عشاء اس طرح پڑھے کہ اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے اور درمیان میں چودہ سو چودہ بار اسم مذکور اور بعد میں سو بار یہ دعا پڑھے۔ یَا وَھَّابُ ھَبْ لِیْ مِنْ نِعْمَۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (اس عمل کا نام حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کیمیائے درویشاں فرمایا کرتے تھے)

انجاح حاجت تمام مشکلات کے حل کے لیے اسم یالطیف بعد نماز عشاء گیارہ سو گیارہ مرتبہ پڑھے اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے اور پھر دعا کرے۔

برائے دفع تپ ولرزہ ہر قسم نقش ذیل کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ نقش یہ ہے۔

الرحیم	الرحمٰن	اللہ	بسم
بسم	الرحیم	الرحمٰن	اللہ
اللہ	بسم	الرحیم	الرحمٰن
الرحمٰن	اللہ	بسم	الرحیم

ایام ماہواری کی کمی

اگر ایام ماہواری میں کمی ہو اور اس سے تکلیف ہو تو آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈالدیں کہ تعویذ رحم پر پڑا رہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ؕ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ؕ

ایام ماہواری کی زیادتی

اگر کسی کو ایام ماہواری زیادہ آتے ہیں اور اس سے تکلیف ہو تو آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈال دیں کہ تعویذ رحم پر پڑا رہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ؕ

برائے خنازیر

جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو تانت پر جو مریض کے قد کی برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دعا پھونکے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَقُوَّةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَكَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَحِزْبِ اللّٰهِ وَصُنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَاءِ اللّٰهِ وَدَخَلَ اللّٰهِ وَبَهَاءِ اللّٰهِ وَجَلَالِ اللّٰهِ وَكَمَالِ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ پھر مریض کے گلے میں ڈال دے۔ (بہشتی زیور صفحہ ۹۴)

برائے عقیمہ [منقول از قول الجمیل] ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے، وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا پھر اس تعویذ کو عورت کی گردن میں باندھے۔

ایضًا۔ چالیس لونگوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ اور ایک لونگ کو ہر روز کھائے حیض کے غسل ہونے سے اور ان دنوں میں اس کا شوہر اس سے صحبت کرتا رہے اور شرط یہ ہے کہ لونگ رات کو کھائے اور اس پر پانی نہ پیے۔

برائے افزایش شیر زن اگر کسی عورت کے دودھ کی کمی ہو تو آیات ذیل کو ایک بار پڑھ کر نمک پر دم کر کے کھانے میں ڈال کر عورت کھاوے اس کھانے میں سے اور سب بھی کھاویں تو کچھ حرج نہیں ہے آیات یہ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ہ وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ہ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ہ وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ہ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ط

برائے افزائش شیر جانوران

اگر کوئی گائے بھینس وغیرہ دودھ نہ دیتی ہو تو ایک آٹے کے پیڑے پر آیات ذیل پڑھ کر اس جانور کو کھلاویں۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ وَاِنَّ لَکُمۡ فِی الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَۃً ؕ نُسۡقِیۡکُمۡ مِّمَّا فِیۡ بُطُوۡنِہٖ مِنۡۢ بَیۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیۡنَ ؕ وَاِنۡ یَّکَادُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَیُزۡلِقُوۡنَکَ بِاَبۡصَارِہِمۡ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکۡرَ وَیَقُوۡلُوۡنَ اِنَّہٗ لَمَجۡنُوۡنٌ ۘ وَمَا ہُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ؕ اَفَغَیۡرَ دِیۡنِ اللّٰہِ یَبۡغُوۡنَ وَلَہٗۤ اَسۡلَمَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّکَرۡہًا وَّاِلَیۡہِ یُرۡجَعُوۡنَ ؕ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ ؕ

برائے تھنیلا

بعض اوقات عورتوں کے پستان میں بوجہ زیادتی دودھ وغیرہ درد اور دکھن ہوتی ہے تو اس دعا کو چھنی ہوئی راکھ پر یا مٹی پر سات بار اس طرح پڑھیں کہ ہر بار پڑھ کر اس راکھ یا مٹی میں تھوک دیں پھر پانی سے اس کو پتلا کر کے درد کی جگہ لیپ کریں اگر پھوڑے پھنسی وغیرہ پر لگایا جاوے تب بھی مفید ہے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ بِسۡمِ اللّٰہِ تُرۡبَۃُ اَرۡضِنَا بِرِیۡقَۃِ بَعۡضِنَا لِیُشۡفٰی سَقِیۡمُنَا بِاِذۡنِ رَبِّنَا ؕ۔

ذیل میں کچھ تعویذ و گنڈے اور نقل کئے جاتے ہیں جو دیگر حضرات سے پہنچے ہیں۔

برائے آسیب زدہ

(از قطب عالم مولانا گنگوہی) اسماء اصحاب کہف بعبارت ذیل کاغذ پر لکھ کر جس مکان میں مریض یا مریضہ ہو اس کی دیواروں پر جگہ جگہ چسپاں کر دئے جاویں اور بیس کا نقش مندرجہ ذیل ایک کاغذ پر لکھ کر مریض کو دکھایا جاوے دیکھنے سے گھبرائے گا اور انکار کرے گا مگر زبردستی اسکی نظر اس پر ڈلوائی جائے اور جبراً نقش کو تعویذ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جاوے۔

اسماء اصحاب کہف یہ ہیں۔ اِلٰہِیۡ بِحُرۡمَۃِ یَمۡلِیۡخَا مَکۡسَلۡمِیۡنَا کَشۡفُوۡطَطۡ مِیۡوُنَشۡ

كَشَّا فَظِيُونُسُ يُوَانِسُ بُوُسُ وَكَلُبُهُمُ تِطُمِيُرُ وَعَلَى اللّٰهِ قَصُدُ السَّبِيُلِ وَمِنُهَا جَائِرٌ وَلَوُشَاءَ لَهَدٰكُمُ اَجُمَعِيُنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا وَمولانا محَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحُبِهٖ وَبَارِكُ وَسَلِّمُ ۔

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۶	۸	۲	۴
۴	۲	۸	۶

گنڈہ برائے مسان (از حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نوراللہ مرقدہٗ) نیلے تاگے کے اکتالیس تار عورت کے قد کے برابر لمبے لے کر اس پر سورہ الحمد مع بسم اللہ اکتالیس بار پڑھے اور ہر دفعہ اس تاگے پر دم کر کے ایک گرہ لگاتا رہے حمل کے زمانہ میں ماں کے پیٹ پر اس گنڈے کو باندھ دے اور بعد پیدا ہونے کے بچہ کے گلے میں ڈال دے اور اگر حمل کے وقت نہ باندھ سکے تو بچہ ہی کے گلے میں ڈالنے سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ وہی فائدہ ہوگا۔

گنڈہ برائے آسیب زدہ گیارہ تار نیلا یا سیاہ سوت کچا ڈیڑھ گز لمبا لے کر اکتالیس بار آیت ذیل پڑھیں اور ہر دفعہ گرہ لگا کر اس کے اندر دم کر کے بند کر دیں۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا ۔ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ۔

(بہشتی زیور)

ختم شد

امام ابن تیمیہ کے نزدیک تعویذ کی شرعی حیثیت

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

" اور جائز ہے کہ مصیبت زدہ اور دوسرے مریضوں وغیرہ کے لیے کتاب اللہ اور ذکر اللہ سے کچھ کلمات جائز، پاکیزہ روشنائی سے لکھے جائیں اور ان کو دھو کر مریض کو پلایا جائے امام احمد وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب عورت کو ولادت میں تنگی اور دشواری پیش آئے تو مندرجہ ذیل کلمات لکھے.....

بسم اللہ لا الہ الا اللہ العلی العظیم لا الہ الا اللہ الحکیم الکریم سبحان اللہ وتعالیٰ رب العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین کانھم یوم یرونھا لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحاھا کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نھار بلاغ فھل یھلک الا القوم الفاسقون۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ کسی کاغذ میں لکھ کر عورت کے بازو میں باندھ دیا جائے اور فرماتے ہیں کہ ہم نے بارہا تجربہ کیا اس سے زائد عجیب تر (یعنی زود اثر) چیز ہم نے نہیں دیکھی۔ جب وضع حمل ہو جائے تو اس تعویذ کو جلد ہی کھول دیا جائے پھر اس کو کسی کپڑے میں محفوظ رکھ لے یا اس کو جلا دے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نور اللہ مرقدہٗ کا کلام ختم ہو گیا"

(فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۶۵/۱۹)

(فتاویٰ بن تیمیہ ص ۶۵/۱۹)

ابن قیم رحہ زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں!
یونس بن حبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے تعویذ لٹکانے کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا اگر اللہ کے کلام یا رسول کے کلام کا تعویذ ہو تو اس کو لٹکا سکتے ہو اور حتی الامکان اس سے شفاء حاصل کر سکتے ہو۔
میں نے عرض کیا، میں چوتھے دن بخار کے لیے یہ تعویذ لکھتا ہوں۔

" بسم اللہ وباللہ ومحمد رسول اللہ قلنا یا نار کونی برداً وسلاما علی ابراھیم وارادوا بہ کیدا فجعلناھم الاخسرین اللھم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اشف صاحب ھذا الکتاب بحولک وقوتک وجبروتک الہ الحق آمین"

فرمایا ہاں ہاں ٹھیک ہے اور امام احمد نے حضرت عائشہؓ اور دیگر صحابہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس سلسلہ میں سہولت اور آسانی برتی ہے۔ حرب فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحہ نے اس میں تشدد نہیں کیا اور ابن مسعود اس کو سخت کروہ قرار دیتے تھے۔
امام احمد سے پریشانی مصیبت نازل ہونے کے بعد تعویذ لٹکانے کی بابت سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔
(پھر حافظ ابن قیم رحہ نے متعدد تعویذات نقل فرماتے ہیں) (زاد المعاد ص ۱۸۰/۳)

عہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مصیبت پریشانی کے بعد جو تعویذ لٹکایا جائے وہ تمیمہ میں داخل نہیں (جس کی مذمت حدیث شریف میں آئی ہے)
(طحاوی ص ۳۲۶/۲)